فاللّٰہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین

کتاب لاجواب

دیوان حافظ

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

مالک و مہتمم احمد علی شیخ

MAULANA AZAD LIBRARY A.M.U

M.A.LIBRARY, A.M.U.
PE8564

ADYN

LIGARH

الحافظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ اردو فارسی کتابون مین غالبًا یہ پہلی کتاب ہے جسکا دیباچہ اُردو مین لکھا گیا ہے۔ گو ہندوستان مین ابتک یہ طرز اجنبی معلوم ہوتا ہو لیکن ممالک یورپ مین جسقدر عربی و فارسی کتابین چھپکر ہر ملک کے مطبع سے شائع ہوتی ہین اُس ملک کی زبان مین (گو وہ کیسی ہی محدود ہو) اُسکا دیباچہ بھی ہوتا ہی۔ اس دیوان مین نامی پریس نے یورپ کی تقلید کی ہے اور دیوان حافظ کے دیباچہ کو ہندوستان کی سب سے وسیع زبان اُردو مین تحریر کیا ہے تاکہ جو لوگ اس طرز کو مناسب سمجھین وہ اسی تقلید پر آئندہ اور کتابین شائع کرین۔

اگر پرانے خیالات کے حضرات اس جدت کو پسند نفرمائین تو اُنکے مذاق کے موافق پرانا دیباچہ جو فارسی زبان مین ہے وہ بھی شامل کتاب کر دیا گیا ہی جسمین خواجہ حافظ رحمۃ اللہ کے حالات اور اُن کے کلام معجز نظام کی خوبیان دکھلائی

گئی ہین۔ مگر یہ دیباچہ خاصکر اُن حضرات کی دلچسپی اور معلومات کے لیے لکھا جاتا ہے جنکو یا تو اُردو زبان سے خاص مناسبت ہے یا فارسی سے کم ماہر ہین اور دیوان حافظ کے اسی قدر قدردان ہین کہ اُسکو جزدان مین ملفوف کر کے گھر مین رکھتے ہین اور عند الضرورت اُس سے اپنے مطلب کی فال تلاش کرتے ہین۔

حافظ کے ابتدائی حالات

حافظ کا اصلی نام شمس الدین محمد اور والد کا نام شیخ کمال الدین تھا جنکا اصلی وطن تویسرکان[1] تھا۔ کسی وجہ سے ترک وطن کر کے شیراز مین آباد ہوے اور یہین حافظ کی ولادت ہوئی۔ سنہ پیدایش کا پتہ کہین نہین لگتا۔ اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمانہ آل مظفر کی حکومت کا تھا۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ ممالک ایشیا مین ذاتی ترقی اور شہرت حاصل کرنے والون کے ابتدائی حالات نہین ملتے ہین اسلیے حافظ کے حالات کا تلاش کرنا کوہ کندن سے کم نہین ہے تاہم اسقدر معلوم ہوگیا ہے کہ حافظ نے ابتدا مین مولانا شمس الدین عبد اللہ شیرازی اور علامہ سید شریف سے تحصیل علوم کی۔ علم قرآن اور تفسیر القرآن کے ماہر ہوگئے کلام اللہ بر زبان یاد کیا اور حافظ کے لقب سے مشہور ہوگئے۔ حاجی

---

[1] تویسرکان اُس وقت ایک مختصر آبادی کا نام تھا، شہر نہاوند سے شمال کی جانب واقع تھی
[illegible] نشانات اس وقت تک موجود ہین۔

قوام الدین وزیر کو حافظ کی سرپرستی منظور ہوئی۔ ایک دینی مدرسہ شیراز مین قائم کر کے حافظ کو اسکا مُدرس مقرر کر دیا۔ حافظ مدت تک اُسمین تفسیر القرآن کا درس دیتے رہے۔ ہر پنجشنبہ کو بعد نماز عشا کے صبح تک نہایت خوش الحانی اور قرأت سے قرآن پاک کو ختم کرتے رہے اور عالمون، فاضلون، اور درویشون کی صحبت سے عرصے تک اکتساب کمالات کرتے رہے۔

شاعری حافظ کی طبیعت مین فطرۃً شاعرانہ حرارت مخفی تھی جس سے شعلے نکلنے کا وقت قریب آ گیا تھا بالآخر وہ زور سے بھڑکی اور جو حافظ کہ حافظ قرآن ہونیکی وجہ سے حافظ کہلاتے تھے تھوڑا عرصہ نگذرنے پایا کہ وہ اپنے تخلص کی وجہ سے خواجہ حافظ ہو گئے۔ شاعری کا رنگ ایسی تیزی سے چڑھا کہ انکے پند و نصائح پھیکے پڑ گئے۔ مقدس صحبتون سے گریز کرنے لگے اور خفیہ خفیہ مستان الست اور رندان بادہ پرست کے گھٹون مین شریک ہونے لگے۔ آخر تا کجے۔ ایک روز اعلان کرنا ہی پڑا۔

تا ز میخانہ و مے نام و نشان خواہد بود　　سر ما خاک رہ پیر مغان خواہد بود

حافظ کا رنگ بدلا تو فقرا و درویشون نے لعنت، ملامت کی بوچھار اور علماء و واعظین نے کفر کے فتوون کی بھرمار شروع کی۔ حافظ نے بھی اپنی نوک زبان سے پیکان تیر کا کام لیا اور جدھر نشانہ تاکا کبھی خطا نہ کیا۔ حافظ کا دیوان انھی تیرون کا ترکش

جس کے بعض نمونے درج ذیل ہین۔

واعظان کین جلوہ در محراب و منبر میکنند   چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند
حافظا مکن ملامت رندان کہ در ازل   ما را خدا ز زہد و ریا بے نیاز کرد
بادہ نوشی کہ درو ہیچ ریائے نبود   بہتر از زہد فروشی کہ درو روی و ریاست
زیر دلق مرقع کمندہا دارند   دراز دستی این کوتہ آستینان بین

غرضکہ اُدھر سے نثر مین طولانی ارشادات اِدھر سے نظم مین چٹکیلے اور رسیلے خیالات اُدھر سے اوچھے اور ڈگمگاتے ہوئے حربے۔ اِدھر سے مشتی اور منجھی ہوئی چوٹین ایک عرصے تک چلتی رہنے سے زمانے نے حافظ کا لوہا مان لیا اور وہ تمام اسلامی دُنیا مین اس قدر مشہور ہو گئے کہ دور دور از مقامات سے جلیل القدر بادشاہون اور امیرون کے تحائف اور دعوت کے اشتیاق نامے آنا شروع ہو گئے۔

شہرت تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ میرزا فضل اللہ شیرازی جو علامہ تفتازانی کے شاگرد تھے اور اس زمانے مین سلطان محمود شاہ بہمنی والی جنوبی ہند کے وزیر تھے۔ حافظ کا شہرہ سُنکر اپنے بادشاہ کی طرف سے حافظ کو دکن مین طلب کیا۔ حافظ آمادۂ سفر ہو گئے مگر ابھی کشتی مین سوار ہو کر جزیرۂ ہرمز (جزیرۂ فارس) تک پہنچے تھے کہ بادِ مخالف کا سامنا ہو گیا۔ اس قدر گھبرا گئے کہ کشتی کنارے پر

پہونچائی گئی حافظ نے اُسی حالت مین ایک غزل لکھکر پیر فضل اللہ کو بھیجدی جس کے دو شعر یہ ہین۔

دمی[۱] با غم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد　　بمی بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد
بس آسان می نمود اول غم دریا ببوی سود　　غلط گفتم کہ ہر موجش بصد گوہر نمی ارزد

اور آپ کشتی سے اُتر کر سیدھے شیراز کو چلتے ہوے اور تمام عمر دریائی سفر سے حذر کیا۔ خشکی مین بھی حافظ کا دائرہ سیاحت شیراز سے یزد و کرمان اور اصفہان تک تھا۔ دار السلام بغداد شیراز سے بہت زیادہ دور نہ تھا مگر جب وہان کے حاکم سلطان احمد جلائر نے حافظ کو طلب کیا تو صاف انکار کر دیا۔ صرف ایک غزل اُسکی مدح مین لکھکر بھیجدی جسکے بعض اشعار درج ذیل ہین۔

احمد[۲] اللہ علی معدلۃ السلطانی　　احمد شیخ اویس حسن ایلخانی
گرچہ دوریم بیاد تو قدح می نوشیم　　بعد منزل نبود در سفر روحانی
از گل پارسیم غنچہ عیشی نشگفت　　حبذا دجلہ بغداد و می ریحانی

صاحب نقاح التواریخ لکھتا ہی کہ ایک مرتبہ حافظ نے اپنے ایک مربی اور دوست

---

[۱] پوری غزل دیوان ہذا کے صفحہ ۱۵ مین درج ہے ۱۲

[۲] پوری غزل دیوان ہذا کے صفحہ ۱۸۱ مین درج ہے ۱۲

خواجہ امین الدین حسن وزیر سلطان ابو اسحاق سے ملنے کے لیے اصفہان کا سفر کیا ہنوز اُن کے پاس تک نہ پہونچنے پائے تھے کہ ملازمان امین الدین حسن نے انکو ایک شرابی سمجھکر علتِ بدمستی مین گرفتار کر لیا اور شہر مین تشہیر کرایا۔ جب یہ خبر خواجہ امین الدین حسن کو پہونچی فوراً حافظ کو اپنے پاس بلوایا اور جو شخص اس تشہیر کا بانی ہوا تھا اُسکی نسبت حکم نافذ کر دیا کہ باقی حصۂ شہر مین وہ بجاے حافظ کے تشہیر کیا جائے۔ حافظ نے اپنے دوست کی شکرگزاری مین اُسی وقت ایک غزل لکھی جسکے تین شعر درج ذیل کیے جاتے ہین۔

مرا[1] عہدیست با جانان کہ تا جان در بدن دارم   ہواداران کویش را چو جان خویشتن دارم
الا ای پیر فرزانہ مکن عیبم ز میخانہ   کہ من در ترک پیمانہ دلی پیمان شکن دارم
برندی شہرہ شد حافظ پس از چندین ورع   چہ غم دارم کہ در عالم امین الدین حسن دارم

حافظ و والی تذکرہ دولت شاہ سمرقندی مین لکھا ہے کہ جب امیر تیمور گورگان صاحبقران نے فارس فتح کیا اُس وقت تک حافظ شیراز زندہ تھے امیر نے اپنے روبرو طلب فرماکر پوچھا کیا یہ مطلع تمھارا ہے؟

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را   بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

---

[1] یہ پوری غزل دیوان حافظ کے صفحہ ۲۱۲ مین درج ہے

حافظ نے دست بستہ عرض کیا کہ ہاں۔ فرمایا کہ مین نے بزور شمشیر ربع مسکون کے ایک بڑے حصے کو تسخیر اور مختلف ولایات کو ویران کر ڈالا تو صرف اسلیے کہ یہ دو شہر سمرقند و بخارا جو کہ میرے وطن مالوف اور تختگاہ مشہور ہین آباد ہین۔ تجھے جو اپنے معشوق کے ایک خال ہندو کے معاوضے مین دے ڈالا تو وجہ؟ حافظ نے زمین بوس ہو کر عرض کیا کہ "اے سلطان عالم یہ اُسی غلط بخشی کا نتیجہ ہے جو مین اس حالت کو پہنچ گیا ہون کہ اب آپ کی فیاضی کا محتاج ہون" امیر (اس لطیفہ پر) پھڑک گیا اور حافظ پر مہربان ہوا اور ایک معقول انعام دیکر[1] رخصت کیا۔

خانگی زندگی حافظ کی پرائیوٹ لائف یعنی خانگی زندگی کے حالات کا پتہ بہت ہی کم ملتا ہے اور جو کچھ ملتا ہو وہ جا بجا اُنھین کی نظمون سے ملتا ہے۔ مثلاً ایک جگہ اُنھون نے اپنی زوجہ کے انتقال کا ذکر کیا ہے، ایک جگہ اپنے ناکتخدا فرزند کی وفات پر افسوس

---

[1] برٹانیکا انسائیکلوپیڈیا کے مولف کو اس واقعہ سے انکار ہے اُسکے خیال مین حملۂ تیمور سے دو سال قبل حافظ کا انتقال ہو گیا تھا۔ لیکن محمڈن ڈائنسٹیز مین مسٹر لین پول لکھتے ہین کہ تیمور نے ۷۸۱ھ مین خوارزم اور اُسکے دو برس بعد ہرات فتح کیا ۷۸۹ھ مین اصفہان مین قتل عام کیا اور اسی زمانے مین شیراز پر قابض ہو گیا۔ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ حافظ نے حملۂ تیمور سے دو برس بعد وفات پائی نہ کہ دو برس قبل ۱۲۔

ظاہر کیا ہے۔ شیراز میں کوئی عورت شاخ نبات کے نام۔ الغرض یہ مشہور تھی جسے نے اپنے عشق کا اُسپر جابجا اظہار کیا ہے۔ کتاب خزانہ عامرہ میں بحوالہ مرآۃ الصفا منقول ہے کہ خواجہ حافظ کا ایک بیٹا مسمی بہ شاہ نعمان ہندوستان میں آیا تھا مگر برہان پور میں اُسنے انتقال کیا جسکے مزار کا نشان ابتک موجود ہے؟

وفات بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ حافظ نے ضعیف العمری میں انتقال کیا مگر تاریخ ایران مسمی بہ آثار عجم مرتبہ میرزا فرصت شیرازی میں حافظ کی کل عمر ۷۲ برس کی قرار دی ہے۔

معتبر تاریخوں میں لکھا ہے کہ حافظ نے سنہ ۷۹۱ھ میں اسی رندانہ حالت میں جو انھوں نے اختیار کی تھی وفات پائی۔ تجہیز و تکفین کے بعد نماز جنازہ پر بحث چھڑ گئی۔ بعض دینداروں نے انکی ظاہری حالت اور آزاد خیال ہونے کی وجہ سے شرکت میں تامل کیا مگر حافظ اپنے کلام کی وجہ سے مقبول عام ہو چکے تھے اسلیے اکثر حضرات حافظ کی تائید کرنے لگے جن مقدس بزرگوں کو عذر تھا انھوں نے زور دیا کہ وہ حافظ کے دیوان سے اکثر ایسے اشعار دکھا سکتے ہیں جو ملحدانہ ہیں اور اس کے ثبوت میں دیوان طلب کیا گیا اور اوراق کھولتے ہی جو شعر سب سے پہلے نکلا وہ یہ تھا۔

قدم دریغ مدار از جنازۂ حافظ   کہ گرچہ غرق گناہ است میرود بہشت

شعر کے پڑھتے ہی تمام بحث کا خاتمہ ہوگیا اور نماز جنازہ خاموشی سے بالاتفاق ادا ہوگئی اور جو حافظ کہ چند منٹ پہلے بے دین اور ملحد ثابت کیے جاتے تھے اب لسان الغیب قرار پاگئے۔

حافظ کو خاک مصلیٰ(۱) بہت پیاری تھی جسکا اُنھون نے جا بجا اپنے اشعار مین نہایت محبت کے الفاظ مین ذکر کیا ہے۔ مثلاً۔

بدہ ساقی مے باقی کہ در جنت نخواہی یافت   کنارِ آب رکنا باد گلگشتِ مصلیٰ را
نمی دہند اجازت مرا بسیر و سفر   نسیم باد مصلیٰ و آب رکنا باد

غرضکہ حافظ شیراز اسی خاک مصلیٰ مین بلا کسی اختلاف کے دفن ہوگئے۔ عجب اتفاق ہے کہ تاریخ وفات بھی "خاک مصلیٰ" کے اعداد سے برآمد ہوئی جو ایک قطعہ مین تضمین ہو کر اُنکے لوح مزار پر کندہ ہے۔ وہو ہذا۔

چراغ اہل معنی خواجہ حافظ   کہ شمعے بود از نور تجلیٰ
چو در خاک مصلیٰ ساخت منزل   بجو تاریخش از خاک مصلیٰ
۷۹۱

---

(۱) خاک مصلیٰ جس کو گلگشت مصلیٰ بھی کہا گیا ہے شیراز مین ایک سبزہ زار کا نام ہے جسمین نہر رکنا باد جاری ہے اور شہر سے مشرقی سمت واقع ہے اصفہانی دروازہ سے ایک ہزار سات سو قدم کے فاصلے پر ہے ۱۲۔

کلام حافظ حافظ کو اپنی سحر بیانی کی بدولت تمام شعرائے ہمعصر اور اکثر متقدمین و متاخرین پر سبقت حاصل ہے وہ تمام اصناف شاعری پر قادر تھے اُنھون نے قطعات رباعیات مثنویات قصائد اور مخمس وغیرہ لکھے اور نہایت خوب لکھے۔ مگر جو خداداد قدرت اُنکو غزل گوئی پر تھی وہ اور کسی دوسری صنف پر نہ تھی؟ سوز و گداز، درد اور جوش حافظ کی غزلون مین ہے وہ ہر شعر کو الہامی شان کا کلام دیتا ہے۔ اس وقت پانچسو برس سے زیادہ زمانہ گذر چکا اور باوجود ہزار ہا مرتبہ سننے کے بعد بھی جب کسی خاص موقع پر کوئی شعر پڑھا جاتا ہے تو انقلاب سا پیدا ہو جاتا ہے اور وہی شعر جبکہ خود حافظ کی زبان سے پہلی مرتبہ ادا ہوتا ہوگا تو اکثر سامعین یقیناً کلیجہ پکڑ کے بیٹھ جاتے ہونگے۔ افسوس ہے کہ ان مختصر اوراق مین گنجائش نہین ہے ورنہ ضرور تھی کہ حافظ کے اشعار کی شانِ نزول سے معرفت کرائی جاتی۔ مگر خیر اسی قدر معلوم ہو جانا کافی ہے کہ جس مطلب کے ادا کرنے کے لیے کسی بڑے منشی کو عمدہ الفاظ نثر مین بھی میسر نہ آتے ہون حافظ اُسکو سادہ اور مختصر الفاظ مین بے تکلف نظم کر دیتے تھے۔ مثلاً۔

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است
با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

تضمین مصرع حافظ کو کسی مصرع پر برجستہ مصرع لگانے کی بہت بڑی مہارت حاصل

تھی چنانچہ مشہور ہے ایک مرتبہ سلطان غیاث الدین والی بنگالہ بیمار ہوا حکیمون نے علاج خارجی مین غسل بھی تجویز کیا۔ بادشاہ نے یہ خدمت اپنی تین پرستارون کو جنکے نام سرو، گل اور لالہ تھے سپرد کی۔ ان پرستارون نے دوران علالت مین اپنی خدمتون کو نہایت خوبی سے انجام دیا حتی کہ بادشاہ کو شفاے کلی حاصل ہوگئی بادشاہ نے اس خدمت کے صلے مین تینون پرستارون کے مراتب اعلی کیے اور التفات محبت بھی زیادہ کرنے لگا۔ اسپر اور حرمون کو حسد ہوا انھون نے حقارتاً انکو غسالہ کے لقب سے پکارنا شروع کیا۔ شدہ شدہ یہ خبر بادشاہ کو پہونچی۔ وہ ہنسا اور اسی اثنا مین بیساختہ اسکی زبان سے یہ مصرع نکل گیا۔

ساقی حدیث سرو و گل و لالہ میرود

مضمون دلپسند تھا چاہا کہ دوسرا مصرع لگائے مگر ہو نسکا۔ شعراے دربار سے مخاطب ہوکے دوسرے مصرع کی فرمائش کی مگر سب کا مضمون کوتاہ اور قافیہ تنگ ہوگیا۔ ناچار عرض کی کہ اس مصرع پر بجز حافظ شیراز کے دوسرا شخص مصرع نہین لگا سکتا ہے۔ شخصی سلطنت تھی کسی فضول خرچ پر پارلیمنٹ سے منظوری کی ضرورت نہ تھی فوراً سامان سفر طیار ہوا اور چند خدام بنگالہ سے شیراز کو روانہ ہوگئے۔ حافظ

---

(۱) بنگال مین اس بادشاہ کی مدت سلطنت [illegible] سے [illegible] تک ہے۔

نے اُنکی اور اُن کے بادشاہ کی تمام سرگذشت سُنی اور مصرع پر مصرع لگا کر سالم مطلع کردیا

ساقی حدیث سرو و گل و لالہ میرود [۱]　　وین بحث با ثلاثۂ غسالہ میرود

"ثلاثۂ غسالہ" میخوارونکی اصطلاح مین اُن تین پیالہاے شراب کا نام ہے جن کو بادہ خوار علی الصباح نوش کرکے شب کی کدورت دور کرتے ہین۔ واقعات کے اعتبار سے لالہ کا قافیہ غسالہ بالکل معمولی تھا جو شعراے بنگالہ کے سامنے موجود تھا مگر چونکہ وہ حافظ کی طرح اصلی اور حقیقی بادہ خوار نہ تھے اسلیے دماغ اور خیال مین تمام اسباب بادہ خواری حاضر اور مجتمع نہونے کی وجہ سے اس قافیہ کو نہ اپنے لفظون مین ترتیب دیسکے اور نہ بامعنی منظوم کرسکے۔ حافظ نے اسی ردیف قافیہ مین پوری غزل لکھکر بادشاہ کی خدمت مین روانہ کردی جس کے دو شعر اور درج ذیل کیے جاتے ہین۔

شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند　　زین قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود
حافظ ز شوق مجلس سلطان غیاث دین　　خامش مشو کہ کار تو از نالہ میرود

مفتاح التواریخ مین ایک حکایت درج ہے کہ خواجہ حافظ زمانۂ شاہ شجاع مین ایک نوجوان مفتی زادہ پر عاشق ہوگئے۔ کچھ دنون تو اپنی حالت کو پوشیدہ رکھا

---

[۱] یہی غزل دیوان حافظ مطبوعہ ۱۲۹۹ مین ص ۱۲۶ -

مگر ایک عرصے کے بعد معاملہ طشت از بام ہو گیا۔ ایک روز حافظ مفتی زادہ کو ساتھ لے کر ایوان شاہی کے پچھواڑے مے نوشی مین مشغول ہوئے۔ وہ اپنے نزدیک تخلیہ مین تھے مگر بادشاہ جھروکے سے نظارہ کر رہا تھا۔ خواجہ نے جام کو شراب سے لبریز کر کے مفتی زادے کو دیا اور جیسے ہی اُسنے منھ سے لگایا تھا کہ بادشاہ نے آواز دی۔

حافظ قرابہ کش شد و مفتی پیالہ نوش

حافظ نے ساتھ ہی جواب دیا۔

در عہد بادشاہ خطا بخش و جرم پوش[1]

ایک مخفی کام مین مشغول ہونیکے وقت کسی ایسی آواز کا دفعتاً کانون مین آجانا جس سے نہ صرف افشائے راز کا خوف ہو بلکہ اُس آواز سے زیادہ کوئی دوسری آواز خوفناک نہو سکتی ہو تو اُس سراسیمگی اور بدحواسی مین مصرع پر دفعتاً مصرع لگا دینا حافظ کے خیالات کی تیزی اور طبیعت کی برجستگی کی ایک ایسی مثال ہے جس سے زیادہ کسی دوسرے شاعر مین ہو نہین سکتی۔

سرقۂ مضمون

شاعرونکی اصطلاح مین کسی اُستاد کے مضمون کو کچھ ردّ و بدل کر کے

---

[1] پوری غزل دیوان ہذا کے صفحہ ۲۴۶ مین درج ہے ۔ ۱۲

پنے شعر مین لے آتے ہین اسکا نام سرقۂ مضمون ہے اور اس سے اکثر شاعر خالی نہین ہین لیکن ادنیٰ و اعلیٰ شاعر مین فرق ہے۔ ادنیٰ شاعر سے نہ الفاظ ہی زیادہ تبدیل ہو سکتے ہین اور نہ معانی کے تیور بدلے جا سکتے ہین اس لیے شاعرون مین وہ مضمون چور کہلاتا ہے مگر اعلیٰ شاعر حتی الامکان الفاظ کو بدل کر اور معانی مین ترقی اور اصلاح دیکر کسی قدیم شعر کو اپنے سانچے مین ڈھال لیتا ہے اور شعرا کی سوسائٹی مین یہ عادت معیوب نہین مانی گئی ہے۔ حافظ نے بھی متعدد جگہ اسی دوسری عادت سے کام لیا ہے۔ حافظ نے جس استاد کے شعر کو اپنے ڈھب کا تاکا پہلے اُسکے دونون مصرعون پر غور کیا جو مصرع اعلیٰ درجہ کا ہوا اُسکو تو فقط لفظون کے اُلٹ پھیر سے اپنی حالت پر برقرار رہنے دیا اور دوسرے ادنیٰ مصرع مین اپنے پر زور الفاظ سے ترقی دیکر اُسکی حالت مین ایسی تبدیلی کر دی جس سے وہ ادنیٰ سے اعلیٰ اور اعلیٰ سے اعلیٰ تر ہو کر حافظ کی ملکیت مین آ گیا چنانچہ اس جگہ عدم گنجائش کی وجہ سے صرف دو مثالون پر اکتفا کیجاتی ہے۔ پہلی مثال مین یزید کا مطلع جو بحر ہزج سالم مین ہے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

اَنَا الْمَسْمُومُ مَا عِنْدِی بِتِرْیَاقٍ وَلَا رَاقٍ   اَدِرْ کَاْسًا وَنَاوِلْهَا اَلَا یَا اَیُّهَا السَّاقِی

اس شعر کا دوسرا مصرع برجستہ ہے لیکن حرف ندا جسکی فصاحت شعری کچھ

اول مین ضرورت تھی قافیہ کی مجبوری سے آخر مین پڑ گیا۔ شاعر کی اس کمزوری سے حافظ نے فائدہ اٹھایا یعنی اُس مصرع کو حرف ندائیہ سے شروع کرکے اپنی حالت پر چھوڑ دیا اور دوسرا مصرع زبان فارسی مین نظم کرکے اُس کے ساتھ تضمین کردیا جس سے تمام مضمون ایک نئی روح کے ساتھ دوسرے قالب مین اسطرح آگیا۔

اَلَا یَا اَیُّهَا السَّاقِی اَدِرْ کَاْساً وَّ نَاوِلْهَا کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا

اس جگہ ناظرین کو دونون شعرون کے موازنہ کرنے کا موقع ہے۔ مثلاً یزید نے اپنے مطلع مین یہ منشا ظاہر کیا ہے کہ متکلم ایک ایسا زہر خوردہ شخص ہے نہ جسکے پاس تریاق ہے اور نہ جھاڑنے والا۔ تو کہان ہے اے ساقی! تو ہی اپنا جام بھر اُسکو گردش مین لا۔ (یعنی شراب نوش کرنے سے شاید طبیعت کو کچھ فائدہ ہو پہنچے) لیکن حافظ اپنا مطلب ان الفاظ مین ادا کرتے ہین کہ ہر ہے اے ساقی! اپنا جام بھر اور اُسکو گردش مین لا۔ کیونکہ عشق جسکو مین پہلے آسان سمجھا تھا اب اُسنے مجھکو بڑی مصیبتون مین مبتلا کردیا۔ دونون مطلعون کے پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ گویا دونون شاعر زبان حال سے شراب کے طالب ہین۔ مگر پہلا اس لیے کہ اُس کے زہر کا تریاق ہو اور دوسرا اسلیے کہ اسکی طبیعت سے مصیبت اور کوفت دفع ہو۔ پہلے شاعر کی طلب بھی بیجا نہین ہے کیونکہ شراب کی تعریف مین بہت بہت مبالغہ کیا گیا ہے اور جبکہ وہ یہان تک تسلیم

کرلی گئی کہ مردے کو زندہ کر سکتی ہے تو کوئی وجہ نہین ہے جو اسکو زہر کا تریاق نہ مانا جائے مگر دوسرے شاعر کی خواہش اس سے غم غلط کرنے کی ہے جو شراب کی کمالی اور سچی اور حقیقی خاصیت ہے اس لیے حافظ کا مضمون نیچرل یعنی فطرت کے موافق ہو جانے سے کافۂ انام مین مقبول ہو گیا اور حافظ نے اگر اسکو انتخاب کرکے اپنا مطلع سر دیوان بنایا تو کچھ شک نہین کہ وہ اسی قابل تھا۔

اسکے بعد دوسری مثال مین سعدیؒ کا مطلع کہ وہ بھی بحر رجز سالم مین ہے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

اگر دشنام فرمائی وگر نفرین دعا گویم　　لب لعل شکر خا را جواب تلخ می زیبد

حافظ نے اس شعر پر بھی قریب قریب وہی تصرف کیا ہے جو یزید کے شعر پر کیا تھا یعنی دوسرے مصرع کے زحافات سوم و چہارم کو بجائے اول و دوم کے لاکر اسکے لفظون مین سلاست اور روانی پیدا کر دی اور پھر اُسپر اپنا ایک بلیغ مصرع لگا کر اسکی صورت یون کر دی۔

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی　　جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خا را

سعدیؒ اور حافظؒ دونون کے شعر کا آخری مصرع تو ایک ہی ہے مگر پہلے مصرع کا گو منشا ایک ہے تاہم الفاظ اور اُسکے مطلب مین فرق ہے اور یہی بات قابل غور ہے۔ دونون

اشعار کا آپس میں اگر موازنہ کیا جائے اور ہر لفظ کو تول کر دیکھا جائے تو ہر ناقد یہی کہے گا کہ حافظ کا شعر سعدی کے شعر سے بہت اونچا نکل گیا ہے۔

حافظ کے جتنے شعر اپنے ہمعصروں اور متقدمین کے اشعار سے ٹکراتے ہیں۔ ان کے متعلق بغیر کسی رد و رعایت کے ہماری اور دوسرے تذکرہ نگاروں کی متفقہ رائے یہ ہے کہ حافظ نے ان کے مفہوم کا درجہ بہت بلند بلکہ بہت زیادہ دلچسپ اور دلپذیر کر دیا ہے۔

حقیقت امر یہ ہے کہ خواجہ صاحب کے کلام میں متعدد ایسی خوبیاں جمع ہوگئی ہیں جن کا مجموعہ اعجاز کا درجہ رکھتا ہے ان میں سے اگر ایک ایک کو الگ الگ لیں تو ہو سکتا ہے کہ وہ اوروں کے ہاں بھی نکل آئیں لیکن ع

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حافظ کا دیوان قریب قریب اُنکی زندگی ہی مین مرتب ہوچکا تھا۔ کیونکہ حروف تہجی کے اعتبار سے کل ردیفون مین غزلین موجود ہین۔ یہ مشہور کرنا کہ حافظ شرابخانے مین ہر وقت بدمست پڑے رہتے تھے اور اپنے اشعار ٹھیکرون پر لکھ لکھکر مٹکے مین بھرتے جاتے تھے اور اُنکی وفات کے بعد نماز جنازہ کی بحث سے پہلے کسی کو خبر تک نہ تھی محض غلط اور یارون کا حاشیہ ہے جو واقعات اوپر بیان ہوچکے ہین اُن سے صاف پایا جاتا ہے کہ حافظ کا کلام تمام دنیاے اسلام مین اُن کے سامنے مشہور ہوچکا تھا چنانچہ ایک شعر مین خود بھی اسکا اظہار فرماتے ہین۔

فگند زمزمۂ عشق در عراق و حجاز   نواے بانگ غزلہاے حافظ شیراز

دیوان مین غزلیات کا حصہ سب سے زیادہ ہے ہر غزل ۵ سے ۱۴ اشعار تک کی ہے اور ردیفون کی ترتیب حروف تہجی کے اُسی پُرانے قاعدے سے ہے جس پر کہ تمام ایشیائی شعرا کے دیوان مرتب ہین۔ صاحب برٹانیکا انسائیکلوپیڈیا اس ترتیب کو ناپسند کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ شاعر کا کلام اس طرح مدون ہوا کرے جس سے اُنکی طبیعت کی تدریجی ترقیات اور واقعات زندگی کے روز افزون تجربات کا یکے بعد دیگرے سُراغ لگ سکے۔ بیشک اسکی راے معقول ہے اور یورپ

ہین اسکا لحاظ کیا جاتا ہے۔ اگر ایشیا مین بھی یہ طریقہ جاری کیا جائے تو بجز اُس وقت کے کسی شعر کے تلاش کرنے مین دیر ہو مطالعہ کرنے والے کے حق مین زیادہ مفید ہے۔ مگر حافظ کا دیوان سخت حیرت مین ڈالتا ہے کہ باوجود اسی پرانی ترتیب کے وہ اول سے آخر تک ایک سانچے مین ڈھلا ہوا اور اُس کے تمام مضامین ایک وقت مین بیٹھکر لکھے ہوئے معلوم ہوتے ہین۔ غزل اکثر اوقات مختلف اور متضاد مضامین کا ذخیرہ ہوتی ہے جنمین بجز قطعہ بند مضامین کے تمام بے ربط اور غیر مسلسل ہوتے ہین چنانچہ حافظ کے اشعار بھی مثل گہرہاے آبدار چھوٹے اور بڑے قد کے بظاہر بکھرے ہوئے نظر آتے ہین مگر جو لوگ باریک بین ہین اُنکو غور کرنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ سب ایک ہی رشتۂ اتفاق مین پروئے ہوئے ہین۔ حافظ کا دیوان گویا ایک ذی روح کا جسم ہے جسمین اُن کے رنگ برنگ کے اشعار ہر حصے مین مثل رگون اور شریانون کے پھیلے ہوئے نظر آتے ہین لیکن سب کے اندر ایک ہی جان کا دوران ہے جو اول سے آخر تک کمالاتِ روحانی سے فیض یاب ہے۔

اشاعت دیوان دیوان حافظ کے مدون ہونے کی تاریخ سے چھاپے کی ایجاد تک ہزارہا بیشمار جلدین ایک دوسری سے نقل ہو کر اطراف عالم مین شائع

ہوئین اور چھاپہ ایجاد ہونیکے بعد سب سے پہلے یورپ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اُسنے حافظ کے کلام کو چھاپ کر مشتہر کیا۔ سنہ ۱۷۹۵ء مین سر ولیم اوسلی نے ایک رسالہ موسوم "آرٹیکل بنام حافظ" لکھکر لندن کے ایک مطبع سے شائع کرایا۔ اور پھر سنہ ۱۸۰۲ء مین سر جان رچرڈسن نے اسپیسیمن آف پرشین پوئٹری (نمونۂ نظم فارسی) کے نام سے حافظ کی غزلون کا انتخاب چھپوادیا۔ اسکے علاوہ مختلف انتخابات وقتاً فوقتاً برلن اور وائنا مین شائع ہوتے اور سنہ ۱۸۵۵ء مین پورا دیوان ملک جرمن کے شہر لیپزگ مین [illegible] چھاپا گیا۔ حال مین قسطنطنیہ سے چھوٹی تقطیع پر شائع ہوا ہے جو اپنی صحت، چھپائی اور صفائی کے اعتبار سے قابل قدر ہے۔ عجم مین طہران، تبریز اور شیراز سے بکثرت جلدین چھپکر شائع ہوچکی ہین اور ہند مین دہلی، کلکتہ، بمبئی، اور لکھنؤ وغیرہ سے بار بار چھپکر جسقدر جلدین اشاعت پا چکی ہین غالباً اُنکی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہوچکی ہوگی۔ شہر کان پور باقی رہگیا تھا جسکو اب دوسری مرتبہ اُسکے چھاپنے کا افتخار حاصل ہوا ہے۔

دیوان بے حاشی کسی کتاب کے کل یا جز مقامات پر نوٹ دینے یا حاشیہ چڑھانے سے یہ غرض ہوتی ہے کہ اُسکے اجمال کی تفصیل اور مشکلات مین آسانی پیدا ہو مگر جس قدر دیوان حافظ ہندوستان مین محشی چھپے ہین وہ اسکے برعکس

ہین۔ ایک معمولی استعداد کا آدمی حافظ کے مطالب کو بلا امداد حاشیہ جس قدر سمجھ سکتا ہے موجودہ حواشی پڑھنے کے بعد اُس قدر بھی ذہن مین باقی نہین رہتا اور یہ اسلیے ہے کہ حاشیہ نگار صاحب نہ اُس کیفیت سے متاثر اور نہ اُس مذاق سے آشنا اور نہ اُن واقعات سے باخبر ہین جنکی بنیاد پر حافظ کے اشعار اپنے اپنے موقع سے تصنیف ہوئے ہین یہی وجہ ہے کہ ایران وکابل اور عرب مین کبھی دیوان حافظ زیادہ اہتمام اور خوبی سے چھاپا گیا تو اُس سے حواشی خارج کردیے گئے ہین۔ لہذا اُسی تقلید پر یہ دیوان نامی پریس کان پور سے چھپکر نکلا ہے جس کا حاشیہ بالکل سادہ اور نہایت صاف چھوڑ دیا گیا ہے تاکہ اُسپر یہ الزام نہ عاید ہوسکے کہ "من چہ می سرایم و طنبورۂ من چہ سراید"

محمد رحمت اللہ رعد

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد بیحد و ثنای بیعد و سپاس بیقیاس خداوندی را که جمیع دیوان حافظان انفاس بر پروانهٔ سلطان ارادت اوست ـ بی مانندی که رفع بنیان ایوان سبع سموات طباقاً نشانهٔ عرفان حکمت بی علت اوست حکیمی که طوطی شکرخای ناطقهٔ انسانی را در حجرهٔ آئینهٔ تامل حروف معانی بادای دلگشای ان من البیان لسحرا گویا کرد علیمی که بلبل دستان سرای خوش نوای زبان را در قفس تنگ دهان بقوت اذهان مستقیم در ترنم و تکلم ان من الشعر لحکمة آورد

نظم

آن نیک پروری که زبان در دهان نهاد
دُرّ کلام در صدف ترجمان نهاد
جان را زلاله ز عذبای لطیف نهاد
دل را مفرح از سخن بیگمان نهاد
در گنج سینه دُرّ معانی بپرورید
در کان طبع لعل سخن بیکران نهاد

فی الجمله تحفها جواهر منظوم صلوات بی نهایات و زواهر منثور تحیات بی منتها و غایات نثار رشح پر فتوح و مسند پر شرف حضرت زبان آوری که ندای جانفزای انا افصح العرب

بمسامع مجامع عالمیان و آدمیان رسانید و از نسیم شمیم روح پرور نفحۀ فیضش
روحی مشام جان زنده دلان هر دو جهان را معطر و مروح گردانید و گوش هوش
دلهارا بدرر فواید بالفراد و غرر فراید معجز نمای او تنبیه بجوامع الکلم گهر بار و در نثار
ساخت و بصدای صدق فحوای وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی
در آفاق و انفس انداخت یعنی خاتم رسالت و ناظم مناظم براعت و بلاغت
صادق برهان حق وَالْقُرْآنِ ذِی الذِّکْرِ صاحب دیوان وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ
صدر جریدۀ انبیا بیت القصیدۀ اصفیا محمد مصطفی علیه افضل الصلوات و اکمل
التحیات بیت

محمد کازل تا ابد هر چه هست　　بآرایش نام او نقش بست

و درود بیکران و تحیات بی پایان بر ارواح طیبه و اشباح طاهره جماهیر آل
علی النوال جلی الافضال و مشاهیر رجال و احبای او باد شعر

هزار آفرین باز جهان آفرین　　بر اولاد و اصحاب او اجمعین

کر سمند خوش خرام عبارت و رخش تیزگام مجاز و استعارت را زین ترتیب بر
نهاده در میدان بیان جولان نموده اند و بچوگان فصاحت و بلاغت گوی
هنرمندی و سخندانی از فضلا و ادبای اقاصی و ادانی در ربوده تا صدای

حیثیت رسالت و ندای صوت جلالت مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ بگوش فصحای اطراف عالم و بلغای اکناف امم رسانیدند سنان لسان و تیغ بیان اَلشُّعَرَاءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُوْنَ از هیبت جلال در غمد کلال دربست ماند و مشاهیر کالسیف القتال هنگام تعدی و جدال در معارضه و مقابله ایشان سپر عجز و ابتهال بر روی قیل و قال کشیدند که لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا بیت۔

مستغرق درود و ثنا باد جان شان   تا روز را فروغ بود شمع را ضیا

خصوصاً امام المشارق والمغارب و جامع اصناف المعارف والحقایق قائل کلمهٔ اَنَا کَلَامُ اللّٰهِ النَّاطِقُ اَسَدُ اللّٰهِ الْغَالِبُ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَالتَّحِیَّةُ وَالْاِکْرَامُ اشعار۔

شهنشهی که سحرگاه روز فطرت بود   غرض وجود شریفش ز خلقت انسان
مکرّمی که ز الطاف قدیم لم یزلی   حدیث منقبتش گشته زیور قرآن
امیر ملک ولایت که شد ز مبدء حال   برای مدحت او مستعد بنطق زبان

بر نقادان رستهٔ بلاغت و جوهریان روز بازار فضل و براعت و نامداران خوان سخن و شهسواران ذکا و فطن سالکان مسالک نظم و نثر و مالکان ممالک

دقائق شعر پوشیده نیست که گوهر سخن در اصل خویش بسیار قیمتی و باصفا و کلام منظوم نفیس در نفس خود عظیم و گران بهاست در دکان امکان هیچ متاعے از آن گرانمایه نتوان خرید و در بازار ادوار هیچ بضاعت از آن بارفعت‌تر نتوان دید صیرفی خرد را نقدے عزیزتر از آن بدست دل در نیامده و نقشبند فکرت را زیباتر از آن در پردهٔ خیال رخ ننموده، وزن و مقدار این دُرِ شهوار ندانند الا خردمند کامل و قدر و اعتبار این نقد تمام عیار نشناسد بجز صیرفی عاقل دقیقه سنج ۔ بیت

گر بدستے گوهر دردانۂ سخن
آں فرو دآمدے بجائے سخن

و هو میدان لا یقطع الا بسوابق الاذهان و میزان لا یرفع الا بایدی البصائر و الالباب اما تفنن اسالیب و تنوع تراکیب نظم و نثر بسیار و بیشمار است و تفاوت حالات سخنوران و تباین درجات هنرپروران بحسب مناسبت نفوس و طبائع و رعایت موافقت رسوم و اوضاع بود و تقسیم و تحسین و تحریر و تقریر و نفرین و آفرین باعتبار مقتضیات مقام و اقتضا و استحکام شأن اغراض و اقتضاء هنگام ایراد کلام فصل و وصل و تعریف و تنکیر و تقدیم و تاخیر و ابهام و توضیح و کنایت و تصریح و ایجاز و اطناب و خواص افاده در هر باب جمله بر این مسئله مبتنی و متکلم علی الحقیقة برعایت این دقیقه ملتفت و متنبه قیل لیس البلاغة ان یطال عنان القلم و اسنانه و یبسط

برهان ما انزل و مبیّنا انه بل هی ان نتایج القرایح بالفاظ البیان و امتنان ازواد شاعر ماهر چون بکنه این نکته برسد و بر حیثیت این قضیه واقف گردد رخسار عبارات و عذار استعارات گیرد جمال مقال او طراوت پذیرد تا بجایی که یک بیت او نایب مناب قصیده باشد و یک غزلش قائم مقام دیوانی گردد و در اقطار ممالک اقالیم با دو بیتی یا رباعی از ربع مسکون خراج ستاند نظم

قافیه سنجان که علم بر کشند   گنج دو عالم بقلم در کشند
خاصه کلیدی که در گنج راست   زیر زبان مرد سخن سنج راست

مخلص این کلمات و ملخص این مقدمات ذات شریف ملکی صفات مولانا الاعظم المرحوم المبرور افضل العلماء استاذ نحاریر الادبا معدن اللطائف الروحانیه مخزن المعارف السبحانیه شمس الملة والدین محمد الحافظ الشیرازی طیب الله تربته و رفع فی عالم القدس رتبته که اشعار آبدارش رشک چشمهٔ حیوان و ابکار افکارش غیرت حور و غلمان ابیات دلاویزش ناسخ سخنان سحبان و نشان سحر لطف آمیزش نفس احسان حسان بود که ظلم الکمال و روض الجنان آمن الفؤاد و طیب الرقاد مذاق عوام را بالفاظ متین شیرین کرده و دهان خواص را بمعنی مبین نمکین داشته هم اصحاب ظاهر را بر رخ ابواب نشانی

کشوده و چشم ارباب باطن را از سواد روشنائی افزوده و در هر واقعه مناسب
حال گفته و برای هر کس دُر معنی غریب لطیف سفته و معانی بسیار در لفظ اندک
خرج کرده و انواع بدائع را در درجِ انشا درج نموده گاه سرخوشان کوی محبت
را بر سر جادهٔ معاشقت و نظربازی داشته شیشهٔ صبر ایشان را بر سنگ
بی‌ثباتی زده گوید بیت۔

بشو اوراق اگر همدرسِ مائی
که علم عشق در دفتر نباشد

و گاه دُردی کشانِ مصطبهٔ ارادت را بملازمت پیر مغان و مجاورت بیت الحرام
خرابات ترکیب کرده بیت۔

تا ز میخانه و می نام و نشان خواهد بود
سر ما خاک رهِ پیر مغان خواهد بود

افاضت سلسبیلِ طبع لطیفه او حکم عیناً فیها تسمّی سلسبیلاً دارد خاص و عام
را شائل و شمائل سنن و افادت آثار فیض فائضش اقاصی و ادانی را لائح و
ساطع نظم خوشش بر سحر حلالش خنده در زبانِ ناطقه افگنده عقد منظوم فکر نفیسش
وزن متاع بحر و کان برده و رشحات ینابیع ذهن وقادش حدائق مجلس انس
را بزلالِ معین و من الماء کل شیء حی صفت نضارت بخشیده و نفحات گلزارِ
فکر تیزش در ریاضِ جانها معنی آیهٔ و نفخت فیه من روحی فاش کرده کلمات

فصیحش چون انفاس مسیح دل مرده را حیات تازه داده و کلیم کلام سحر نظامش در طور سخنوری ید بیضا نموده که گوئی که هوای ربیع کسب لطافت از اخلاق او کرده و عذار گل و نسرین زیب و طراوت از شعر آبدار او گرفته و قد شمشاد و قامت دلجوی سرو آزاد اعتدال و اهتزاز از استقامت رسای او پذیرفته بیت

حسد چه میبری ای سست نظم بر حافظ　　قبول خاطر و لطف سخن خداداد است

بی تکلف هر در و گوهر که جوهری طبیعت را موجود بود از بهر زینت دوشیزگان خلوتسرای ضمیرش در سلک نظم کشیده لاجرم چون خود را بلباس و کسوت عبارات و حلیه استعارات آراسته دید زبان بدعوی گشاده گفت شعر

دور مجنون گذشت و نوبت ماست　　هر کسی پنج روزه نوبت اوست

و بمخالفت و موافقت طنازی و رعنائی در آویخته و در مجلس خاص و عام زبانزد خاص پادشاه و گدا و عالم و عامی در هر مقامی شهباز شورها انگیخته و گفته بیت

حافظ خلوت نشین دوش بمیخانه شد　　از سر پیمان گذشت بر سر پیمانه شد

و چون از شائبه تهمت و غائله شهرت مصون و محروس بود دست تصرف بیگانه بدامن عصمت شان نرسید و دامن چادر عفت شان را کسی بسر انگشت

خیانت فرو نکشید. و دثار احوال شان از خجلت عار و ضجرت طعن در صون عصمت و حرز عفت محفوظ ماند بیت

گر من آلوده دامنم چه عجب   همه عالم گواه عصمت اوست

بنابرین غزلهای جهانگیرش با دنی مدتی بحدود اقالیم خراسان و ترکستان و هندوستان رسیده و قوافل سخنهای دلپذیرش در اقل زمان باطراف و اکناف عراقین و آذربیجان سر کشیده قد ذهب الریح و ذهب الشیخ و سماع صوفیان بی غزل شور انگیز او گرم نشدی و بزم پادشاهان بی نقل سخنان ذوق آمیزش زیب و زینت نیافتی بلکه های و هوی مشتاقان بی ولوله شوق او نبودی و سرود دردی پرستان بی غلغله ذوق او رونق نگرفتی چنانچه در تذییل این مثل گوید نظم

غزل سرائی حافظ بدان رسید که چرخ   نوای نغمه ناهید را ببرد از یاد
چو شعر عذب روانش ز بر کنی گوئی   هزار رحمت حق بر روان حافظ باد

ولی محافظت درس قرآن و ملازمت شغل سلطان و تحشیه کشاف و مصباح و مطالعه مطالع و مفتاح و تحصیل قوانین ادب و تجسس دواوین عرب از جمع ابیات و غزلیاتش مانع آمدی و از تدوین اثبات ابیاتش وازع گشتی

مسوّد این اوراق عفی الله عنه سابق اقلّ انام محمد گلندام در درس گاه
مولانا و سیدنا استاد البشر قوام الملة والدین عبدالله اعلی الله تعالی درجاته
فی اعلی علیّین بکرّات و مرّات که بمذاکره رفتی در اثنای محاوره گفتی که این فوائد
فرائد را همه در یک عقد میباید کشید و این غرر دُرَر را در یک سلک می باید پیوست
تا قلادهٔ جید وجود اهل زمان شود و تمیمهٔ وشاح عروسان دوران گردد و آن
جناب حوالت رفع این ترقیع بناراستی روزگار کردی و نقص اهل عصر را عذر
آوردی تا در تاریخ سنه ۷۹۱ احدی و تسعین و سبع مائه هجری ودیعت حیات بموکلان
قضا و قدر سپرد و رخت وجود از دهلیز تنگ این جهان بیرون برده و روح
پاکش با ساکنان عالم علوی قرین شد و پس از مفارقت بدن همخوابهٔ پاکیزه
رویان حور العین گشت نظم

بسال با و صاد و ذال ابجد | ز روز هجرت میمون احمد
بسوی جنت اعلی روان شد | فرید عهد شمس الدین محمد
بخاک پاک او چون برگذشتم | نگه کردم صفا و نور مرقد

مساعی حقوق صحبت و لوازم عهود محبت و ترغیب عزیزان با صفا و تحریض
دوستان صاحب وفا که صفحهٔ حال از فروغ نور ایشان جمال گیرد و بضاعت

افضال حسن تربیت ایشان کمال پذیرد باعث بر ترتیب این کتاب و تبویب این ابواب گشته امید بکرم واهب الوجود و مفیض الخیر والجود آنست که قائل و ناقل و سامع و جامع را در خلال این احوال و اثنای این اشتغال نشاطے تازه و مسرتے بے اندازه کرامت گرداناد و هفوات زلات را بفیض کامل دوام دولت شامل درگذراناد و انه علی ما یشاء قدیر و بالاجابة جدیر والله الموفق والمستعان والحمد لله رب العالمین و صلی الله علی محمد خاتم النبیین و عترته الطاهرین تم

دهم عروس [illegible] اللطیف فی القصائد فی مدح خواجه محمد

ز دلبری نتوان لاف زد بآسانی
هزار نکته درین کار هست تا دانی
بجز شکر دهنی مایه‌هاست خوبی را
بخاتمی نتوان زد در سلیمانی
هزار سلطنت دلبری بدان نرسد
که در دلی بهنر خویش را بگنجانی
چه گردها که برانگیختی ز هستی ما
مباد خسته سمندت که تیز میرانی
بهمنشینی رندان سری فرود آور
که گنجهاست درین بیسری و سامانی
بیار باده رنگین که صد کنایه خوش
بگویم و بکنم رخنه در مسلمانی
بخاک پای صبوحی کشان که تا من مست
بکوی میکده استاده‌ام بدربانی
بهیچ زاهد ظاهر پرست ننشستم
که زیر خرقه نه زنار داشت پنهانی

بیا و طلعت دلبند همیش خیره مکن
که تا خداش نگهدارد از پریشانی
نگه بچشم عنایت ز حال حافظ باز
دگر نه حال بگویم با آصف ثانی
وزیر شاه نشان خواجه زمین و زمان
که خرم است بدو حال انسی و جانی
قوام دولت و دنیا محمد بن علی
که میدرخشدش از چهره فر یزدانی
زهی حمیده خصالی که گاه فکر صواب
ترا رسد که کنی دعوی سلیمانی
طراز دولت باقی ترا همی زیبد
که همتت نبرد نام عالم فانی
اگر نه گنج عطای تو دستگیر شود
همه بسیط زمین رو نهد بویرانی
توئی که صدر نشینی تسنیم ترا چو هلال نبشتها
چه جوهر ملکی در لباس انسانی
کدام پایه تعظیم نصب شاید کرد
که در ممالک فطرت نه برتر از آنی
درون خلوت کروبیان عالم قدس
صریر کلک تو باشد سماع روحانی
سوانح کرمت را چگونه شرح دهم
تبارک الله از آن کارساز رحمانی
صواعق سطوتت را انیق و اگر گوئی
نعوذ بالله از آن فتنهای طوفانی
کنون که شاهد گل را بحجله گاه چمن
بجز نسیم صبا نیست همدم جانی
شقایق از پی سلطان گل بیاراید
بباد پای صبا لالهای نعمانی
دبان رسید ز سعی نسیم باد بهار
که لاله میدمد از روح وادی یمانی

سحرگهم چه خوش آمد که بلبلی بانگ — بشنو چه میزد و میگفت ار سخندانی
که در گلستان چه نشینی بزیر بیرون آی — که در غم است شرابی چو لعل ریحانی
مکن که می نخوری با جمال گل یکماه — که باز ماه دگر سر خوری پشیمانی
بجانه شیشه و پیمانه وری بر جانشا — همه کرامت و لطف است شرع یزدانی
بپیکر تحفه نکهت گر به سان خبر است — که بس کز گل و مل داد عیش بستانی
رموز مستی و انا الحق چه داند آن خالی — که منجذب نشد از جذبه‌های ربانی
طرب سرای زیست ساقیا نگذر — که غیر جام سبک آنچه کنند گرانجانی
درون پرده گل غنچه بین که می‌سازد — ز گنبد دیده تقسیم تو لعل پیکانی
تو بودی آن دم صبح امید کز سر مهر — برآمدی و سرآمد شبان ظلمانی
شنیده‌ام که ز من یاد میکنی گهگه — ولی بمجلس خاص خودم نمیخوانی
ز حافظان جهان کس چو بنده جمع نکرد — لطایف حکمی با کتاب قرآنی
هزار سال بقا بخشدت مدایح من — چنین متاع نفیسی به پیش تو ارزانی
سخن دراز کشیدم ولی امیدم هست — که ذیل عفو بدین ماجرا بپوشانی
همیشه تا به بهاران صبا بغنچه باغ — هزار نقش نگارد ز نفحه ریحانی
بباغ ملک ز شاخ امل بعمر دراز — شکفته باد گل دولتت بآسانی

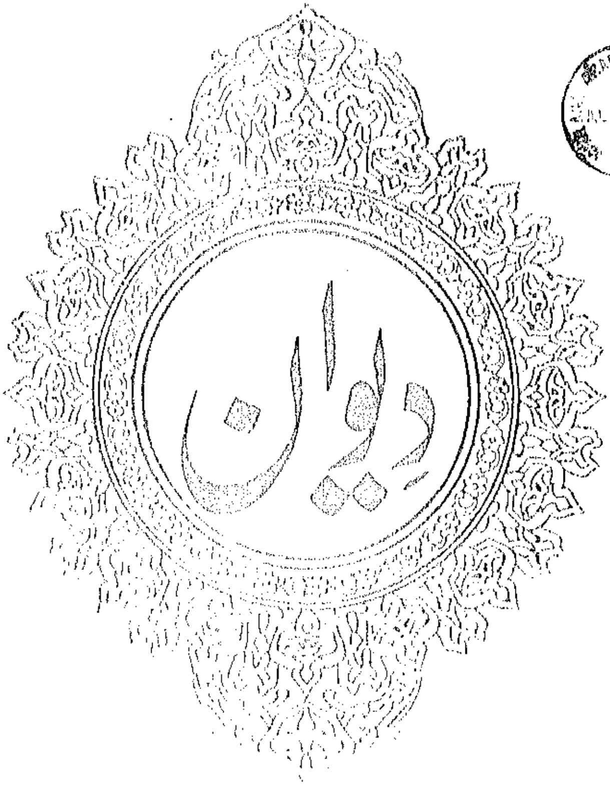

دیوان

ED LAB
IGARH.

بسم الله الرحمن الرحیم

الا یا ایها الساقی ادر کاسا و ناولها
که عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلها

ببوی نافه‌ای کاخر صبا زان طره بگشاید
ز تاب جعد مشکینش چه خون افتاد در دلها

بمی سجاده رنگین کن گرت پیر مغان گوید ۶۳
که سالک بیخبر نبود ز راه و رسم منزلها

مرا در منزل جانان چه امن عیش چون هر دم
جرس فریاد میدارد که بربندید محملها

شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین هایل ۳
کجا دانند حال ما سبکباران ساحلها

[illegible]

همه کارم ز خودکامی به بدنامی کشید آخر
نهان کی ماند آن رازی کزو سازند محفلها

حضوری گر همی خواهی ازو غایب مشو حافظ
متی ما تلق من تهوی دع الدنیا و اهملها

ای فروغ ماه حسن از روی رخشان شما
آبروی خوبی از چاه زنخدان شما

عزم دیدار تو دارد جان بر لب آمده — باز گردد یا برآید چیست فرمان شما
کی دهد دست این غرض یا رب که همدستان شوند — خاطر مجموع ما زلف پریشان شما
کس به دور نرگست طرفی نبست از عافیت — به که نفروشند مستوری به مستان شما
بخت خواب آلود ما بیدار خواهد شد مگر — زانکه زد بر دیده آبی روی رخشان شما
با صبا همراه بفرست از رخت گلدسته‌ای — بو که بویی بشنویم از خاک بستان شما
دل خرابی می‌کند دلدار را آگه کنید — زینهار ای دوستان جان من و جان شما
عمرتان باد و مراد ای ساقیان بزم جم — گرچه جام ما نشد پر می به دوران شما
ای صبا با ساکنان شهر یزد از ما بگو — کای سر حق ناشناسان گوی چوگان شما
گر چه دوریم از بساط قرب همت دور نیست — بنده شاه شماییم و ثناخوان شما
دور دار از خاک و خون دامن چو بر ما بگذری — کاندرین ره کشته بسیارند قربان شما
ای شهنشاه بلنداختر خدا را همتی — تا ببوسم همچو گردون خاک ایوان شما

می‌کند حافظ دعایی بشنو آمینی بگو
روزی ما باد لعل شکرافشان شما

وله

دل می‌رود ز دستم صاحبدلان خدا را — دردا که راز پنهان خواهد شد آشکارا
ده روزه مهر گردون افسانه است و افسون — نیکی به جای یاران فرصت شمار یارا

کشتی شکستگانیم ای باد شرطه برخیز
باشد که باز بینیم آن یار آشنا را

در حلقهٔ گل و مل خوش خواند دوش بلبل
هات الصبوح هبوا یا ایها السکارا

3 ای صاحب کرامت شکرانهٔ سلامت
روزی تفقدی کن درویش بینوا را

1 آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرفست
با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

① در کوی نیکنامی ما را گذر ندادند
گر تو نمی‌پسندی تغییر کن قضا را

آئینه سکندر جام جم است بنگر
تا بر تو عرضه دارد احوال ملک دارا

② سرکش مشو که چون شمع از غیرتت بسوزد
دلبر که در کف او موم است سنگ خارا

گر مطرب حریفان این پارسی بخواند
در رقص حالت آرد پیران پارسا را

آن تلخ وش که صوفی ام الخبائث خواند
اشهی لنا و احلی من قبلة العذارا

هنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی
کاین کیمیای هستی قارون کند گدا را

خوبان پارسی گو بخشندگان عمرند
ساقی بده بشارت پیران پارسا را

۲۶
حافظ بخود نپوشید این خرقهٔ می آلود
ای شیخ پاکدامن معذور دار ما را

2 ساقی بنور باده بر افروز جام ما
مطرب بگو که کار جهان شد بکام ما

ما در پیاله عکس رخ یار دیده‌ایم
ای بی‌خبر ز لذت شرب مدام ما

چندان بود کرشمه و ناز سهی قدان
کاید بجلوه سرو صنوبر خرام ما

هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق
ثبت است بر جریدهٔ عالم دوام ما

مستی بچشم شاهد دلبند ما خوشست
زان رو سپرده‌اند بمستی زمام ما

ترسم که صرفه‌ئی نبرد روز بازخواست
نان حلال شیخ ز آب حرام ما

ای باد اگر بگلشن احباب بگذری
زنهار عرضه ده بر جانان پیام ما

گو نام ما ز یاد بعمدا چه میبری
خود آید آنکه یاد نیاری ز نام ما

بگرفت همچو لاله دلم در هوای سرو
ای مرغ بخت کی شوی آخر تو رام ما

دریای اخضر فلک و کشتی هلال
هستند غرق نعمت حاجی قوام ما

[illegible]

حافظ ز دیده دانهٔ اشکی همی فشان
باشد که مرغ وصل کند قصد دام ما

۶۱۳

صلاح کار کجا و من خراب کجا
ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا

چه نسبتست برندی صلاح و تقوی را
سماع وعظ کجا نغمهٔ رباب کجا

دلم ز صومعه بگرفت و خرقهٔ سالوس
کجاست دیر مغان و شراب ناب کجا

بشد که یاد خوشش باد روزگار وصال
خود آن کرشمه کجا رفت و آن عتاب کجا

[illegible] دوستان [illegible]
چراغ مرده کجا شمع آفتاب کجا

ببین به سیب زنخدان که چاه در راه است / کجا همی روی ای دل بدین شتاب کجا
چو کحل بینش ما خاک آستان شماست / کجا رویم بفرما ازین جناب کجا
قرار و خواب ز حافظ طمع مدار ای دوست
قرار چیست صبوری کدام و خواب کجا

اگر آن ترک شیرازی به دست آرد دل ما را / به خال هندویش بخشم سمرقند و بخارا را
بده ساقی می باقی که در جنت نخواهی یافت / کنار آب رکناباد و گلگشت مصلی را
فغان کاین لولیان شوخ شیرین کار شهرآشوب / چنان بردند صبر از دل که ترکان خوان یغما را
ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنی است / به آب و رنگ و خال و خط چه حاجت روی زیبا را
من از آن حسن روزافزون که یوسف داشت دانستم / که عشق از پرده عصمت برون آرد زلیخا را
حدیث از مطرب و می گو و راز دهر کمتر جو / که کس نگشود و نگشاید به حکمت این معما را
نصیحت گوش کن جانا که از جان دوستتر دارند / جوانان سعادتمند پند پیر دانا را
بدم گفتی و خرسندم عفاک الله نکو گفتی / جواب تلخ می‌زیبد لب لعل شکرخا را
غزل گفتی و در سفتی بیا و خوش بخوان حافظ
که بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را

دوش از مسجد سوی میخانه آمد پیر ما / چیست یاران طریقت بعد ازین تدبیر ما

در ره یار همه مستان تا نیز هم منزل شویم … کاهل معنی الست است و ز عهد ازل تو و ما

ای جان بده بوی که بهشت آرمیم ما … [illegible] تا دل خسته [illegible] ما را ره و سیر ما

[illegible] گردن [illegible] زلفت چون شست … [illegible] [illegible] از لب [illegible] ما

روی خوبت آیتی از لطف با [illegible] … زان [illegible] لطف [illegible] آینه [illegible] ما

با دل سنگینت آیا هیچ در گیرد شبی … آه [illegible] [illegible] [illegible] ما

[illegible] دل را [illegible] [illegible] دام افتاده بود … زلفت [illegible] دی [illegible] [illegible] ما

باد بر زلفت بوآمد شد جهان بر من سیاه … نیست از سودای زلفت [illegible] [illegible] ما

[illegible] بار گر دوران بگذرد جان [illegible] … رحم کن بر جان خود [illegible] [illegible] ما

بر در میخانه خواهم گشته چون حافظ مقیم
چون خراباتی شده ای یار طریقت پیر ما

[illegible] ز مطرب که دل خوش باید مرا … شنیده ام ناله بلبل سحری را

بیا که جان من [illegible] سوزش اثر کرد … کزین رقت ندیدم هیچ شوری را

[illegible] [illegible] ساقی که [illegible] … ز زلفت و رخ [illegible] [illegible] ما را

چو شکستم [illegible] ساغر [illegible] … شکستم ساقی [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] مستی … [illegible] [illegible] جام می را

حماک الله من شر النوائب
جزاک الله فی الدارین خیرا

١٦ ق

چو بیخود گشت حافظ کی شمارد
بیک جو ملکت کاوس و کی را

صوفی بیا که آینه صافیست جام را
تا بنگری صفای می لعل فام را

راز درون پرده ز رندان مست پرس
کین حال نیست صوفی عالی مقام را

عنقا شکار کس نشود دام باز چین
کانجا همیشه باد بدستست دام را

من آن زمان طمع ببریدم ز عافیت
کاین دل نهاد در کف عشقت زمام را

مارا بر آستان تو بس حق خدمتست
ای خواجه باز بین بترحم غلام را

در عیش نقد کوش که چون آبخور نماند
آدم بهشت روضهٔ دار السلام را

در بزم دور یک دو قدح درکش و برو
یعنی طمع مدار وصال دوام را

ای دل شباب رفت و نچیدی گلی ز عمر
پیرانه سر بکن هنری ننگ و نام را

[illegible]

مقطع

حافظ مرید جام جمست ای صبا برو
وز بنده بندگی برسان شیخ جام را

رونق عهد شبابست دگر بستان را
میرسد مژدهٔ گل بلبل خوش الحان را

ای صبا گر بجوانان چمن باز رسی
خدمت ما برسان سرو و گل و ریحان را

[illegible]

ای که بر مه کشی از عنبر سارا چوگان
مضطرب حال مگردان من سرگردان را

ترسم این قوم که بر دردکشان می‌خندند
در سر کار خرابات کنند ایمان را

یار مردان خدا باش که در کشتی نوح
هست خاکی که بآبی نخرد طوفان را

برو از خانهٔ گردون بدر و نان مطلب
کین سیه کاسه در آخر بکشد مهمان را

گر چنین جلوه کند مغبچهٔ باده فروش
خاکروب در میخانه کنم مژگان را

نشوی واقف یک نکته ز اسرار وجود
گر تو سرگشته شوی دایرهٔ امکان را

هر که را خوابگه آخر بدو مشتی خاکست
گو چه حاجت که بر افلاک کشی ایوان را

ماه کنعانی من مسند مصر آن تو شد
وقت آنست که بدرود کنی زندان را

در سر زلف ندانم که چه سودا داری
که بهم برزده گیسوی مشک افشان را

ملک آزادگی و کنج قناعت گنجیست
که بشمشیر میسر نشود سلطان را

حافظا می خور و رندی کن و خوش باش ولی
دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

بملازمان سلطان که رساند این دعا را
که بشکر پادشاهی ز نظر مران گدا را

چه قیامتست جانان که بعاشقان نمودی
رخ همچو ماه تابان دل همچو سنگ خارا

ز رقیب دیوسیرت بخدای خود پناهم
مگر آن شهاب ثاقب مددی کند سها را

دل عالمی بسوزی چو عذار بر فروزی / تو ازین چه سود داری که نمیکنی مدارا
مژه سیاهت ار کرد بخون ما اشارت / ز فریب او بیندیش و غلط مکن نگارا
همه شب درین امیدم که نسیم صبحگاهی / بپیام آشنایی بنوازد آشنا را

بخدا که جرعهٔ ده تو بحافظ سحرخیز
که دعای صبحگاهی اثری کند شما را

[illegible]

صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را / که سر بکوه و بیابان تو دادهٔ ما را
شکرفروش که عمرش دراز باد چرا / تفقدی نکند طوطی شکرخا را
غرور حسنت اجازت مگر نداد ای گل / که پرسشی نکنی عندلیب شیدا را
بخلق و لطف توان کرد صید اهل نظر / ببند و دام نگیرند مرغ دانا را
چو با حبیب نشینی و باده پیمایی / بیاد آر محبان باده پیما را
ندانم از چه سبب رنگ آشنایی نیست / سهی قدان سیه چشم ماه سیما را
جز این قدر نتوان گفت در جمال تو عیب / که خال مهر و وفا نیست روی زیبا را

در آسمان نه عجب گر بگفتهٔ حافظ
سماع زهره برقص آورد مسیحا را

ساقیا برخیز و درده جام را / خاک بر سر کن غم ایام را

نخ ساغر می در کفم نه تا ز سر
برکشم این دلق ازرق فام را
گرچه بدنامیست نزد عاقلان
ما نمی خواهیم ننگ و نام را
باده درده چند ازین باد غرور
خاک بر سر نفس نافرجام را
نخ دود آه سینهٔ سوزان من
سوخت این افسردگان خام را
نخ محرم راز دل شیدای من
کس نمی بینم ز خاص و عام را
با دلارامی مرا خاطر خوش است
کز دلم یکباره برد آرام را
ننگرد دیگر بسرو اندر چمن
هر که دید آن سرو سیم اندام را
از سر دنیا گذشتی غم مخور
خوش بخور زهر ز دشمن ایام را

نخ ۱۱۰
صبر کن حافظا بسختی روز و شب
عاقبت روزی بیابی کام را

ما برفتیم تو دانی و دل غمخور ما
بخت بد تا بکجا می برد آبشخور ما
از نثار مژه چون زلف تو در گوهرم
قاصدی کز تو سلامی بیارد بر ما
نخ بدعا آمده ام هم بدعا دست برآر
که وفا با تو قرین باد و خدا یاور ما
نخ گر همه خلق جهان بر من و تو تیغ کشند
بکشد از همه انصاف قضا داور ما
نخ بسرت گر همه عالم بسرم جمع شوند
نتوان برد هوای تو برون از سر ما

[illegible] دانه بهر سو که دام [illegible]
[illegible] پیچ و تاب [illegible] بر ما

آرزومندیم خبر پرسیده باز از [illegible]
دهن تنگ شکر بار تو و چشم تر ما

مانده [illegible] رخ زیبای [illegible]
ورق گل خجل است از ورق [illegible]

زود باشد که بیاید بسلامت یارم
ای خوش آن روز که آید بسلامت بر ما

۹۳ هر که گوید که کجا رفت سفرها حافظ
گو بزاری سفری کرد و برفت از بر ما

لطف باشد گر نپوشی از گدایان روی ترا
تا بکام دل نبیند دیده‌ام روی ترا

[illegible] عشق تو
کافر عشقم اگر هرگز نبیند دیده روی ترا

[illegible]
گر شکفته شد [illegible] از حسن او روی ترا

[illegible] بر خاست گوئی در چمن روی ترا
بلبلان مستند گوئی دیده چون روی ترا

سنگ‌دل چشم [illegible] جفا [illegible] ای صنم
روی بنما تا ببیند حافظا روی ترا

تا بحالت عاشقان را از بهر وصل خود [illegible]
جان و دل [illegible] بلا

[illegible]
کس [illegible] کشتگان [illegible]

ترک [illegible] مستی [illegible]
ترک مستی [illegible] کرد [illegible]

بزم عیش و موسم شادی و هنگام طرب   خیز رو تا ایام عشرت را غنیمت دانیا

حافظا گر پای بوس شاه دستت میدهد
یافتی در هر دو عالم زینت عز و علا

میدمد صبح کله بسته صحاب   الصبوح الصبوح یا اصحاب
میچکد ژاله بر رخ لاله   المدام المدام یا احباب
می وزد از چمن نسیم بهشت   خوش بنوشید دائما می ناب
تخت زرین زدست گل بچمن   راح چون لعل آتشین دریاب
لب و دندان تو حقوق نمک   دارشت بر جان سینهای کباب
در میخانه بسته اند دگر   افتتح یا مفتح الابواب
در چنین موسمی عجب باشد   که ببندند میکده بشتاب
زاهدا می بنوش رندانه   فاتقوا الله یا اولی الالباب
گر نشان تا بزندگی جوئی   می بنوشید به بانگ رباب
چون سکندر حیات اگر طلبی   لب لعل نگار را دریاب
بر رخ ساقی پری پیکر   موسم گل بنوش باده ناب
حافظا هم تو درگه شاه بخت   عاقبت بر کشد ز چهره نقاب

[illegible]

گفتم ای سلطان خوبان رحم کن بر این غریب | گفت در دنبال دل ره گم کند مسکین غریب
گفتمش مگذر زمانی گفت معذورم بدار | خانه پروردی چه تاب آرد غم چندین غریب
خفته بر سنجاب شاهی نازنینی را چه غم | گر ز خار و خاره سازد بستر و بالین غریب
ای که در زنجیر زلفت جای چندین آشناست | خوش فتاد آن خال مشکین بر رخ رنگین غریب
بس غریب افتاده است آن مور خط گرد رخت | گرچه نبود در نگارستان خط مشکین غریب
می نماید عکس می در رنگ روی مه وشت | همچو برگ ارغوان بر صفحهٔ نسرین غریب
گفتم ای شام غریبان طرهٔ شبرنگ تو | در سحرگاهان حذر کن چون بنالد این غریب
باز گفتم [illegible] این نازنین گلگون بپوش | ورنه فردا [illegible] ساخت جانها افشاند [illegible] غریب

گفت حافظ آشنایان در مقام حیرت اند
دور نبود گر نشیند خسته و مسکین غریب

آفتاب از روی او شد در حجاب | سایه را باشد حجاب از آفتاب
بست ماه و مهر بر بند گوش حسن | ماه بی محرم چه بربندد نقاب
از خیالم باز نشناسد کسی | گرد ما گشتن نتان شب بخواب
شاهدان سرو و مستان لب [illegible] | خانقه معمور و درویشان خراب
آه دل در جام دیدم از سر [illegible] | آبرو بر باد داد مرا در شراب

وز پیاله باده می باید زدن
محتسب را هم دهید حساب
سوزِ مستان گر بداند محتسب
در دو مردمی نشان عتاب کش آب

حافظا وعظ نصیحت گو مکن
ترکِ ترکان خطا بود صواب

تعالی الله چه دولت دارم امشب
که آمد ناگهان دلدارم امشب
چو دیدم روی خوبش سجده کردم
بحمد الله نکو کردارم امشب
نهال همتم از وصلش برآورد
ز بختِ خویش برخوردارم امشب
کشد نقش انا الحق بر زمین خون
چو منصور ار کشی بر دارم امشب
براتِ لیلة القدری بدستم
رسید از طالعِ بیدارم امشب
بران عزمم که گر خود میرود سر
که سرپوش از طبق دارم امشب
تو صاحب نعمتی من مستحقم
زکوة حسن ده حق دارم امشب

همی ترسم که حافظا خو گردد
ازین شوری که در سر دارم امشب

صبح دولت میدمد کو جام همچون آفتاب
فرصتی زین به کجا باشد بده جام شراب
خانه بی تشویش و ساقی یار و مطرب بذله گو
موسم عیش است و دور ساغر و عهد شباب

شاهد و ساقی بدست افشان و مطرب پای کوب
غمزهٔ ساقی ز چشم می پرستان برده خواب

خلوت خاص است و جای امن و نزهتگاه انس
این که می بینم به بیداریست یا رب یا بخواب

از قبال دامنت مشاطهٔ چالاک طبع
در ضمیر برگ گل خوش میکند پنهان گلاب

از پی تفریح طبع و زیور حسن و طرب
خوش بود ترکیب زرین جام با لعل مذاب

تا شهان مشتری درهای حافظ را گوش
میرسد هر دم بگوش از زهره گلبانگ رباب

ز باغ وصل تو یابد ریاض رضوان آب
ز تاب هجر تو دارد شرار دوزخ تاب

بچشم من همه شب جویبار باغ بهشت
خیال نرگس مست تو بیند اندر خواب

بحسن عارض و قدت برده اند پناه
بهشت و طوبی طوبی لهم و حسن مآب

بیان شرح جمال تو داده در هر فصل
بهشت ذکر جمیل تو کرده در هر باب

[illegible] از نمکی لب عقیق تو نمکست
نمک است بر جگر ریش و سینه‌های کباب

بسوخت این دل ما و بکام دل [illegible]
دلم اگر برسیدی ز تشنگی خوناب

کنون بهر که بود بر تو عاشقان مستند
خبر نداری از احوال زاهدان خراب

عزیز ده بسته شد یقین که جوهر لعل
پدید میشود از آفتاب عالمتاب

مثال که عمر به بیهوده بگذرد حافظ
بکوش و حاصل عمر عزیز را دریاب

بیا که قصر امل سخت سست بنیاد است
بیار باده که بنیاد عمر بر باد است

غلام همت آنم که زیر چرخ کبود
ز هر چه رنگ تعلق پذیرد آزاد است

نصیحتی کنمت یاد گیر و در عمل آر
که این حدیث ز پیر طریقتم یاد است

مجو درستی عهد از جهان سست نهاد
که این عجوزه عروس هزار داماد است

چه گویمت که بمیخانه دوش مست و خراب
سروش عالم غیبم چه مژدها داد است

که ای بلند نظر شاهباز سدره نشین
نشیمن تو نه این کنج محنت آباد است

ترا ز کنگره عرش میزنند صفیر
ندانمت که درین دامگه چه افتاد است

غم جهان مخور و پند من مبر از یاد
که این لطیفه نغزم ز رهروی یاد است

رضا بداده بده وز جبین گره بگشای
که بر من و تو در اختیار نگشاد است

نشان مهر و وفا نیست در تبسم گل
بنال بلبل مسکین که جای فریاد است

حسد چه می بری ای سست نظم بر حافظ
قبول خاطر و لطف سخن خداداد است

برو بکار خود ای واعظ این چه فریاد است
مرا فتاد دل از کف ترا چه افتاد است

بکام تا نرساند مرا لبش چون نای
نصیحت همه عالم بگوش من باد است

میان او که خدا آفریده است از هیچ
دقیقه ایست که هیچ آفریده نگشاد است

گدای کوی تو از هشت خلد مستغنیست
اسیر بند تو از هر دو عالم آزادست
اگرچه مستی عشقم خراب کرد ولی
اساس هستی من زین خراب آبادست
دلا منال ز بیداد و جور یار که یار
ترا نصیب همین کرده است این دادست

[illegible]

برو فسانه مخوان و فسون مدم حافظ
کزین فسانه و افسون مرا بسی یادست

روزه یکسو شد و عید آمد و دلها برخاست
می ز خمخانه بجوش آمد و می باید خواست
نوبت زهدفروشان گران جان بگذشت
وقت شادی و طرب کردن رندان پیداست
چه ملامت بود آن را که چو ما باده خورد
این نه عیبست بر عاشق رند و نه خطاست
باده نوشی که درو هیچ ریائی نبود
بهتر از زهدفروشی که درو روی و ریاست
ما نه مردان ریائیم و حریفان نفاق
آنکه او عالم سرست بدین حال گواست
فرض ایزد بگذاریم و بکس بد نکنیم
وانچه گویند روا نیست نگوئیم رواست
چه شود گر من و تو چند قدح باده خوریم
باده از خون رزانست نه از خون شماست
این چه عیبست کزین عیب خلل خواهد بود
ور بود نیز چه شد مردم بی عیب کجاست

حافظا از عشق خط و خال تو سرگردانست
همچو پرگار رهی نقطهٔ دل پابرجاست

چو بشنوی سخن اهل دل مگو که خطاست
سخن شناس نهٔ دلبرا خطا اینجاست
سرم بدنیا و عقبی فرو نمی آید
تبارک الله ازین فتنها که در سر ماست
در اندرون من خسته دل ندانم کیست
که من خموشم و او در فغان و در غوغاست
دلم ز پرده برون شد کجائی ای مطرب
بنال هان که ازین پرده کار ما بنواست
مرا بکار جهان هرگز التفات نبود
رخ تو در نظر من چنین خوشش آراست
نخفته ام ز خیالی که می پزم شبها
خمار صدشبه دارم شرابخانه کجاست
چنین که صومعه آلوده شد بخون دلم
گرم بباده بشوئید حق بدست شماست
از آن بدیر مغانم عزیز میدارند
که آتشی که نمیرد همیشه در دل ماست
چه ساز بود که بنواخت مطرب عشاق
که رفت عمر و هنوزم دماغ پر ز هواست
نماز عشق تو دوشب در اندرونم بود
کجاست [illegible] کجاست

ندای عشق تو دوشم در اندرون دادند
فضای سینهٔ حافظ هنوز پر ز صداست

روضهٔ خلد برین خلوت درویشان است
مایهٔ محتشمی خدمت درویشان است
گنج عزلت که طلسمات عجائب دارد
فتح آن در نظر رحمت درویشان است
قصر فردوس که رضوانش بدربانی رفت
منظری از چمن نزهت درویشان است

آنچه زر میشود از پرتو آن قلب سیاه
کیمیائیست که در صحبت درویشان ست
وانکه پیشش بنهد تاج تکبر خورشید
کبریائیست که در حشمت درویشان ست
دولتی را که نباشد غم از آسیب زوال
بی تکلف بشنو دولت درویشان ست
خسروان قبلهٔ حاجات جهان اند ولے
از ازل تا ابد فرصت درویشان ست
روی مقصود که شاهان بجهان میطلبند
مظهرش آینهٔ طلعت درویشان ست
ای توانگر مفروش اینهمه نخوت که ترا
سروری در کنف همت درویشان ست
گنج قارون که فرو میرود از قهر هنوز
خوانده باشی تو که از غیرت درویشان ست
بندهٔ آصف عهدیم که در سلطنتش
صورت خواجگی سیرت درویشان ست

حافظا اینجا بادب باش که سلطان و ملک
همه در بندگی حضرت درویشان ست

مطلب طاعت و پیمان درست از من مست
که به پیمانه کشی شهره شدم روز الست
من همان دم که وضو ساختم از چشمهٔ عشق
چار تکبیر زدم یکسره بر هر چه که هست
می بده تا دهمت آگهی از سر قضا
که بروی که شدم عاشق و از بوی که مست
کمر کوه کم ست از کمر مور اینجا
ناامید از در رحمت مشو ای باده پرست
جان فدای دهنش باد که در باغ نظر
چمن آرای جهان خوشتر ازین غنچه نبست

بجز آن نرگس مستانه که چشمش مرساد
زیر این طارم فیروزه کسی خوش ننشست

حافظ از دولت عشق تو سلیمانی یافت
یعنی از وصل توش نیست بجز باد بدست

سر ارادت ما و آستان حضرت دوست
که هرچه بر سر ما میرود ارادت اوست
نظیر دوست ندیدم اگرچه از مه و مهر
نهادم آینه‌ها در مقابل رخ دوست
نثار روی تو هر برگ گل که در چمن است
فدای قد تو هر سرو بن که بر لب جوست
مگر تو شانه زدی زلف عنبرافشان را
که باد غالیه سا گشت و خاک عنبر بوست
رخ تو در نظر آمد مراد خواهم یافت
چرا که حال نکو در قفای فال نکوست
صبا ز حال دل تنگ ما چه شرح دهد
که چون شکنج ورقهای غنچه تو بر توست
نه من سبوکش این دیر رند سوزم و بس
بسا سری که درین آستانه سنگ سبوست
زبان ناطقه در وصف حسن او لال است
چه جای کلک بریده زبان بیهده گوست

نه این زمان دل حافظ در آتش طلب است
که داغدار ازل همچو لاله خود روست

دل سراپرده محبت اوست
دیده آئینه دار طلعت اوست
من که سر در نیاورم بدو کون
گردنم زیر بار منت اوست

تو و طوبی و ما و قامت یار
فکر هر کس بقدر همت اوست
دور مجنون گذشت و نوبت ما است
هر کسی پنج روزه نوبت اوست
من که باشم دران حرم که صبا
پرده دار حریم حرمت اوست
ملکت عاشقی و گنج طرب
هرچه دارم ز یمن همت اوست
من و دل گر فدا شویم چه باک
غرض اندر میان سلامت اوست
بی خیالش مباد منظر چشم
زانکه این گوشه خاص دولت اوست
گر من آلوده دامنم چه عجب
همه عالم گواه عصمت اوست
هر گلی نو که شد چمن آرای
اثر رنگ و بوی صحبت اوست

فقر ظاهر مبین که حافظ را
سینه گنجینهٔ محبت اوست

آن سیه چرده که شیرینی عالم با اوست
چشم میگون لب خندان دل خرم با اوست
گرچه شیرین دهنان پادشهانند ولی
آن سلیمان زمان است که خاتم با اوست
روی خوب است و کمال هنر و دامن پاک
لاجرم همت پاکان دو عالم با اوست
خال مشکین که بدان عارض گندمگون است
سر آن دانه که شد رهزن آدم با اوست
دلبرم عزم سفر کرد خدا را یاران
چه کنم با دل مجروح که مرهم با اوست

باکه این نکته توان گفت که آن سنگین دل
کشت ما را و دم عیسی مریم با اوست

حافظ از معتقدانست گرامی دارش
زانکه بخشایش بس روح مکرم با اوست

دارم امید عاطفتی از جناب دوست
کردم جنایتی و امیدم بعفو اوست

دانم که بگذرد ز سر جرم من که او
گرچه پریوش است ولیکن فرشته خوست

بی گفتگوی زلف تو دل را همی کشد
با زلف دلکش تو کرا روی گفتگوست

عمریست تا ز زلف تو بوئی شنیده ام
زان بوی در مشام دل ما هنوز بوست

هیچست آن دهان که نبینم از او نشان
مویست آن میان و ندانم که آن چه موست

دارم عجب ز نقش خیالش که چون نرفت
از دیده ام که دمبدمش کار شست و شوست

چندان گریستم که هر آنکس که برگذشت
در دیده ام چو دید روان گفت اینچه جوست

اسر چو گوی کله سر کوی تو جستیم
واقف نشد کسیکه چه کویست وانچه کوست

حافظ بدست حال پریشان تو ولی
بر یاد زلف یار پریشانیت نکوست

آن شب قدری که گویند اهل خلوت امشبست
یا رب این تاثیر دولت در کدامین کوکبست

تا بگیسوی تو دست ناسزایان کم رسد
هر دلی در حلقهٔ در ذکر یا رب یا ربست

[illegible]

تشنه چاه زنخدان توام کز هر طرف
صد هزارش گردن جان زیر طوق غبغب است

تا سبو خوی بر عارضش بین کآفتاب گرم رو
در هوای آن عرق تا هست هر روزش تب است

اندران موکب که بر پشت صبا بندند زین
با سلیمان چون برانم من که مورم مرکب است

شهسوار من که مه آئینه دار روی اوست
تاج خورشید بلندش خاک نعل مرکب است

آب حیوانش ز منقار بلاغت میچکد
زاغ کلک من بنام ایزد چه عالی مشرب است

من نخواهم کرد ترک لعل یار و جام می
زاهدان معذور داریدم که اینم مذهب است

آنکه ناوک بر دلم از زیر چشمی میزند
قوت جان حافظش در خنده زیر لب است

[illegible]

سینه ام ز آتش دل در غم جانانه بسوخت
آتشی بود درین خانه که کاشانه بسوخت

تنم از واسطه دوری دلبر بگداخت
جانم از آتش مهر رخ جانانه بسوخت

هر که زنجیر سر زلف پریروی تو دید
شد پریشان دلش و بر من دیوانه بسوخت

سوز دل بین که ز بس آتش اشکم دل شمع
دوش بر من ز سر مهر چو پروانه بسوخت

چون پیاله دلم از توبه که کردم بشکست
چون صراحی جگرم بی می و پیمانه بسوخت

ماجرا کم کن و بازآ که مرا مردم چشم
خرقه از سر بدر آورد و بشکرانه بسوخت

آشنائی نه غریب است که دلسوز من است
چون من از خویش برفتم دل بیگانه بسوخت

خرقهٔ زهد مرا آب خرابات ببرد خانهٔ عقل مرا آتش میخانه بسوخت

ترک افسانه بگو حافظ و می نوش دمی
که نخفتیم شب و شمع بافسانه بسوخت

[illegible]

زاهد ظاهرپرست از حال ما آگاه نیست در حق ما هر چه گوید جای هیچ اکراه نیست
در طریقت هر چه پیش سالک آید خیر اوست در صراط المستقیم ای دل کسی گمراه نیست
تا چه بازی رخ نماید بیدقی خواهیم راند عرصهٔ شطرنج رندان را مجال شاه نیست
این چه استغناست یا رب وین چه قادر حاکمست کاین همه زخم نهان هست و مجال آه نیست
چیست این سقف بلند سادهٔ بسیار نقش زین معما هیچ دانا در جهان آگاه نیست
صاحب دیوان ما گویا نمیداند حساب کاندرین طغرا نشان حسبة لله نیست
هر که خواهد گو بیا و هر که خواهد گو برو گیر و دار و حاجب و دربان درین درگاه نیست
هر چه هست از قامت ناساز بی اندام ماست ورنه تشریف تو بر بالای کس کوتاه نیست
بر در میخانه رفتن کار یکرنگان بود خودفروشان را بکوی میفروشان راه نیست
بندهٔ پیر خراباتم که لطفش دائم است ورنه لطف شیخ و زاهد گاه هست و گاه نیست

حافظ ار بر صدر ننشیند ز عالی همتیست
عاشق دردی کش اندر بند مال و جاه نیست

آن پیک نامور که رسید از دیار دوست
آورد حرز جان ز خط مشکبار دوست

خوش میدهد نشان جلال و جمال یار
خوش میکند حکایت عز و وقار دوست

جان دادمش بمژده و خجلت همی برم
زین نقد کم عیار که کردم نثار دوست

سیر سپهر و دور قمر را چه اختیار
در گردش اند بر حسب اختیار دوست

شکر خدا که از مدد بخت کارساز
بر حسب مدعاست همه کار و بار دوست

گر باد فتنه هر دو جهان را بهم زند
ما و چراغ چشم و ره انتظار دوست

کحل الجواهری بمن آر ای نسیم صبح
زان خاک نیکبخت که شد رهگذار دوست

ماییم و آستانهٔ عشق و سر نیاز
تا خواب خوش کرا برد اندر کنار دوست

دشمن بقصد حافظ اگر دم زند چه باک
منت خدای را که نیم شرمسار دوست

زلفت هزار دل بیکی تار مو ببست
راه هزار چاره گر از چار سو ببست

تا عاشقان ببوی نسیمش دهند جان
بگشود نافهٔ و در هر آرزو ببست

شیدا از آن شدم که نگارم چو ماه نو
ابرو نمود و جلوه گری کرد و رو ببست

ساقی بچند رنگ می اندر پیاله ریخت
این نقشها نگر که چه خوش در کدو ببست

یارب چه سحر کرد صراحی که خون خم
با نعرهای قلقلش اندر گلو ببست

دانا چو دید بازی این چرخ حقه باز
هنگامه باز چید و در گفتگو ببست

مطرب چه نغمه ساخت که در پرده سماع
بر اهل وجد و حال در های و هو ببست

حافظ هر آنکه عشق نورزید و وصل خواست
احرام طوف کعبه دل بی وضو ببست

مرحبا ای پیک مشتاقان بده پیغام دوست
تا کنم جان از سر رغبت فدای نام دوست

واله و شیداست دائم همچو بلبل در قفس
طوطی طبعم ز شوق شکر و بادام دوست

زلف او دامست و خالش دانه آن دام و من
بر امید دانه افتادم اندر دام دوست

سر ز مستی بر نگیرد تا به صبح روز حشر
هر که چون من در ازل یک جرعه خورد از جام دوست

من نوشتم نامه از شرح حال خود ولے
درد سر باشد نمودن بیش ازین ابرام دوست

میل من سوی وصال و قصد او سوی فراق
ترک کام خود گرفتم تا بر آید کام دوست

گر دهد دستم کشم در دیده همچون توتیا
خاک راهی کان مشرف گردد از اقدام دوست

حافظ اندر درد او میسوز و با درمان مساز
زانکه درمانی ندارد درد بی آرام دوست

آن ترک پریچهره که دوش از بر ما رفت
آیا چه خطا دید که از راه خطا رفت

تا رفت مرا از نظر آن چشم جهان بین
کس واقف ما نیست که از دیده چه‌ها رفت

بشمع زرفت از گذر آتش دل دوش
آن دود که از سوز جگر بر سر ما رفت

دور از رخ تو دمبدم از گوشه چشمم
سیلاب سرشک آمد و طوفان بلا رفت

از پای فتادیم چو آمد شب هجران
در درد بمردیم چو از دست دوا رفت

دل گفت وصالش بدعا باز توان یافت
عمریست که عمرم همه در کار دعا رفت

احرام چه بندیم که آن قبله نه اینجاست
در سعی چه کوشیم که از مروه صفا رفت

دی گفت طبیب از سر حسرت چو مرا دید
هیهات که درد تو ز قانون شفا رفت

ای دوست بپرسیدن حافظ قدمی نه
زان پیش که گویند که از دار فنا رفت

منم که گوشهٔ میخانه خانقاه من است
دعای پیر مغان ورد صبحگاه من است

گرم ترانهٔ چنگ صبوح نیست چه باک
نوای من بسحر آه عذرخواه من است

ز پادشاه و گدا فارغم بحمد الله
گدای خاک در دوست پادشاه من است

غرض ز مسجد و میخانه‌ام وصال شماست
جز این خیال ندارم خدا گواه من است

مرا گدای تو بودن ز سلطنت خوشتر
که ذل جور و جفای تو عز و جاه من است

مگر به تیغ اجل خیمه برکنم ورنه
رمیدن از در دولت نه رسم و راه من است

ازان زمان که بران آستان نهادم روی
فراز مسند خورشید تکیه گاه من است

گناه اگرچه نبود اختیار ما حافظ
تو در طریق ادب کوش و گو گناه من ست

لعل سیراب بخون تشنه لب یار من ست
از پی دیدن او دادن جان کار من ست
شرم ازان چشم سیه بادش و مژگان دراز
هر که دل بردن او دید در انکار من ست
ساربان رخت بدروازه مبر کان سرکوه
شاهراهیست که منزلگه دلدار من ست
بندهٔ طالع خویشم که درین قحط وفا
عشق آن لولی سرمست خریدار من ست
طبلهٔ عطر گل و زلف عبیر افشانش
فیض یک شمهٔ بوی خوش عطار من ست
باغبان همچو نسیمم ز در خویش مران
کاب گلزار تو از اشک چو گلنار من ست
شربت قند و گلاب از لب یارم فرمود
نرگس او که طبیب دل بیمار من ست

آنکه در طرز غزل نکته بحافظ آموخت
یار شیرین سخن نادره گفتار من ست

روزگاریست که سودای بتان دین من ست
غم این کار نشاط دل غمگین من ست
دیدن روی ترا دیدهٔ جان بین باید
وین کجا مرتبهٔ چشم جهان بین من ست
تا مرا عشق تو تعلیم سخن گفتن کرد
خلق را ورد زبان مدحت و تحسین من ست
دولت فقر خدایا بمن ارزانی دار
کاین کرامت سبب حشمت و تمکین من ست

واعظ شحنه شناس این عظمت گو مفروش
زانکه منزلگه سلطان دل مسکین من است

یارب این کعبهٔ مقصود تماشاگه کیست
که مغیلان طریقش گل و نسرین من است

یار ما باش که زیب فلک و زینت دهر
از مه روی تو و اشک چو پروین من است

حافظ از حشمت پرویز دگر قصه مخوان
که لبش جرعه کش خسرو شیرین من است

ای شاهد قدسی که کشد بند نقابت
وی مرغ بهشتی که دهد دانه و آبت

خوابم بشد از دیده درین فکر جگرسوز
کاغوش که شد منزل آسایش خوابت

درویش نمی پرسی و ترسم که نباشد
اندیشهٔ آمرزش و پروای ثوابت

راه دل عشاق زد آن چشم خماری
پیداست ازین شیوه که مستست شرابت

تیری که زدی بر دلم از غمزه خطا رفت
تا باز چه اندیشه کند رای صوابت

هر ناله و فریاد که کردم نشنیدی
پیداست نگارا که بلندست جنابت

ای قصر دل افروز که منزلگه انسی
یارب مکناد آفت ایام خرابت

دورست سر آب درین بادیه هشدار
تا غول بیابان نفریبد بسرابت

تا در ره پیری بچه آیین روی ای دل
باری بغلط صرف شد ایام شبابت

حافظ نه غلامیست که از خواجه گریزد
لطفی کن و بازآ که خرابم ز عتابت

باغ مرا چه حاجت سرو و صنوبرست
شمشاد سایه پرور من از که کمترست
ای نازنین پسر تو چه مذهب گرفته
کت خون ما حلال تر از شیر مادرست
چون نقش غم ز دور ببینی شراب خواه
تشخیص کرده ایم و مداوا مقررست
یک قصه بیش نیست غم عشق واین عجب
از هر کسی که می شنوم نامکررست
از آستان پیر مغان سر چرا کشیم
دولت درین سرا و گشایش درین درست
دی وعده داد وصلم و در سر شراب داشت
امروز تا چه گوید و بازش چه در سرست
ما آبروی فقر و قناعت نمی بریم
با پادشه بگوی که روزی مقدرست
شیراز و آب رکنی و آن باد خوش نسیم
عیبش مکن که خال رخ هفت کشورست
فرق است از آب خضر که ظلمات جای او
تا آب ما که منبعش الله اکبرست
در کوی ما شکسته دلی می خرند و بس
بازار خود فروشی ازان سوی دیگرست

حافظا چه طرفه شاخ نباتیست کلک تو
کش میوه دلپذیرتر از شهد و شکرست

شکفته شد گل حمرا و گشت بلبل مست
صلای سرخوشی ای عاشقان باده پرست
اساس توبه که در محکمی چو سنگ نمود
ببین که جام زجاجی چگونه‌اش بشکست
بیار باده که در بارگاه استغنا
چه پاسبان و چه سلطان چه هوشیار و چه مست

ازین رباط دو در چون ضرورتست رحیل
رواق طاق معیشت چه سربلند چه پست
مقام عیش میسر نمیشود بی رنج
بلی بحکم بلا بسته اند روز الست
بهست نیست مرنجان ضمیر خوش میباش
که نیستست سر انجام هر کمال که هست
شکوه آصفی و اسب باد و منطق طیر
بباد رفت و ازان خواجه هیچ طرف نبست
ببال و پر مرو از ره که تیر پرتابی
هوا گرفت زمانی ولی بخاک نشست
زبان کلک تو حافظ چه شکر آن گوید
که تحفه سخنت میبرند دست بدست

زلف آشفته و خوی کرده و خندان لب و مست
پیرهن چاک و غزلخوان و صراحی در دست
نرگسش عربده جوی و لبش افسوس کنان
نیمشب دوش ببالین من آمد بنشست
سر فرا گوش من آورد بآواز حزین
گفت ای عاشق شوریده من خوابت هست
عاشقی را که چنین باده شبگیر دهند
کافر عشق بود گر نشود باده پرست
برو ای زاهد و بر دردکشان خرده مگیر
که ندادند جز این تحفه بما روز الست
آنچه او ریخت بپیمانه ما نوشیدیم
اگر از خمر بهشتست وگر از باده مست
خنده جام می و زلف گره گیر نگار
ای بسا توبه که چون توبه حافظ بشکست

خدا چو صورت ابروی دلگشای تو بست
گشاد کار من اندر کرشمه‌های تو بست
هزار سرو چمن را بخاک راه نشاند
زمانه تا قصب نرگس قبای تو بست
مرا و مرغ چمن را ز دل ببرد آرام
سحرگهان که دل ببرد در نوای تو بست
ز کار ما و دل غنچه صد گره بگشود
نسیم صبح چو دل در ره هوای تو بست
مرا به بند تو دوران چرخ راضی کرد
ولی چه سود که سررشته در رضای تو بست
چو نافه بر دل مسکین من گره مفکن
که عهد با سر زلف گره گشای تو بست
تو خود حیات دگر بودی ای نسیم وصال
خطا نگر که دل امید در وفای تو بست
[illegible] تو [illegible] گشا [illegible]
[illegible] که دل [illegible] های تو بست

ز دست جور تو گفتم ز شهر خواهم رفت
بخنده گفت برو حافظا که پای تو بست

ای هدهد صبا به سبا می‌فرستمت
بنگر که از کجا به کجا می‌فرستمت
حیف است طایری چو تو در خاکدان غم
زین جا به آشیان وفا می‌فرستمت
در راه عشق مرحلهٔ قرب و بعد نیست
می‌بینمت عیان و دعا می‌فرستمت
هر صبح و شام قافله از دعای خیر
در صحبت شمال و صبا می‌فرستمت
در روی خود تفرج صنع خدای کن
کآیینهٔ خدای نما می‌فرستمت

تا لشکر غمت نکند ملک دل خراب
جان عزیز خود بنوا میفرستمت

هردم غمی فرست مرا و مگو بناز
کاین تحفه از برای خدا میفرستمت

ای غائب از نظر که شدی همنشین دل
میگویمت دعا و ثنا میفرستمت

تا مطربان ز شوق منت آگهی دهند
قول و غزل بساز و نوا میفرستمت

ساقی بیا که هاتف غیبم بمژده گفت
با درد صبر کن که دوا میفرستمت

حافظ سرود مجلس ما ذکر خیر تست
تعجیل کن که اسپ و قبا میفرستمت

ای غائب از نظر بخدا میسپارمت
جانم بسوختی و بدل دوست دارمت

تا دامن کفن نکشم زیر پای خاک
باور مکن که دست ز دامن بدارمت

گر بایدم شدن سوی هاروت بابلی
صدگونه ساحری بکنم تا بیارمت

محراب ابروان بنما تا سحرگهی
دست دعا برآرم و در گردن آرمت

خواهم که پیش میرمت ای بیوفا طبیب
بیمار باز پرس که در انتظارمت

صد جوی آب بسته‌ام از دیده بر کنار
بر بوی تخم مهر که در دل بکارمت

خونم بریز و از غم هجرم خلاص کن
منت پذیر غمزه خنجر گذارمت

میگریم و مرادم ازین چشم اشکبار
تخم محبت است که در دل بکارمت

گر دیده و دلم کند آهنگ دیگری آتش زنم بجان دل و دیده برآرمت
بارم ده از کرم بر خود تا بسوز دل در پات دمبدم گهر از دیده بارمت

حافظ شراب و شاهد و رندی نه وضع تست
فی الجمله میکنی و فرو میگذارمت

بجان خواجه و حق قدیم و عهد درست که مونس دم صبحم دعای دولت تست
سرشک من که ز طوفان نوح دست ببرد ز لوح سینه نیارست نقش مهر تو شست
بکن معامله وین دل شکسته بخر که با شکستگی ارزد بصد هزار درست
شدم ز عشق تو شیدای کوه و دشت و هنوز نمیکنی بترحم نطاق سلسله سست
ملامتم بخرابی مکن که مرشد عشق حوالتم بخرابات کرد روز نخست
دلا طمع مبر از لطف بی نهایت دوست چو لاف عشق زدی سر بباز چابک و چست
زبان مور بآصف دراز گشت از آن که خواجه خاتم جم یاوه کرد و باز نجست
بصدق کوش که خورشید زاید از نفست که از دروغ سیه روی گشت صبح نخست

مرنج حافظ و از دلبران وفا مجوی
گناه باغ چه باشد چو این گیاه نرست

خلوت گزیده را بتماشا چه حاجت است چون کوی دوست هست بصحرا چه حاجت است

تا لشکر غمت نکند ملک دل خراب   جان عزیز خود بنوا میفرستمت
هردم غمی فرست مرا و بگو بناز   کاین تحفه از برای خدا میفرستمت
ای غایب از نظر که شدی همنشین دل   میگویمت دعا و ثنا میفرستمت
تا مطربان ز شوق منت آگهی دهند   قول و غزل بساز و نوا میفرستمت
ساقی بیا که هاتف غیبم بمژده گفت   با درد صبر کن که دوا میفرستمت

حافظ سرود مجلس ما ذکر خیر تست
تعجیل کن که اسب و قبا میفرستمت

ای غایب از نظر بخدا میسپارمت   جانم بسوختی و بدل دوست دارمت
تا دامن کفن نکشم زیر پای خاک   باور مکن که دست ز دامن بدارمت
گر بایدم شدن سوی هاروت بابلی   صدگونه ساحری بکنم تا بیارمت
محراب ابروان بنما تا سحرگهی   دست دعا برآرم و در گردن آرمت
خواهم که پیش میرمت ای بیوفا طبیب   بیمار باز پرس که در انتظارمت
صد جوی آب بسته‌ام از دیده در کنار   بر بوی تخم مهر که در دل بکارمت
خونم بریز و از غم هجرم خلاص کن   منت پذیر غمزه خنجر گذارمت
میگریم و مرادم ازین چشم اشکبار   تخم محبت است که در دل بکارمت

گر دیده و دلم کند آهنگ دیگری | آتش زنم بجان و ملول دیده برآرمت
بار هر دو از کرم بر خود تا بسوز دل | در پات مو سبدم گهر از دیده بارمت

حافظ شراب و شاهد و رندی نه وضع تست
فی الجمله میکنی و فرو میگذارمت

بجان خواجه و حق قدیم و عهد درست | که مونس دم صبحم دعای دولت تست
سرشک من که ز طوفان نوح دست برد | ز لوح سینه نیارست نقش مهر تو شست
بکن معامله وین دل شکسته بخر | که با شکستگی ارزد بصد هزار درست
شدم ز عشق تو شیدای کوه و دشت هنوز | نمیکنی بترحم نطاق سلسله سست
ملامتم بخرابی مکن که مرشد عشق | حوالتم بخرابات کرد روز نخست
دلا طمع مبر از لطف بی نهایت دوست | چو لاف عشق زدی سر بباز چابک و چست
زبان مور به آصف دراز گشت و رواست | که خواجه خاتم جم یاوه کرد و باز نجست
بصدق کوش که خورشید زاید از نفست | که از دروغ سیه روی گشت صبح نخست

مرنج حافظ و از دلبران وفا کم جو
گناه باغ چه باشد چو این گیاه نرست

خلوت گزیده را بتماشا چه حاجتست | چون کوی دوست هست بصحرا چه حاجتست

جانا بحاجتی که ترا هست با خدای
آخر دمی بپرس که ما را چه حاجت است
ای پادشاه حسن خدا را بسوختیم
باری سؤال کن که گدا را چه حاجت است
ارباب حاجتیم و زبان سؤال نیست
در حضرت کریم تمنا چه حاجت است
جام جهان نماست ضمیر منیر دوست
اظهار احتیاج خود آنجا چه حاجت است
آن شد که بار منت ملاح بردمی
گوهر چو دست داد بدریا چه حاجت است
ای مدعی برو که مرا با تو کار نیست
احباب حاضرند باعدا چه حاجت است
محتاج جنگ نیست گرت قصد خون ماست
چون رخت از آن تست بیغما چه حاجت است
ای عاشق گدا چو لب روح بخش یار
میداندت وظیفه تقاضا چه حاجت است
حافظ تو ختم کن که هنر خود عیان شود
با مدعی نزاع و محابا چه حاجت است

خوشتر ز عیش و صحبت باغ و بهار چیست
ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست
معنی آب زندگی و روضه ارم
جز طرف جویبار و می خوشگوار چیست
هر وقت خوش که دست دهد مغتنم شمار
کس را وقوف نیست که انجام کار چیست
پیوند عمر بسته بموییست هوش دار
غمخوار خویش باش غم روزگار چیست
راز درون پرده ز رندان مست پرس
ای مدعی نزاع تو با پرده دار چیست

مستور و مست هر دو چو از یک قبیله اند ما دل بعشوه که دهیم اختیار چیست
سهو و خطاے بنده چو گیرند اعتبار معنی عفو رحمت پروردگار چیست

زاهد شراب کوثر و حافظ پیاله خواست
تا در میانه خواسته کردگار چیست

ماهم این هفته شد از شهر و بچشمم سالیست حال هجران تو چه دانی که چه مشکل حالیست
مردم دیده ز لطف رخ او در رخ او عکس خود دید گمان کرد که مشکین خالیست
آنکه انگشت نمائی بکرم در همه شهر وه که در کار غریبان عجبت اهمالیست
میچکد شیر هنوز از لب همچون شکرش گرچه در شیوه گری هر مژه اش قتالیست
بعد از نیم نبود شائبه در جوهر فرد که دهان تو درین نکته خوش استدلالیست
مژده دادند که بر ما گذری خواهی کرد نیت خیر مگردان که مبارک فالیست

کوه اندوه فراقت بچه حیلت بکشد
حافظ خسته که از ناله تنش چون نالیست

صحن بستان ذوق بخش و صحبت یاران خوش است وقت گل خوش باد کز وی وقت میخواران خوش است
از صبا هر دم مشام جان ما خوش میشود آری آری طیب انفاس هواداران خوش است
ناگشوده گل نقاب آهنگ رحلت ساز کرد ناله کن بلبل که گلبانگ دل افگاران خوش است

مرغ خوشخوان را بشارت باد کاندر راه عشق
دوست را با نالهٔ شبهای بیداران خوش است
گرچه در بازار دهر از خوشدلی جز نام نیست
شیوهٔ رندی و خوش باشی عیاران خوش است
از زبان سوسن آزاده‌ام آمد بگوش
کاندرین دیر کهن کار سبکساران خوش است

حافظا ترک جهان گفتن طریق خوشدلیست
تا نپنداری که احوال جهانداران خوش است

در دیر مغان آمد یارم قدحی در دست
مست از می و میخواران از نرگس مستش مست
از نعل سمند او شکل مه نو پیدا
وز قد بلند او بالای صنوبر پست
آخر ز چه گویم هست از خود خبرم چون نیست
از بهر چه گویم نیست با او نظرم چون هست
چون شمع وجود من شب تا بسحر خود را
می‌سوخت چو پروانه تا روز ز پا ننشست
شمع دل دمسازان بنشست چو او برخاست
افغان ز نظربازان برخاست چو او بنشست
گر غالیه خوشبو شد در گیسوی او آویخت
ور وسمه کمانکش شد در ابروی او پیوست

باز آی که باز آید عمر شده حافظ
هر چند که ناید باز تیری که بشد از شست

گل در بر و می در کف و معشوقه بکام است
سلطان جهانم بچنین روز غلام است
گو شمع میارید درین بزم که امشب
در مجلس ما ماه رخ دوست تمام است

در مذهب ما باده حلال است ولیکن
بی روی تو ای سرو گل اندام حرام است

گوشم همه بر قول نی و نغمهٔ چنگ است
چشمم همه بر لعل لب و گردش جام است

در مجلس ما عطر میامیز که جان را
هر لحظه ز گیسوی تو خوشبوی مشام است

از چاشنی قند مگو هیچ و ز شکر
زان رو که مرا با لب شیرین تو کام است

تا گنج غمت در دل ویرانه مقیم است
پیوسته مرا کنج خرابات مقام است

از ننگ چه گویی که مرا نام ز ننگ است
وز نام چه پرسی که مرا ننگ ز نام است

میخواره و سرگشته و رندیم و نظرباز
وانکس که چو ما نیست درین شهر کدام است

با محتسبم عیب مگویید که او نیز
پیوسته چو ما در طلب عیش مدام است

حافظ منشین بی می و معشوق زمانی
کایام گل و یاسمن و عید صیام است

اگر بلطف بخوانی مزید الطاف است
وگر بقهر برانی درون ما صاف است

بیان وصف تو گفتن نه حد امکان است
چرا که وصف تو بیرون ز حد اوصاف است

چو سرو سرکشی ای یار سنگدل از ما
چه چشمهاست که بر روی ز اطراف است

ز چشم عشق توان دید روی شاهد را
که نور چهرهٔ او زبان ز قاف تا قاف است

ز مصحف رخ دلدار آیتی برخوان
که آن بیان مقالات کشف کشاف است

عدو که منطق حافظ طمع کند در شعر
همان حدیث همای و طریق خطاف است

ما را ز خیال تو چه پروای شراب است
خم گو سر خود گیر که خمخانه خراب است

گر خمر بهشت است بریزید که بی دوست
هر شربت عذبم که دهی عین عذاب است

افسوس که شد دلبر و در دیده گریان
تحریر خیال خط او نقش بر آب است

بیدار شو ای دیده که ایمن نتوان بود
زین سیل دمادم که درین منزل خواب است

معشوقه عیان میگذرد بر تو ولیکن
اغیار همی بیند از آن بسته نقاب است

گل بر رخ رنگین تو تا لطف عرق دید
در آتش رشک از غم دل غرق گلاب است

در بزم دل از روی تو صد شمع بر افروخت
وین طرفه که بر روی تو صد گونه حجاب است

سبز است در و دشت بیا تا نگذاریم
دست از سر آبی که جهان جمله سراب است

در کنج دماغم مطلب جای نصیحت
کاین حجره پر از زمزمه چنگ و رباب است

راه تو چه راه است که از غایت تعظیم
دریای محیط فلکش همچو حباب است

بی روی دل آرای تو ای شمع دل افروز
دل رقص کنان بر سر آتش چو کباب است

حافظ چه شد ار عاشق و رندست و نظرباز
بس طور عجب لازم ایام شباب است

کنون که در کف گل جام باده صافست
بصد هزار زبان بلبلش در اوصافست
بخواه دفتر اشعار و رو بصحرا کن
چه وقت مدرسه و بحث کشف کشافست
فقیه مدرسه دی مست بود و فتوی داد
که می حرام ولی به ز مال اوقافست
بدرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش
که هرچه ساقی ما ریخت عین الطافست
ببر ز خلق و ز عنقا قیاس کار بگیر
که صیت گوشه نشینان ز قاف تا قافست
حدیث مدعیان و خیال همکاران
همان حکایت زردوز و بوریابافست
خموش حافظ و این نکته‌ای چون زر سرخ
نگاه دار که قلاب شهر صرافست

اگرچه باده فرح بخش و باد گل بیزست
ببانگ چنگ مخور می که محتسب تیزست
صراحیی و حریفی گرت بدست افتد
بعقل نوش که ایام فتنه انگیزست
در آستین مرقع پیاله پنهان کن
که همچو چشم صراحی زمانه خونریزست
ز رنگ باده بشوئید خرقه‌ها از اشک
که موسم ورع و روزگار پرهیزست
مجوی عیش خوش از دور واژگون سپهر
که صاف این سر خم جمله دردی آمیزست
سپهر برشده پرویزنیست خون افشان
که قطره‌اش سر کسری و تاج پرویزست
عراق و پارس گرفتی بشعر خود حافظ

بیا که نوبت بغداد و وقت تبریزست

یارب آن شمع شب افروز ز کاشانه کیست
جان ما سوخت بپرسید که جانانه کیست
حالیا خانه برانداز دل و دین من است
تا هم آغوش که می باشد و همخانه کیست
باده لعل لبش کز لب ما دور مباد
راح روح که و پیمان ده پیمانه کیست
دولت صحبت آن شمع سعادت پرتو
باز پرسید خدا را که بپروانه کیست
میدهد هر کسش افسونی و معلوم نشد
که دل نازک او مائل افسانه کیست
یارب آن شاه وش ماه رخ زهره جبین
در یکتای که و گوهر یکدانه کیست
آن می لعل که ناخورده مرا کرد خراب
همنشین که و هم کاسه و پیمانه کیست

گفتم آه از دل دیوانه حافظ بی تو
زیر لب خنده زنان گفت که دیوانه کیست

بنال بلبل اگر با منت سر یاریست
که ما دو عاشق زاریم و کار ما زاریست
در آن چمن که نسیمی وزد ز طره دوست
چه جای دم زدن نافهای تاتاریست
بیار باده که رنگین کنیم جامه دلق
که مست جام غروریم و نام هشیاریست
نبسته اند در توبه حالیا ز خیر سفر
که توبه وقت گل از عاشقی بیکاریست
سحر کرشمه چشمش بخواب میدیدم
زهی مراتب خوابی که به ز بیداریست

خیال زلف تو پختن نه کار خامان است
که زیر سلسله رفتن طریق عیاریست
لطیفه‌ایست نهانی که عشق از او خیزد
که نام آن نه لب لعل و خط زنگاریست
جمال شخص نه چشم است و زلف و عارض و خال
هزار نکته درین کار و بار دلداریست
بآستان تو مشکل توان رسید آری
عروج بر فلک سروری بدشواریست
روندگان طریقت به نیم جو نخرند
قبای اطلس آنکس که از هنر عاریست

دلش بناله میازار و ختم کن حافظ
که رستگاری جاوید در کم آزاریست

اگرچه عرض هنر پیش یار بی ادبیست
زبان خموش ولیکن دهان پر از عربیست
پری نهفته رخ و دیو در کرشمه و ناز
بسوخت عقل ز حیرت که این چه بوالعجبیست
سبب مپرس که چرخ از چه سفله پرور شد
که کامبخشی او را بهانه بی سببیست
ازین چمن گل بی خار کس نچید آری
چراغ مصطفوی با شرار بولهبیست
حسن ز بصره بلال از حبش صهیب از شام
ز خاک مکه ابوجهل این چه بوالعجبیست
جمال دختر رز نور چشم ماست مگر
که در نقاب زجاجی و پرده عنبیست
دوای درد خود اکنون از آن مفرح جوی
که در صراحی چینی و شیشه حلبیست
به نیم جو نخرم طاق خانقاه و رباط
مرا که مصطبه ایوان و پای خم طنبیست

۸۵۶۴

هزار عقل و ادب داشتم من ای خواجه
کنون که مست خرابم صلاح بی‌ادبیست

بیار می که چو حافظ مدام استغفار
بگریهٔ سحری و نیاز نیم‌شبیست

عیب رندان مکن ای زاهد پاکیزه سرشت
که گناه دگری بر تو نخواهند نوشت

من اگر نیکم اگر بد تو برو خود را باش
هر کسی آن درود عاقبت کار که کشت

همه کس طالب یارند چه هشیار و چه مست
همه جا خانهٔ عشق است چه مسجد چه کنشت

سر تسلیم من و خشت در میکده‌ها
مدعی گر نکند فهم سخن گو سر و خشت

ناامیدم مکن از سابقهٔ روز ازل
تو چه دانی که پس پرده که خوبست و که زشت

نه من از خانهٔ تقوی بدر افتادم و بس
پدرم نیز بهشت ابد از دست بهشت

بر عمل تکیه مکن خواجه که در روز ازل
تو چه دانی قلم صنع بنامت چه نوشت

گر نهادت همه اینست زهی پاک نهاد
ور سرشتت همه اینست زهی پاک سرشت

باغ فردوس لطیف است ولیکن زنهار
تو غنیمت شمر این سایهٔ بید و لب کشت

حافظا روز اجل گر بکف آری جامی
یکسر از کوی خرابات برندت به بهشت

بجز آستان توام در جهان پناهی نیست
سر مرا بجز این در حواله گاهی نیست

عدو چو تیغ کشد من سپر بیندازم — که تیر ما بجز از ناله و آهی نیست
چرا ز کوی خرابات روی برتابم — کزین بهم بجهان هیچ رسم و راهی نیست
زمانه گر بزند آتشم بخرمن عمر — بگو بسوز که بر من ببرگ کاهی نیست
غلام نرگس جماش آن سهی سروم — که از شراب غرورش بکس نگاهی نیست
مباش در پی آزار و هر چه خواهی کن — که در شریعت ما غیر ازین گناهی نیست
عنان کشیده رو ای پادشاه کشور حسن — که نیست بر سر راهی که دادخواهی نیست
عقاب جور گشاده است بال در همه شهر — کمان گوشه نشینی و تیر آهی نیست
چنین که در همه سو دام راه می بینم — به از حمایت زلف اوام پناهی نیست
خزینهٔ دل حافظ بزلف و خال مده — که کارهای چنین حد هر سیاهی نیست

حال دل با تو گفتنم هوس است — خبر دل شنفتنم هوس است
طمع خام بین که قصه فاش — از رقیبان نهفتنم هوس است
شب قدری چنین عزیز و شریف — با تو تا روز خفتنم هوس است
وه که دردانهٔ چنین نازک — در شب تار سفتنم هوس است
ای صبا امشبم مدد فرمای — که سحرگه شکفتنم هوس است

از برای شرف بنوک مژه   خاک راه تو رفتنم هوس است

همچو حافظ برغم مدعیان
شعر رندانه گفتنم هوس است

حسنت باتفاق ملاحت جهان گرفت   آری باتفاق جهان میتوان گرفت

افشای راز خلوتیان خواست کرد شمع   شکر خدا که سر دلش در زبان گرفت

میخواست گل که دم زند از رنگ و بوی تو   از غیرتش صبا نفس اندر دهان گرفت

چون لاله کج نهاده کلاه طرب ز کبر   هر داغ دل که باده چو ارغوان گرفت

آن روز عشق ساغر می خرمنم بسوخت   کاتش ز عکس عارض ساقی در آن گرفت

آسوده بر کنار چو پرگار می‌شدم   دوران چو نقطه عاقبتم در میان گرفت

خواهم شدن بکوی مغان آستین فشان   زین فتنه‌ها که دامن آخر زمان گرفت

بر برگ گل زخون شقایق نوشته‌اند   کانکس که پخته شد می چون ارغوان گرفت

می ده که هر که آخر کار جهان بدید   از غم سبک برآمد و رطل گران گرفت

می ده بجام جم که صباح صبوحیان   چون پادشه بتیغ زرافشان جهان گرفت

دستش نگر که فتنه چه در عالم اوفتاد   عارف بجام می زد و از غم کران گرفت

زین آتش نهفته که در سینه من است   خورشید شعله ایست که در آسمان گرفت

حافظ چو آب لطف ز نظم تو میچکد
غیری چگونه نکته تواند بران گرفت

خیال روی تو در هر طریق همره ماست
نسیم موی تو پیوند جان آگه ماست

ببین که سیب زنخدان او چه میگوید
هزار یوسف مصری فتاده در چه ماست

برغم مدعیانی که منع عشق کنند
جمال وچهرهٔ تو حجت موجه ماست

اگر بزلف دراز تو دست ما نرسد
گناه بخت پریشان و دست کوته ماست

بحاجب در خلوتسرای خاص بگو
فلان ز گوشه نشینان خاک درگه ماست

بصورت از نظر ما اگرچه محجوب ست
همیشه در نظر خاطر مرفه ماست

اگرچه سالی حافظ دری زند بکشا
که سالهاست که مشتاق روی چون مه ماست

درین زمانه رفیقی که خالی از خلل ست
صراحی می ناب و سفینهٔ غزل ست

جریده رو که گذرگاه عافیت تنگ ست
پیاله گیر که عمر عزیز بی بدل ست

نه من ز بی عملی در جهان ملولم و بس
ملالت علما هم ز علم بی عمل ست

بچشم عقل ببین در جهان پرآشوب
جهان و کار جهان بی ثبات و بی محل ست

دلم امید فراوان ز وصل روی تو داشت
ولی اجل بره عمر رهزن امل ست

ز قسمت ازلی چهره سیه بختان
بشست و شوی نگردد سفید این مثل است
بگیر طره مه طلعتی و قصه مخوان
که سعد و نحس ز تاثیر زهره و زحل است
خلل پذیر بود هر بنا که می بینی
مگر بنای محبت که خالی از خلل است

بهیچ دور نخواهند یافت هشیارش
چنین که حافظ ما مست باده ازل است

دل و دینم شد و دلبر بملامت برخاست
گفت با ما منشین کز تو سلامت برخاست
که شنیدی که درین بزم دمی خوش بنشست
که نه در آخر صحبت بندامت برخاست
شمع گر زان لب خندان بزبان لافی زد
پیش عشاق تو شبها بغرامت برخاست
در چمن باد بهاری ز کنار گل و سرو
بهواداری آن عارض و قامت برخاست
مست بگذشتی و از خلوتیان ملکوت
بتماشای تو آشوب قیامت برخاست
پیش رفتار تو پا بر نگرفت از خجلت
سرو سرکش که بناز از قد و قامت برخاست

حافظ این خرقه بینداز مگر جان ببری
کآتش از خرمن سالوس و کرامت برخاست

روی تو کس ندید و هزارت رقیب هست
در غنچهٔ هنوز و صدت عندلیب هست
گر آمدم بکوی تو چندان غریب نیست
چون من درین دیار هزاران غریب هست

هرچند دوریم از تو که دور از تو کس مباد
لیکن امید وصل توام عنقریب هست

در عشق خانقاه و خرابات شرط نیست
هر جا که هست پرتو روی حبیب هست

آن جا که کار صومعه را جلوه میدهند
ناقوس دیر راهب و نام صلیب هست

عاشق که شد که یار بحالش نظر نکرد
ای خواجه درد نیست وگرنه طبیب هست

فریاد حافظ این همه آخر بهرزه نیست
هم قصهٔ غریب و حدیثی عجیب هست

ساقیا آمدن عید مبارک بادت
وان مواعید که کردی نرود از یادت

در شگفتم که درین مدت ایام فراق
برگرفتی ز حریفان دل و دل میدادت

برسان بندگی دختر رز گو بدر آی
که دم همت ما کرد ز بند آزادت

شادی مجلسیان در قدم و مقدم تست
جای غم باد هر آن دل که نخواهد شادت

چشم بد دور کزین تفرقه خوشت باز آورد
طالع نامور و دولت مادرزادت

شکر ایزد که ازین باد خزان رخنه نیافت
بوستان سمن و سرو و گل و شمشادت

حافظ از دست مده صحبت آن کشتی نوح
ور نه طوفان حوادث ببرد بنیادت

ساقی بیار باده که ماه صیام رفت
درده قدح که موسم ناموس و نام رفت

وقت عزیز رفت بیا تا قضا کنیم
عمری که بی حضور صراحی و جام رفت
در تاب توبه چند توان سوخت همچو عود
می ده که عمر در سر سودای خام رفت
مستم کن آنچنان که ندانم ز بیخودی
در عرصهٔ خیال که آمد کدام رفت
بر بوی آنکه جرعهٔ جامت بما رسد
در مصطبه دعای تو هر صبح و شام رفت
دل را که مرده بود حیاتی ز نو رسید
تا بوئی از نسیم میش در مشام رفت
زاهد غرور داشت سلامت نبرد راه
رند از ره نیاز بدار السلام رفت
زاهد تو دان و خلوت تنهائی و نیاز
عشاق را حواله بعیش مدام رفت
نقد دلی که بود مرا صرف باده شد
قلب سیاه بود از آن در حرام رفت

دیگر مکن نصیحت حافظ که ره نیافت
گم گشته که بادهٔ عشقش بکام رفت

صبا اگر گذری افتدت بکشور دوست
بیار نفحه از گیسوی معنبر دوست
بجان او که بشکرانه جان برافشانم
اگر بسوی من آری پیامی از بر دوست
وگر چنانچه در آن حضرت نباشد بار
برای دیده بیاور غباری از در دوست
من گدا و تمنای وصل او هیهات
مگر بخواب ببینم جمال و منظر دوست
دل صنوبریم همچو بید لرزانست
ز حسرت قد و بالای چون صنوبر دوست

اگرچه دوست بچیزی نمی خرد ما را بعالمی نفروشیم موئی از سر دوست

چه باشد ار شود از قید غم دلش آزاد
چو هست حافظ مسکین غلام و چاکر دوست

غمش تا در دلم ماوا گرفته است سرم چون زلف او سودا گرفته است
لب چون آتشش آب حیات است ازان آب آتشی در ما گرفته است
همای همتم عمریست کز جان هوای آن قد بالا گرفته است
شدم عاشق ببالای بلندش که کار عاشقان بالا گرفته است
چو ما در سایهٔ الطاف اوئیم چرا او سایه از ما وا گرفته است
نسیم صبح عنبر بوست امروز مگر یارم ره صحرا گرفته است
ز دریای دو چشم گوهر اشک جهان در لولو لالا گرفته است

حدیث حافظ ای سرو سمن بو
بوصف قد تو بالا گرفته است

غزل

صبحدم مرغ چمن با گل نوخاسته گفت ناز کم کن که درین باغ بسی چون تو شکفت
گل بخندید که از راست نرنجیم ولی هیچ عاشق سخن تلخ بمعشوق نگفت
گر طمع داری ازان جام مرصع می لعل در و یاقوت بنوک مژه ات باید سفت

تا ابد بوی محبت بمشامش نرسد
هر که خاک در میخانه برخسار نرفت

در گلستان ارم دوش چو از لطف هوا
زلف سنبل ز نسیم سحری می آشفت

گفتم ای مسند جم جام جهان بینت کو
گفت افسوس که آن دولت بیدار بخفت

سخن عشق نه آن ست که آید بزبان
ساقیا می ده و کوتاه کن این گفت و شنفت

اشک حافظ خرد و صبر بدریا انداخت
چه کند سوز غم عشق نیارست نهفت

گر ز دست زلف مشکینت خطائی رفت رفت
ور ز هندوی شما بر من جفائی رفت رفت

برق عشق ار خرمن پشمینه پوشی سوخت سوخت
جور شاه کامران گر بر گدائی رفت رفت

گر دلی از غمزهٔ دلدار باری برد برد
در میان جان و جانان ماجرائی رفت رفت

در طریقت رنجش خاطر نباشد می بیار
هر کدورت را که بینی چون صفائی رفت رفت

عشقبازی را تحمل باید ای دل پای دار
گر ملالی بود بود و گر خطائی رفت رفت

از سخن چینان ملالتها پدید آید ولی
چون میان همنشینان ماجرائی رفت رفت

عیب حافظ گو مکن زاهد که رفت از خانقاه
پای آزادان چه بندی گر بجائی رفت رفت

بکوی میکده هر سالکی که راه دانست
دری دگر زدن اندیشهٔ تبه دانست

زمانه افسر رندی نداد جز بکسی / که سرفرازی عالم درین کله دانست
بر آستانهٔ میخانه هر که یافت رهی / ز فیض جام می اسرار خانقه دانست
هر آنکه راز دو عالم ز خط ساغر خواند / رموز جام جم از نقش خاک ره دانست
دلم ز نرگس ساقی امان نخواست بجان / چرا که شیوهٔ آن ترک دل سیه دانست
ورای طاعت دیوانگان ز ما مطلب / که شیخ مذهب ما عاقلی گنه دانست
ز جور کوکب طالع سحرگهان چشمم / چنان گریست که خورشید دید و مه دانست
خوش آن نظر که لب جام و روی ساقی را / هلال یکشبه و ماه چارده دانست
بلندمرتبه شاهی که نه رواق سپهر / نمونهٔ ز خم طاق بارگه دانست

حدیث حافظ و ساغر کشیدن پنهان
چه جای محتسب و شحنه پادشه دانست

تا سر زلف تو در دست نسیم افتاده است / دل سودازده از غصه دو نیم افتاده است
چشم جادوی تو خود عین سواد سحر است / این قدر هست که این نسخه سقیم افتاده است
در خم زلف تو آن خال سیه دانی چیست / نقطهٔ دوده که در حلقهٔ جیم افتاده است
سایهٔ سرو تو بر قالبم ای عیسی دم / عکس روحیست که بر عظم رمیم افتاده است
زلف مشکین تو در گلشن فردوس عذار / چیست طاوس که در باغ نعیم افتاده است

دل من در هوس روی تو ای مونس جان
خاک راهیست که در پای نسیم افتادست
همچو گرد این تن خاکی نتواند برخاست
از سر کوی تو زان رو که عظیم افتادست
آنکه جز کعبه مقامش نبد از یاد لبت
بر در میکده دیدم که مقیم افتادست
حافظ گمشده را با غمت ای جان عزیز
اتحادیست که از عهد قدیم افتاده است

بلبلی برگ گلی خوشرنگ در منقار داشت
واندران برگ و نوا خوش نالهای زار داشت
گفتمش در عین وصل این ناله و فریاد چیست
گفت ما را جلوهٔ معشوق در این کار داشت
یار اگر ننشست با ما نیست جای اعتراض
پادشاه کامران بود از گدایان عار داشت
عارفی کو سیر کرد اندر مقام نیستی
مست شد چون مستی از عالم اسرار داشت
در نمیگیرد نیاز و عجز ما با حسن دوست
خرم آن کز نازنینان بخت برخوردار داشت
خیز تا بر کلک آن نقاش جان افشان کنیم
کین همه نقش عجب در گردش پرگار داشت
گر مرید راه عشقی فکر بدنامی مکن
شیخ صنعان خرقه رهن خانهٔ خمار داشت
وقت آن شیرین قلندر خوش که در اطوار سیر
ذکر تسبیح ملک در حلقهٔ زنار داشت
چشم حافظ زیر بام قصر آن حوری سرشت
شیوهٔ جنات تجری تحتها الانهار داشت

بدام زلف تو دل مبتلای خویشتن ست
بکش بغمزه که اینش سزای خویشتن ست
گرت ز دست برآید مراد خاطر ما
بجنبش زود که خیری برای خویشتن ست
بجانت ای بت شیرین دهن که همچون شمع
شبان تیره مرادم فنای خویشتن ست
چو رای عشق زدی با تو گفتم ای بلبل
مکن که این گل خودرو برای خویشتن ست
بمشک چین و چگل نیست بوی گل محتاج
که نافهاش ز بند قبای خویشتن ست
مرو بخانهٔ ارباب بی مروت دهر
که گنج عافیتت در سرای خویشتن ست
بسوخت حافظ و در شرط عشق و جانبازی
هنوز بر سر عهد و وفای خویشتن ست

صوفی از پرتو می راز نهانی دانست
گوهر هر کس ازین لعل توانی دانست
شرح مجموعهٔ گل مرغ سحر داند و بس
که نه هر کو ورقی خواند معانی دانست
عرضه کردم دو جهان بر دل کار افتاده
بجز از عشق تو باقی همه فانی دانست
آن شد اکنون که ز افواه عوام اندیشم
محتسب نیز ازین عیش نهانی دانست
دلبر آسایش ما مصلحت وقت ندید
ورنه از جانب ما دل نگرانی دانست
سنگ و گل را کند از یمن نظر لعل و عقیق
هر که قدر نفس باد یمانی دانست
ایکه از دفتر عقل آیت عشق آموزی
ترسم این نکته بتحقیق ندانی دانست

می بیاور که ننازد بگل باغ جهان
هر که غارتگری باد خزانی دانست

حافظ این گوهر منظوم که از طبع انگیخت
اثر تربیت آصف ثانی دانست

حاصل کارگه کون و مکان این همه نیست
باده پیش آر که اسباب جهان این همه نیست

از دل و جان شرف صحبت جانان غرض است
همه آنست وگرنه دل و جان این همه نیست

منت سدره و طوبی ز پی سایه مکش
که چو خوش بنگری ای سرو روان این همه نیست

دولت آنست که بی خون دل آید بکنار
ورنه باسعی و عمل باغ جنان این همه نیست

پنج روزی که درین مرحله مهلت داری
خوش بیاسای زمانی که زمان این همه نیست

بر لب بحر فنا منتظریم ای ساقی
فرصتی دان که ز لب تا بدهان این همه نیست

زاهد ایمن مشو از بازی غیرت زنهار
که ره صومعه تا دیر مغان این همه نیست

دردمندی چو من سوخته زار و نزار
ظاهرا حاجت تقریر و بیان این همه نیست

از تهتک مکن اندیشه چو گل خوش باش
زانکه تمکین جهان گذران این همه نیست

نام حافظ رقم نیک پذیرفت ولی
پیش رندان رقم سود و زیان این همه نیست

بحریست بحر عشق که هیچش کناره نیست
آنجا جز اینکه جان بسپارند چاره نیست

آندم که دل بعشق دهی خوش دمی بود
در کار خیر حاجت هیچ استخاره نیست
مارا بمنع عقل مترسان و مے بیار
کان شحنه در ولایت ما هیچ کاره نیست
از چشم خود بپرس که ما را که میکشد
جانا گناه طالع و جرم ستاره نیست
رویش بچشم پاک توان دید چون هلال
هر دیده جای جلوهٔ آن ماه پاره نیست
فرصت شمر طریقهٔ رندی که این نشان
چون راه گنج بر همه کس آشکاره نیست

بگرفت در تو گریهٔ حافظ بهیچ روے
حیران آن دلم که کم از سنگ خاره نیست

چه لطف بود که ناگاه رشحهٔ قلمت
حقوق خدمت ما عرض کرد بر کرمت
بنوک خامه رقم کردهٔ سلام مرا
که کارخانهٔ دوران مباد بے رقمت
نگویم از من بیدل بسهو کردی یاد
که در حساب خرد نیست سهو بر قلمت
مرا ذلیل مگردان بشکر این نعمت
که داشت دولت سرمد عزیز و محترمت
بیا که تا سر زلفت قرار خواهم کرد
که گر سرم برود بر ندارم از قدمت
ز حال ما دلت آگه شود مگر وقتے
که لاله بر دمد از خاک کشتگان غمت
روان تشنهٔ ما را بجرعهٔ دریاب
چو میدهند زلال خضر بجام جمت
صبا ز روے تو با هر گلے حدیثے کرد
رقیب کے ره غماز داد در حرمت

دلم مقیم درت هست حرمتش میدار — بشکر آنکه خدا داشته است محترمت
همیشه وقت تو ای عیسی صبا خوش باد — که جان عاشق دل خسته زنده شد بدمت

کمینگه است و تو خوش تیز میروی حافظ
مکن که گرد برآید ز شهسر و عدمت

ز گریه مردم چشمم نشسته در خون ست — ببین که در طلبت حال مردمان چون ست
بیاد لعل لب و چشم مست میگونت — ز جام غم می لعلی که میخورم خون ست
ز مشرق سر کوی آفتاب طلعت تو — اگر طلوع کند طالعم همایون ست
حکایت لب شیرین کلام فرهادست — شکنج طرهٔ لیلی مقام مجنون ست
دلم بجو که قدت همچو سرو دلجوی ست — سخن بگو که کلامت لطیف و موزون ست
ز دور باده بجان راحتی رسان ساقی — که رنج خاطرم از جور دور گردون ست
ازان زمان که ز دستم برفت یار عزیز — کنار دیدهٔ من همچو رود جیحون ست
چگونه شاد شود اندرون غمگینم — باختیار که از اختیار بیرون ست

ز بیخودی طلب یار میکند حافظ
چو مفلسی که طلبکار گنج قارون ست

زان یار دلنوازم شکریست با شکایت — گر نکته دان عشقی خوش بشنو این حکایت

بیمزد بود و منت هر خدمتی که کردیم   یا رب مباد کس را مخدوم بے عنایت
رندان تشنه لب را آبی نمیدهد کس   گویا ولی شناسان رفتند از ولایت
در زلف چون کمندش ای دل مپیچ کانجا   سرها بریده بینی بیجرم و بے جنایت
این راه را نهایت صورت کجا توان بست   کش صد هزار منزل بیش ست در بدایت
چشمت بغمزه ما را خون خورد و می پسندے   جانا روا نباشد خونریز را حمایت
هر چند بردی آبم رو از درت نتابم   جور از حبیب خوشتر کز مدعی رعایت
ای آفتاب خوبان مے سوزد اندرونم   یک ساعتم بگنجان در سایهٔ عنایت
در این شب سیاهم گم گشته راه مقصود   از گوشهٔ برون آی ای کوکب هدایت
از هر طرف که رفتم جز وحشتم نیفزود   زنهار زین بیابان وین راه بی نهایت

عشقت رسد بفریاد گر خود بسان حافظ
قرآن ز بر بخوانے با چارده روایت

یا رب سببے ساز که یارم بسلامت   باز آید و برهاندم از چنگ ملامت
خاک ره آن یار سفر کرده بیارید   تا چشم جهان بین کنمش جاے اقامت
فریاد که از شش جهتم راه ببستند   آن خال و خط و زلف و رخ و عارض و قامت
امروز که در دست توام مرحمتے کن   فردا که شوم خاک چه سود اشک ندامت

ای آنکه بتقریر و بیان دم زنی از عشق
ما با تو نداریم سخن خیر و سلامت
درویش مکن ناله ز شمشیر احبا
کاین طایفه از کشته ستانند غرامت
در خرقه زن آتش که خم ابروی ساقی
بر می شکند گوشهٔ محراب امامت
حاشا که من از جور و جفاے تو بنالم
بیداد لطیفان همه لطفست و کرامت

کوته نکند بحث سر زلف تو حافظ
پیوسته شد این سلسله تا روز قیامت

ساقیم خضرست و مے آب حیات
توبه از می چون کنم هیهات هات
بادهٔ تلخ از لب شیرین لبان
در حلاوت می برد آب از نبات
چون دم عیسی نسیم او ز لطف
مردهٔ صد ساله را بخشد حیات
جز بآب آتشین یعنی شراب
حل نمیگردد مرا این مشکلات
روزی ما بین که از دیوان عشق
جز شب هجران نشد ما را برات
شاد باد روح آن رندے که او
بر سر کوے مغان یابد وفات

حاصل عمر تو حافظ در جهان
بادهٔ صافیست باقی ترهات

شربتی از لب لعلش نه چشیدیم و برفت
روی مه پیکر او سیر ندیدیم و برفت

گویی از صحبت ما نیک بتنگ آمده بود
بار بربست و بگردش نرسیدیم و برفت
بسکه ما فاتحهٔ و حرز یمانی خواندیم
وز پیش سورهٔ اخلاص دمیدیم و برفت
سر ز فرمان خطم گفت بکش تا نزدم
ما سر خویش ز خطش نکشیدیم و برفت
عشوه میداد که از کوی ارادت نروم
دیدی آخر که چسان عشوه خریدیم و برفت
شد چمان در چمن حسن و لطافت لیکن
در گلستان وصالش نچمیدیم و برفت
گفت از خود ببرد هر که وصالم طلبد
ما بامید وی از خویش بریدیم و برفت
صورت او بلطافت اثر صنع خداست
با رویش نظرے سیر ندیدیم و برفت

همچو حافظ همه شب ناله و افغان کردیم
کای دریغا بوداعش نرسیدیم و برفت

ما را ز آرزوی تو پروای خواب نیست
بی روی دلفریب تو بودن صواب نیست
در دور چشم مست تو هشیار کس ندید
کو دیده کز تصور چشمت بخواب نیست
در هر که بنگری سببے از تو مبتلاست
یک دل ندیده ام کز عشقت خراب نیست
هر کو بدست عشق تو شد کشته بر درت
او را در آن جناب سوال و جواب نیست

حافظ چو زر ببوته در افتاد و تاب یافت
عاشق نباشد آنکه چو زر او بتاب نیست

خم زلف تو دام کفر و دین ست
ز کارستان او یک شمه این ست
جمالت معجز حسن ست لیکن
حدیث غمزه‌ات سحر مبین ست
بر آن چشم سیه صد آفرین باد
که در عاشق کشی سحر آفرین ست
عجب راهیست راه عشق هیهات
که چرخ هشتمش هفتم زمین ست

[illegible] عجب علمیست علم هیئت عشق

تو پنداری که بدگو رفت و جان برد
حسابش با کراماً کاتبین ست
ز چشم شوخ تو کی جان توان برد
که دائم با کمان اندر کمین ست
لبت را آب حیوان گفتم اما
چه جای آب کان ماء معین ست
مشو ای جان ز کید زلفش ایمن
که دل برد و کنون دربند دین ست

ز جام عشق می نوشید حافظ
مدامش مستی رندی ازین ست

دیدی که یار جز سر جور و ستم نداشت
بشکست عهد ما و ز ما هیچ غم نداشت
یارب مگیرش ارچه دل چون کبوترم
افکند و کشت و حرمت صید حرم نداشت
بر من جفا ز بخت بد آمد وگرنه یار
حاشا که رسم جور و طریق ستم نداشت
دل این همه جفا که بخواری کشید ازو
هرجا که رفت هیچکسش محترم نداشت
ساقی بیار باده و با مدعی بگو
انکار ما مکن که چنین جام جم نداشت

هر رهروی که ره بحریم درش نبرد   مسکین برید وادی و ره در حرم نداشت
خوش وقت رند مست که دنیا و آخرت   بر باد داد و هیچ غم از بیش و کم نداشت

حافظ ببر تو گوی فصاحت که مدعی
هیچش هنر نبود و خبر نیز هم نداشت

برو ای زاهد و دعوت مکنم سوی بهشت   که خدا در ازل از بهر بهشتم نسرشت
یک جو از خرمن هستی نتواند برداشت   هر که در راه فنا در ره حق دانه نکشت
تو و تسبیح و مصلی و ره زهد و ورع   من و میخانه و ناقوس در و دیر و کنشت
منعم از می مکن ای صوفی صافی که حکیم   در ازل طینت ما را بمی صاف سرشت
صوفی صاف بهشتی نبود زانکه چو من   خرقه در میکده با رشته می ناب نوشت
فرقه زاهد ره بهشت ولی بی خوش نبود   هر که او دامن معشوق ز دست بهشت

حافظا لطف حق ار با تو عنایت دارد
باش فارغ ز غم دوزخ و شادی بهشت

ای نسیم سحر آرامگه یار کجاست   منزل آن مه عاشق کش عیار کجاست
شب تار است و ره وادی ایمن در پیش   آتش طور کجا موعد دیدار کجاست
هر که آمد بجهان نقش خرابی دارد   در خرابات بپرسید که هشیار کجاست

آنکس است اهل بشارت که اشارت داند   نکته‌ها هست بسی محرم اسرار کجاست
هر سر موی مرا با تو هزاران کار است   ما کجائیم و نصیحت‌گر بیکار کجاست
عاشق خسته ز درد غم هجر تو بسوخت   خود نپرسی تو که آن عاشق غمخوار کجاست
باده و مطرب و گل جمله مهیاست ولی   عیش بی دوست مهیا نشود یار کجاست
عقل دیوانه شد آن سلسلهٔ مشکین کو   دل ز ما گوشه گرفت ابروی دلدار کجاست
دلم از صومعه و صحبت شیخ است ملول   یار ترسابچه کو خانهٔ خمار کجاست

حافظا از باد خزان در چمن دهر مرنج
فکر معقول بفرما گل بی خار کجاست

خواب آن نرگس فتان تو بی چیزی نیست   تاب آن زلف پریشان تو بی چیزی نیست
از لبت شیر روان بود که من میگفتم   کاین شکر گرد نمکدان تو بی چیزی نیست
چشمهٔ آب حیات است دهانت اما   زیر لب چاه زنخدان تو بی چیزی نیست
جان درازی تو بادا که یقین میدانم   در کمان ناوک مژگان تو بی چیزی نیست
مبتلائی بغم و محنت و اندوه و فراق   ای دل این نالهٔ افغان تو بی چیزی نیست
دوش باد از سر کویت بگلستان بگذشت   ای گل این چاک گریبان تو بی چیزی نیست
درد عشق ارچه دل از خلق نهان میدارد   حافظا این دیدهٔ گریان تو بی چیزی نیست

دیدمش دوش که سرمست خرامان می‌رفت
[illegible] پریشان می‌رفت
چون همی گفتمش [illegible]
[illegible] می‌رفت
گفتمش [illegible]
[illegible] بیابان می‌رفت
[illegible]
[illegible] می‌رفت
گفتمش [illegible]
[illegible] می‌رفت
[illegible]
زانکه کار [illegible] می‌رفت
پادشاها [illegible]
[illegible] می‌رفت

چون [illegible] حافظ فاش
[illegible] می‌رفت

[illegible] از دست رفته
[illegible] از دست رفته
[illegible] از دست رفته
[illegible] از دست رفته
[illegible] از دست رفته
[illegible] از دست رفته

هزار شکر که حافظ [illegible] عشق
[illegible] رفت

ما بعد

خمی که ابروی شوخ تو در کمان انداخت
بقصد جان من زار ناتوان انداخت

شراب خورده و خوی کرده می‌شدی بچمن
که آب روی تو آتش در ارغوان انداخت

بیک کرشمه که نرگس بخودفروشی کرد
فریب چشم تو صد فتنه در جهان انداخت

ز شرم آنکه بروی تو نسبتش کردند
سمن بدست صبا خاک در دهان انداخت

به بزمگاه چمن دوش مست بگذشتم
چو از دهان توام غنچه در گمان انداخت

بنفشه طرهٔ مفتول خود گره میزد
صبا حکایت زلف تو در میان انداخت

کنون به آب می لعل خرقه میشویم
نصیبهٔ ازل از خود نمی‌توان انداخت

نبود نقش دو عالم که رنگ الفت بود
زمانه طرح محبت نه این زمان انداخت

من از ورع می و مطرب ندیدمی زین پیش
هوای مغبچگانم در این و آن انداخت

جهان بکام من اکنون شود که دور زمان
مرا به بندگی خواجهٔ جهان انداخت

مگر گشایش حافظ درین خرابی بود
که بخشش ازلش در می مغان انداخت

[illegible]
[illegible]

ناظر روی تو صاحب نظرانند ولی
سر گیسوی تو در هیچ سری نیست که نیست
اشک غماز من ار سرخ برآید چه عجب
خجل از کردهٔ خود پرده دری نیست که نیست
گر کنی بر من خسته چه تندی که ز مهر
بر میان دل و جانم کمری نیست که نیست
تا بدامن ننشیند ز نسیمت گردی
سیل خیز از نظرم رهگذری نیست که نیست
تا دم از شام سر زلف تو هر جا نزنند
با صبا گفت و شنیدم سحری نیست که نیست
من ازین طالع شوریده برنجم ورنه
بهره مند از سر کویت دگری نیست که نیست
از خیال لب نوشین تو ای چشمهٔ نوش
غرق آب و عرق اکنون شکری نیست که نیست
آب چشمم که بر او منت خاک در تست
زیر صد منت او خاک دری نیست که نیست
از وجود آن قدرم نام و نشانیست که هست
ورنه از ضعف در آنجا اثری نیست که نیست
شیر در بادیهٔ عشق تو روباه شود
آه ازین راه که در وی خطری نیست که نیست
نه من دلشده از دست تو خونین جگرم
از غم عشق تو پرخون جگری نیست که نیست
از سر کوی تو رفتن نتوانم گامی
ورنه اندر دل بیدل سفری نیست که نیست
تو خود ای شعلهٔ رخشنده چه داری در سر
کز کباب ز جگر آتش تو بی جگری نیست که نیست
مصلحت نیست که از پرده برون افتد راز
ورنه در مجلس رندان خبری نیست که نیست
بجز این نکته که حافظ ز تو ناخوشنودست
در سراپای وجودت هنری نیست که نیست

هر سرو قد که بر مه و خور حسن می‌فروخت
چون تو درآمدی پی کاری دگر گرفت

زین قصه هفت گنبد افلاک پر صداست
کوته نظر ببین که سخن مختصر گرفت

حافظ تو این دعا ز که آموختی که یار
تعویذ کرد شعر ترا و بزر گرفت

شنیده‌ام سخنی خوش که پیر کنعان گفت
فراق یار نه آن میکند که بتوان گفت

حدیث هول قیامت که گفت واعظ شهر
کنایتیست که از روزگار هجران گفت

نشان یار سفرکرده از که پرسم باز
که هرچه گفت برید صبا پریشان گفت

فغان که آن مه نامهربان دشمن دوست
بترک صحبت یاران خود چه آسان گفت

غم کهن بمی سالخورده دفع کنید
که تخم خوشدلی اینست پیر دهقان گفت

من و مقام رضا بعد ازین و شکر رقیب
که دل بدرد تو خو کرد و ترک درمان گفت

گره بباد مزن گرچه بر مراد وزد
که این سخن بمثل باد با سلیمان گفت

مزن ز چون و چرا دم که بندهٔ مقبل
قبول کرد بجان هر سخن که جانان گفت

بعشوه که سپهرت دهد ز راه مرو
ترا که گفت که این زال ترک دستان گفت

بیار باده بخور زانکه پیر میکده دوش
بسی حدیث [illegible] قدیم [illegible] گفت

که گفت حافظ از اندیشهٔ تو آمد باز
من این نگفته‌ام آنکس که گفت بهتان گفت

مدام مست می دارد نسیم جعد گیسویت
خرابم میکند هر دم فریب چشم جادویت
پس از چندین شکیبائی شبی یارب توان دیدن
که شمع دیده افروزیم در محراب ابرویت
سواد لوح بینش را عزیز از بهر آن دارم
که جان را نسخهٔ باشد ز نقش خال هندویت
اگر خواهی که جاویدان جهان یکسر بیارائی
صبا را گو که بردارد زمانی برقع از رویت
وگر رسم فنا خواهی که از عالم براندازی
بیفشان زلف تا ریزد هزاران جان ز هر مویت
من و باد صبا مسکین دو سرگردان بیحاصل
مرا افسون چشمت مست و او از بوی گیسویت
من از لطف صبا دارم سپاس بوستانبانان
وگرنه کی گذر بودی [illegible] ازین سو بویت
سواد دیده هر وقتی بخون دل همی [illegible]
[illegible]

زهی همت که حافظ راست از دنیا و از عقبی
نیاید هیچ در چشمش بجز خاک سر کویت

مردم دیدهٔ ما جز برخت ناظر نیست
دل سرگشته ما غیر ترا ذاکر نیست
اشکم احرام طواف حرمت می بندد
گرچه از خون دل ریش دمی طاهر نیست
بسته دام قفس باد چو مرغ وحشی
طایر سدره اگر در طلبت طایر نیست
عاشق مفلس اگر قلب دلش کرد نثار
مکنش عیب که بر نقد روان قادر نیست
عاقبت دست بدان سرو بلندش برسد
هر که را در طلبت همت او قاصر نیست

اندر دل تنگی چه زنم از غم عشق تو دم
زانکه در شرح فراقت قلمم قادر نیست
مشکلم از آتش سودای تو آهی نزنم
کی توان گفت که بر داغ دلم ظاهر نیست
وز دل کس سر زلفت بدیدم گفتم
که پریشانی این سلسله را آخر نیست

سر پیوند تو تنها نه دل حافظ راست
کیست آن کش سر پیوند تو در خاطر نیست

بی مهر رخت روز مرا نور نمانده است
وز عمر مرا جز شب دیجور نمانده است
هنگام وداع تو ز بس گریه که کردم
دور از رخ تو چشم مرا نور نمانده است
من بعد چه سود ار قدمی رنجه کند دوست
کز جان رمقی در تن رنجور نمانده است
می‌رفت خیال تو ز چشم من و می‌گفت
هیهات ازین گوشه که معمور نمانده است
نزدیک شد آن دم که رقیبان تو گویند
دور از رخت این خسته رنجور نمانده است
وصل تو اجل را ز سرم دور همی‌داشت
از دولت هجر تو کنون دور نمانده است
صبر است مرا چاره هجران تو لیکن
چون صبر توان کرد که مقدور نمانده است
در هجر تو گر چشم مرا آب روانست
گو خون جگر ریز که معذور نمانده است

حافظ ز غم از گریه نپرداخت به خنده
ماتم زده را داعیه سور نمانده است

مدتی شد کآتش سودای او در جان ماست ... وین تمنا بین که دائم در دل بریان ماست
مردم چشمم بخون ناب جگر غرقند از آن ... چشمهٔ مهر رخش در سینهٔ نالان ماست
آب حیوان قطرهٔ از لعل همچون شکرش ... قرص خور عکسی ز روی آن مه تابان ماست
تا نفخت فیه من روحی شنیدم شد یقین ... بر من این معنی که ما زان وی و او زان ماست
هر دلی را اطلاعی نیست بر اسرار غیب ... محرم الهام [illegible] دار جلوه‌گاه جان ماست
چند گوئی ای نگر شرح دین خاموش باش ... وین نهاده سر دو عالم [illegible] جان ماست

حافظا تا روز آخر شکر این نعمت گزار
کان صنم امروز اول دارو درمان ماست

امروز شاه انجمن دلبران یکیست ... دلبر اگر هزار بود دل بر آن یکیست
من بر آن یکی دل و دین داده‌ام بباد ... دیگر مکن که حاصل [illegible] یکیست
سوداییان عالم پندار را بگو ... سرمایه کم کنید که سود و زیان یکیست
خلقی زبان بدعوی عشقش گشاده‌اند ... ای من غلام آنکه دلش با زبان یکیست

حافظ بر آستانهٔ دولت نهاده سر
دولت در آن سرست که با آستان یکیست

المنة لله که در میکده باز است ... زان رو که مرا بر در او روی نیاز است

خمها همه در جوش و خروشند ز مستی
وان می که در انجاست حقیقت نه مجاز است

از وی همه مستی و غرورست و تکبر
وز ما همه بیچارگی و عجز و نیاز است

شرح شکن زلف خم اندر خم جانان
کوته نتوان کرد که این قصه دراز است

بار دل مجنون و خم طرهٔ لیلیست
رخسارهٔ محمود و کف پای ایاز است

بر دوخته‌ام دیده چو باز از همه عالم
تا دیدهٔ من بر رخ زیبای تو باز است

رازیکه بر خلق نهفتیم نگفتیم
با دوست بگوییم که او محرم راز است

در کعبهٔ کوی تو هر آن کس که در آید
از قبلهٔ ابروی تو در عین نماز است

ای مجلسیان سوز دل حافظ مسکین
از شمع بپرسید که در سوز و گداز است

سرو من خوش میروی کاندر سراپا میرمت
ترک من خوش می خرامی پیش بالا میرمت

گفته بودی کی بمیری پیش من تعجیل چیست
خوش تقاضا میکنی پیش تقاضا میرمت

عاشق و مهجور و مخمورم بت ساقی کجاست
گو خرامان شو که پیش قد رعنا میرمت

ایکه عمری شد که تا بیمارم از مژگان تو
تو نگاهی کن که پیش چشم شهلا میرمت

گفتهٔ لعل منت هم درد بخشد هم شفا
گاه پیش درد و گه پیش مداوا میرمت

خوش خرامان میروی چشم بد از روی تو دور
دارم اندر سر خیال آنکه در پا میرمت

گرچه جای حافظ اندر خلوت وصل تو نیست
ای همه جای تو خوش پیش تو هرجاییست

کنون که میدمد از بوستان نسیم بهشت
من و شراب فرح بخش و یار حور سرشت

چمن حکایت اردیبهشت میگوید
نه عاقلست که نسیه خرید و نقد بهشت

بهی عمارت دل کن که این جهان خراب
در آن سرست که از خاک ما بسازد خشت

وفا مجوی ز دشمن که پرتوی ندهد
چو شمع صومعه افروزی از چراغ کنشت

مکن بنامه سیاهی ملامت من مست
که آگهست که تقدیر بر سرش چه نوشت

گدا چرا نزند لاف سلطنت امروز
که خیمه سایه ابرست و بزمگه لب کشت

قدم دریغ مدار از جنازه حافظ
که گرچه غرق گناهست میرود به بهشت

درد ما را نیست درمان الغیاث
هجر ما را نیست پایان الغیاث

دین و دل بردند و قصد جان کنند
الغیاث از جور خوبان الغیاث

در بهای بوسه جانی طلب
میکنند این دلستانان الغیاث

خون ما خوردند این کافردلان
ای مسلمانان چه درمان الغیاث

داد مسکینان بده ای روز وصل
از شب یلدای هجران الغیاث

هر زمانم درد دیگر میرسد   زین حریفان بر دل و جان الغیاث

همچو حافظ روز و شب بی خویشتن
گشته‌ام سوزان و گریان الغیاث

سزد که از همه دلبران ستانی باج   چرا که بر سر خوبان عالمی چون تاج
دو چشم شوخ تو برهم زده خطا و ختن   بچین زلف تو ماچین و هند داده خراج
بیاض روی تو روشن چو عارض رخ روز   سواد زلف تو تاریک تر ز ظلمت داج
لب تو خضر و دهان تو آب حیوان است   قد تو سرو و میان تو موی و گردن عاج
ازین مرض بحقیقت شفا نیابم   که از تو درد دل من نمیرسد بعلاج
دهان تنگ تو داده بآب خضر بها   لب چو قند تو برد از نبات مصر رواج
چرا همی شکنی جان من ز سنگدلی   دل ضعیف که هست او بنازکی چو زجاج

فتاده در دل حافظ هوای چون تو شهی
کمینه ذره خاک در تو بودی کاج

اگر بمذهب تو خون عاشق است مباح   صلاح ما همه آنست کان ترا است صلاح
سواد موی تو تفسیر جاعل الظلمات   بیاض روی تو تبیان فالق الاصباح
ز دیده‌ام شده صد چشمه در کنار روان   که خود شنا نکند در میان آن ملاح

لب چو آب حیات تو هست قوت روح وجود خاکی ما را از اوست قوت رواح
ز چین زلف کمندت کسی نیافت خلاص و از کمانچه ابرو و تیر غمزه نجاح
بیا که خود دل خویشتن بحل کردم اگر به مذهب تو خون عاشق است مباح
بداد لعل لبش بوسه به صد تلبیس نیافت کام دل من از او به صد الحاح
صلاح و توبه و تقوی ز ما مجو حافظ ز رند و عاشق و مجنون کسی نیافت صلاح
پیاله ایست که بی یاد تو کشیم مدام ز دختران تشرب شربا کذا بکأس الاقداح

دعای جان تو ورد زبان حافظ باد
مدام تا که بود گردش مسا و صباح

ببین هلال محرم بخواه ساغر راح که ماه امن و امانست سال صلح و صلاح
عزیز دار زمان وصال را کاندم مقابل شب قدرست و روز استفتاح
نزاع بر سر دنیای دون کسی نکند بآشتی برای تو دیده گوی فلاح
دلا تو فارغی از کار خویش می‌ترسم که کس در نگشاید چو گم کنی مفتاح
بیار باده که روزش بخیر خواهد بود هر آنکه جام صبوحش نهد چراغ صباح
کدام طاعت شایسته آید از من مست که رنگ صبح ندانم ز فالق الاصباح
زبان شاه شجاع است و در شکست شرع براحتهای دل و جان گوش مسا و صباح

ببوی وصل چو حافظ شبی بروز آور
که بشکفد گل عیشت ز شعله صباح

دل من در هوای روی فرخ
بود آشفته همچون موی فرخ
بجز هندوی زلفش هیچکس نیست
که برخوردار شد از روی فرخ
سیاه نیکبخت ست آنکه دائم
بود همراز و هم زانوی فرخ
شود چون بید لرزان سرو آزاد
اگر بیند قد دلجوی فرخ
بده ساقی شراب ارغوانی
بیاد نرگس جادوی فرخ
دوتا شد قامتم همچون کمانی
ز غم پیوسته چون ابروی فرخ
نسیم مشک تاتاری خجل کرد
شمیم موی عنبربوی فرخ
اگر میل دل هر کس بجاییست
بود میل دل من سوی فرخ

غلام خاطر آنم که باشد
چو حافظ چاکر هندوی فرخ

ابر آذاری برآمد باد نوروزی وزید
وجه می میخواهم و مطرب که میگوید رسید
شاهدان در جلوه و من شرمسار کیسه‌ام
ای فلک این شرمساری تا کی باید کشید
قحط جودست آبروی خود نمی‌باید فروخت
باده و گل از بهای خرقه می‌باید خرید

[illegible] باز گشود از دو لعل کاری که دوش من همی‌کردم دعا و صبح آمین می‌دمید
با لبی و صد هزاران خنده آمد گل بباغ از کریمی گوئیا در گوشه‌ای بوئی شنید
دامنی گر چاک شد در عالم رندی چه باک جامه‌ای در نیکنامی نیز می‌باید درید
این لطایف کز لب لعل تو من گفتم که گفت وین تطاول کز سر زلف تو من دیدم که دید
عدل سلطان گر نپرسد حال مظلومان عشق گوشه‌گیران را ز آسایش طمع باید برید

تیر عاشق‌کش ندانم بر دل حافظ که زد
این قدر دانم که از شعر ترش خون می‌چکید

اگر آن طایر قدسی ز درم باز آید عمر بگذشته به پیرانه سرم باز آید
دارم امید بر این اشک چو باران که دگر برق دولت که برفت از نظرم باز آید
گر نثار قدم یار گرامی نکنم جوهر جان بچه کار دگرم باز آید
آنکه تاج سر من خاک کف پایش بود از خدا می‌طلبم تا بسرم باز آید
کوس نودولتی از بام سعادت بزنم گر ببینم که مه نوسفرم باز آید
خواهم اندر عقبش رفت بیاران عزیز شخصم ار باز نیاید خبرم باز آید
مانعش غلغل چنگ است و شکرخواب صبوح ورنه گر بشنود آه سحرم باز آید
آرزومند رخ شاه چو ماهم حافظ همتی تا بسلامت ز درم باز آید

از دیده خون دل همه بر روے ما رود
بر روے ما ز دیده ندانم چها رود
ما در درون سینه هوائی نهفته ایم
بر باد اگر رود سر ما زان هوا رود
بخاک راه یار نهادیم روی خویش
بر روی ما روا است اگر آشنا رود
سیلیست آب دیده و بر هر که بگذرد
گر خود دلش ز سنگ بود هم ز جا رود
ما را بآب دیده شب و روز ماجرا است
زین رهگذر که بر سر کویش چرا رود
خورشید خاوری کند از رشک جامه چاک
گر ماه مهر پرور من در قبا رود

حافظ بکوے میکده دائم بصدق دل
چون صوفیان صومعه دار از صفا رود

از سر کوے تو هر کو بملالت برود
نرود کارش و آخر بخجالت برود
سالک از نور هدایت طلبد راه بدوست
که بجائے نرسد گر بضلالت برود
گردی آخر عمر از مے و معشوق بگیر
حیف اوقات که یکسر ببطالت برود
ای دلیل دل گم گشته خدا را مددے
که غریب ار نبرد ره بدلالت برود
حکم مستوری و مستی همه بر خاتمه است
کس ندانست که آخر بچه حالت برود
کاروانی که بود بدرقه اش لطف خدا
بتجمل بنشیند بجلالت برود
حافظ از چشمه حکمت بکف آور جامے
بو که از لوح دلت نقش جهالت برود

آن کس که بدست جام دارد
سلطانی جم مدام دارد

آبی که خضر حیات از و یافت
در میکده جو که جام دارد

سر رشتهٔ جم بجام بگذار
کاین رشته از و نظام دارد

بیرون ز لب تو ساقیا نیست
در دور کسی که کام دارد

ما و می و زاهدان و تقوی
تا یار سر کدام دارد

بر سینهٔ ریش دردمندان
لعلت نمکی تمام دارد

نرگس همه شیوه‌های مستی
از چشم خوشش بوام دارد

ذکر رخ و زلف تو دلم را
وردیست که صبح و شام دارد

در چاه ذقن چو حافظ ای جان
حسن تو دو صد غلام دارد

آنکه از سنبل او غالیه تابی دارد
باز با دلشدگان ناز و عتابی دارد

از سر کشتهٔ خود میگذرد همچون باد
چه توان کرد که عمرست و شتابی دارد

ماه خورشید نمایش ز پس پردهٔ زلف
آفتابیست که در پیش سحابی دارد

آب حیوان اگر اینست که دارد لب یار
روشنست اینکه خضر بهره سرابی دارد

چشم من کرده بهر گوشه روان سیل سرشک
تا سهی سرو ترا تازه‌تر آبی دارد

غمزهٔ شوخ تو خونم به خطا می‌ریزد
فرصتش باد که خوش فکر صوابی دارد
چشم مخمور تو دارد ز دلم قصد جگر
ترک مست است مگر میل کبابی دارد
جان بیمار مرا نیست ز تو روی سؤال
ای خوش آن خسته که از دوست جوابی دارد
کی کند سوی دل خستهٔ حافظ نظری
چشم مستش که به هر گوشه خرابی دارد

اگر نه باده غم دل ز یاد ما ببرد
نهیب حادثه بنیاد ما ز جا ببرد
اگر نه عقل به مستی فروکشد لنگر
چگونه کشتی ازین ورطهٔ بلا ببرد
طبیب عشق منم باده ده که این معجون
فراغت آرد و اندیشهٔ خطا ببرد
دل ضعیفم از آن می‌کشد به طرف چمن
که جان ز مرگ به بیماری صبا ببرد
گذار بر ظلمات است خضر راهی کو
مباد کآتش محرومی آب ما ببرد
فغان که با همه کس غایبانه باخت فلک
کسی نبود که دستی ازین دغا ببرد
بسوخت حافظ و کس حال او بیار نگفت
مگر نسیم پیامی خدای را ببرد

اگر روم ز پیش فتنه‌ها برانگیزد
ور از طلب بنشینم به کینه برخیزد
وگر به رهگذری یک دم از وفاداری
چو گرد در پیش افتم چو باد بگریزد

چه گویمش که چرا با کسان بیامیزی
چنان کند که سرشکم بخون بیامیزد

وگر کنم طلب نیم بوسه صد افسوس
ز حقه دهنش چون شکر فرو ریزد

من آن فریب که در نرگس تو می‌بینم
بس آبروی که با خاک ره فرو ریزد

فراز و شیب بیابان عشق دام بلاست
کجاست شیردلی کز بلا نپرهیزد

تو عمر خواه و صبوری که چرخ شعبده باز
هزار بازی ازین طرفه‌تر برانگیزد

بر آستانه تسلیم سر بنه حافظ
که گر ستیزه کنی روزگار بستیزد

آن کیست کز روی کرم با من وفاداری کند
بر جای بدکاری چو من یکدم نکوکاری کند

اول به بانگ نای و نی آرد بدل پیغام وی
وانگه به یک پیمانه می با من وفاداری کند

دلبر که جان فرسود ازو کام دلم نگشود ازو
نومید نتوان بود ازو باشد که دلداری کند

گفتم گره نگشوده‌ام زان طره تا من بوده‌ام
گفتا منش فرموده‌ام تا با تو طراری کند

پشمینه پوش تندخو از عشق نشنیده‌ست بو
از مستیش رمزی بگو تا ترک هشیاری کند

چون من گدای بی‌نشان مشکل بود یاری چنان
سلطان کجا عیش نهان با رند بازاری کند

زان طره پرپیچ و خم سهل است اگر بینم ستم
از بند و زنجیرش چه غم هر کس که عیاری کند

شد لشکر غم بی‌عدد از بخت می‌خواهم مدد
تا فخر دین عبدالصمد باشد که غمخواری کند

با چشم پرنیرنگ او حافظ مکن آهنگ او
کان طرهٔ شبرنگ او بسیار مکّاری کند

ای پستهٔ تو خنده زده بر دهان قند / مشتاقم از برای خدا یک شکر بخند
جایی که یار ما بشکرخنده دم زند / ای پسته کیستی تو خدا را بخود مخند
خواهی که بر نخیزدت از دیده رود خون / دل در وفای صحبت رود کسان مبند
گر طره می‌نمایی و گر طعنه میزنی / ما نیستیم معتقد مرد خودپسند
طوبی ز قامت تو نیارد که دم زند / زین قصه بگذرم که سخن میشود بلند
ز آشفتگی حال من آگاه کی شود / آن را که دل نگشت گرفتار این کمند
بازار شوق گرم شد آن شمع رخ کجاست / تا جان خود بر آتش رویش کنم سپند

حافظ تو ترک غمزهٔ خوبان نمیکنی
دانی کجاست جای تو خوارزم یا خجند

اگر ز کوی تو بویی بمن رساند باد / بمژده جان جهان را بباد خواهم داد
اگر چه گرد برانگیختی ز هستی من / غباری از من خاکی بدامنت ننشست
تو آبروی من ای نور دیده در مستی / دگر جهان و دل شادی بروی من بگشا
خیال روی توام دیده میکند پرخون / هوای زلف توام عمر میدهد بر باد

نه در برابر چشمی نه غایب از نظری		نه یاد میکنی از من نه میروی از یاد
بجای طعنه اگر تیغ میزند دشمن		ز دوست دست ندارم هرچه بادا باد

ز دست عشق تو جان را نمیبرد حافظ
که جان ز محنت شیرین نمیبرد فرهاد

بآب روشن می عارفی طهارت کرد		علی الصباح که میخانه را زیارت کرد
همین که ساغر زرین خور نهان کرد	گردید	هلال ابروی ساقی بمی اشارت کرد
خوشا نماز و نیاز کسی که از سر درد		بآب دیده و خون جگر طهارت کرد
بهای باده چون لعل چیست جوهر عقل		بیا که سود کسی برد کاین تجارت کرد
بیا بمیکده و وضع قرب جاه ببین		اگرچه چشم بد از ما [illegible] کرد
نشان مهر و محبت ز جان عاشق جوی	بهشتی	اگرچه خانهٔ دل محنت از غارت کرد

اگر امام جماعت بجوید اندش امروز
خبر دهید که حافظ بمی طهارت کرد

بسیر جام جم آنگه نظر توانی کرد		که خاک میکده کحل بصر توانی کرد
گدائی در میخانه طرفه اکسیریست	نفتی	گر این عمل بکنی خاک زر توانی کرد
مباش بی می و مطرب بزیر چرخ کبود	بیرون	کزین ترانه غم از دل بدر توانی کرد

بعزم مرحلهٔ عشق پیش نه قدمی   که سودها بری ار این سفر توانی کرد
بیا که چارهٔ ذوق حضور و نظم امور   بفیض بخشی اهل نظر توانی کرد
گل مراد تو آنگه نقاب بگشاید   که خدمتش چو نسیم سحر توانی کرد
تو کز سرای طبیعت نمیروی بیرون   کجا بکوی طریقت گذر توانی کرد
جمال یار ندارد نقاب و پرده ولی   غبار ره بنشان تا نظر توانی کرد
دلا ز نور هدایت گر آگهی یابی   چو شمع خنده زنان ترک سر توانی کرد
ولی تو تا لب معشوق و جام می خواهی   طمع مدار که کار دگر توانی کرد

گر این نصیحت شاهانه بشنوی حافظ
بشاهراه حقیقت گذر توانی کرد

بیا که ترک فلک خوان روزه غارت کرد   هلال عید بدور قدح اشارت کرد
ثواب روزه و حج قبول آنکس برد   که خاک میکدهٔ عشق را زیارت کرد
مقام اصلی ما گوشهٔ خرابات است   خداش خیر دهاد آنکه این عمارت کرد
نماز در خم آن ابروان محرابی   کسی کند که بخون جگر طهارت کرد
امام شهر که سجاده میکشید بدوش   بخون دختر رز جامه را قصارت کرد
فغان که نرگس جماش شیخ شهر امروز   نظر بدردکشان از سر حقارت کرد

حدیث عشق ز حافظ شنو نه از واعظ
اگرچه صنعت بسیار در عبارت کرد

بلبلی خون جگر خورد و گلی حاصل کرد
باد غیرت بصدش خار پریشان دل کرد

طوطیی را بهوای شکری دل خوش بود
ناگهش سیل فنا نقش امل باطل کرد

خیال

قرة العین من میوهٔ دل یادش باد
که چه آسان بشد و کار مرا مشکل کرد

ساربان بار من افتاد خدا را مددی
که امید کرمم همره این محمل کرد

روی خاکی و نم چشم مرا خوار مدار
چرخ فیروزه طربخانه ازین کهگل کرد

آه و فریاد که از چشم حسود مه چرخ
در لحد ماه کمان ابروی من منزل کرد

نزدی شاه رخ و فوت شد امکان حافظ
چکنم بازی ایام مرا غافل کرد

بخت از دهان یار نشانم نمیدهد
دولت خبر ز راز نهانم نمیدهد

از بهر بوسه ز لبش جان همیدهم
اینم همی ستاند و آنم نمیدهد

مردم ز انتظار و درین پرده راه نیست
یا هست پرده دار نشانم نمیدهد

شکر بصبر دست دهد عاقبت ولی
بد عهدی زمانه امانم نمیدهد

زلفش کشید باد صبا چرخ سفله بین
کانجا مجال باد وزانم نمیدهد

چندانکه بر کنار چو پرگار میشدم
دوران چو نقطه ره بمیانم نمیدهد

گفتم روم بخواب که بینم جمال یار
حافظ ز آه و ناله امانم نمیدهد

بود آیا که در میکدها بگشایند
گره از کار فروبسته ما بگشایند

اگر از بهر دل زاهد خودبین بستند
دل قوی دار که از بهر خدا بگشایند

در میخانه ببستند خدایا مپسند
که در خانهٔ تزویر و ریا بگشایند

گیسوی چنگ ببرید بمرگ می ناب
تا همه مغبچگان زلف دوتا بگشایند

بصفای دل رندان صبوحی زدگان
بس در بسته بمفتاح دعا بگشایند

نامهٔ تعزیت دختر رز بنویسید
تا حریفان همه خون از مژها بگشایند

حافظا این خرقه پشمینه ببینی فردا
که چه زنار ز زیرش بجفا بگشایند

بعد ازین دست من و دامن آن سرو بلند
که ببالای چمان از بن و بیخم برکند

حاجت مطرب و می نیست تو برقع بگشا
که برقص آوردم آتش رویت چو سپند

هیچ رویی نشود آینهٔ حجلهٔ بخت
مگر آن روی که مالند بدان سم سمند

گفتی اسرار غمت هرچه بود گو میباش
صبر ازین بیش ندارم چکنم تا کی و چند

مکش آن آهوی مشکین مرا ای صیاد
شرم ازان چشم سیه دار و مبندش به کمند

من خاکی که ازین در نتوانم برخاست
از کجا بوسه زنم بر لب آن قصر بلند

جز بزلف تو ندارد دل عاشق میلی
آه ازین دل که بهر بند نگیرد پند

شب و روزت بدعا عاشق بیدل کوشد
که مبادا ز سهی قامتت از دهر گزند

باز مستان دل ازان گیسوی مشکین حافظا
زانکه دیوانه همان به که بماند در بند

بتی دارم که گرد گل ز سنبل سایبان دارد
بهار عارضش خطی بخون ارغوان دارد

غبار خط بپوشانید خورشید رخش یا رب
حیات جاودانش ده که حسن جاودان دارد

چو عاشق میشدم گفتم که بردم گوهر مقصود
ندانستم که این دریا چه موج بیکران دارد

چو در رویت بخندد گل مشو در دامش ای بلبل
که بر گل اعتمادی نیست گر حسن جهان دارد

خدا را داد من بستان ازو ای شحنه مجلس
که می با دیگران خورده است با من سر گران دارد

چو دام طره افشاند ز گرد خاطر عاشق
بغماز صبا گوید که راز من نهان دارد

ز خوف هجرم ایمن کن اگر امید آن داری
که از چشم بداندیشان خدایت در امان دارد

چه افتادست درین ره که هر سلطان معنی را
درین درگاه می بینم که سر بر آستان دارد

بفتراک ار همی بندی خدا را زود صیدم کن
که آفتهاست در تاخیر و طالب را زیان دارد

ز سرو قد دلجویت مکن محروم چشمم را — بدین سرچشمه‌اش بنشان که خوش آبی روان دارد
ز چشمت جان نشاید برد کز هر سو که می‌بینم — کمین از گوشهٔ کردست و تیر اندر کمان دارد
بیفشان جرعهٔ بر خاک و حال اهل دل بشنو — که از جمشید و کیخسرو فراوان داستان دارد

چه عذر بخت خود گویم که آن عیار شهرآشوب
بتلخی کشت حافظ را و شکر در دهان دارد

بحسن خلق و وفا کس بیار ما نرسد — ترا درین سخن انکار کار ما نرسد
اگرچه حسن فروشان بجلوه آمده‌اند — کسی بحسن و ملاحت بیار ما نرسد
بحق صحبت دیرین که هیچ محرم راز — بیار یک جهت حق‌گزار ما نرسد
هزار نقد ببازار کاینات آرند — یکی بسکهٔ صاحب عیار ما نرسد
دریغ قافلهٔ عمر کانچنان رفتند — که گردشان بهوای دیار ما نرسد
هزار نقش برآید ز کلک صنع و یکی — بدلپذیری نقش نگار ما نرسد
دلا ز طعن حسودان مرنج و واثق باش — که بد بخاطر امیدوار ما نرسد
چنان بزی که اگر خاک ره شوی کس را — غبار خاطری از رهگذار ما نرسد

بسوخت حافظ و ترسم که شرح قصهٔ او
بسمع پادشه کامگار ما نرسد

بیا که رایت منصور پادشاه رسید
نوید فتح و بشارت بمهر و ماه رسید
جمال بخت ز روی ظفر نقاب انداخت
کمال عدل بفریاد دادخواه رسید
سپهر دور خوش اکنون کند که ماه آمد
جهان بکام دل اکنون رسد که شاه رسید
ز قاطعان طریق این زمان شوند ایمن
قوافل دل و دانش که مرد راه رسید
عزیز مصر برغم برادران غیور
ز قعر چاه برآمد باوج ماه رسید
کجاست صوفی دجال فعل ملحد شکل
بگو بسوز که مهدی دین پناه رسید
صبا بگو که چها بر سرم درین غم عشق
ز آتش دل سوزان و دود آه رسید
ز شوق روی تو جانان بدین اسیر فراق
همان رسید کز آتش ببرگ کاه رسید
مرو بخواب که حافظ ببارگاه قبول
ز ورد نیم شب و درس صبحگاه رسید

بنفشه دوش بگل گفت و خوش نشانی داد
که تاب من بجهان طره فلانی داد
دلم که مخزن اسرار بود و دست قضا
درش ببست و کلیدش بدلستانی داد
شکسته وار بدرگاهت آمدم که طبیب
بمومیائی لطف توام نشانی داد
برو معالجه خود کن ای نصیحت گوی
شراب و شاهد و ساقی کرا زیانی داد
تنش درست و دلش شاد باد و خاطر خوش
که دست دادش و یاری ناتوانی داد

گذشت بر من مسکین و با رقیبان گفت
دریغ عاشق مسکین من که جانی داد

خزینهٔ دل حافظ ز گوهر اسرار
بیمن عشق تو سرمایهٔ جهانی داد

پیرانه سرم عشق جوانی بسر افتاد
وان راز که در دل بنهفتم بدر افتاد

از راه نظر مرغ دلم گشت هوا گیر
ای دیده نظر کن که بدام که در افتاد

دردا که از آن آهوی مشکین سیه چشم
چون نافه بسی خون دلم در جگر افتاد

بار غم او عرض بهر کس که نمودم
عاجز شد و این قرعه بنامم ز سر افتاد

از رهگذر خاک سر کوی شما بود
هر نافه که در دست نسیم سحر افتاد

مژگان تو تا تیغ جهانگیر بر آورد
بس کشتهٔ دل زنده که بر یکدگر افتاد

این باده که پرورد که خمار خرابات
از بوی بهشتیش ز خود بیخبر افتاد

بس تجربه کردیم درین دار مکافات
با دردکشان هر که در افتاد بر افتاد

گر جان بدهد سنگ سیه لعل نگردد
با طینت اصلی چه کند بدگهر افتاد

حافظ که سر زلف بتان دست کشش بود
بس طرفه حریفیست کش اکنون بسر افتاد

برید باد صبا دوشم آگهی آورد
که روز محنت و غم رو بکوتهی آورد

بمطربان صبوحی دهیم جامهٔ پاک
بدین نوید که باد سحرگهی آورد
نسیم زلف تو شد خضر راهم اندر عشق
زهی رفیق که بختم بهمرهی آورد
بیا بیا که طهور بهشت را رضوان
درین جهان ز برای دل رهی آورد
بخیر خاطر ما کوش کاین کلاه نمد
بسی شکست که بر افسر شهی آورد
چه ناله‌ها که رسید از دلم بخرمن ماه
چو یاد عارض آن ماه خرگهی آورد
رساند رایت منصور بر فلک حافظ
چو التجا بجناب شهنشهی آورد

بکوی میکده یارب سحر چه مشغله بود
که جوش شاهد و ساقی و شمع و مشعله بود
حدیث عشق که از حرف و صوت مستغنیست
بنالهٔ دف و نی در خروش و ولوله بود
مباحثی که در آن حلقهٔ جنون میرفت
ورای مدرسه و قیل و قال مسئله بود
دل از کرشمهٔ ساقی بشکر بود ولی
ز نامساعدی بختش اندکی گله بود
قیاس کردم ازان چشم جادوانهٔ مست
هزار ساحر چون سامریش در گله بود
بگفتمش بلبم بوسهٔ حوالت کن
بخنده گفت کیت با من این معامله بود
ز اخترم نظر سعد در رهست که دوش
میان ماه و رخ یار من مقابله بود
دهان یار که درمان درد حافظ داشت
فغان که وقت مروت چه تنگ حوصله بود

بوی خوش تو هر که ز باد صبا شنید
از یار آشنا سخن آشنا شنید
اینش سزا نبود دل حق گزار من
کز غمگسار خود سخن ناسزا شنید
ای شاه حسن چشم بحال گدا فکن
کاین گوش بس حکایت شاه و گدا شنید
خوش میکنم بباده مشکین مشام جان
کز دلق پوش صومعه بوی ریا شنید
سر خدا که عارف سالک بکس نگفت
در حیرتم که باده فروش از کجا شنید
ما باده زیر خرقه نه امروز میخوریم
صد بار پیر میکده این ماجرا شنید
یارب کجاست محرم رازی که یک زمان
دل شرح آن دهد که چه گفت و چها شنید
ما می ببانگ چنگ نه امروز میکشیم
بس دور شد که گنبد چرخ این صدا شنید
ساقی بیا که عشق ندا میکند بلند
آنکس که گفت قصه ما هم ز ما شنید
پند حکیم عین صوابست و محض خیر
فرخنده بخت آنکه بسمع رضا شنید

حافظ وظیفه تو دعا گفتن است و بس
در بند آن مباش که نشنید یا شنید

بر سر آنم که گر ز دست بر آید
دست بکاری زنم که غصه سر آید
منظر دل نیست جای صحبت اغیار
دیو چو بیرون رود فرشته در آید
صحبت حکام ظلمت شب یلداست
نور ز خورشید خواه بو که بر آید

بر در ارباب بی مروت دنیا
چند نشینی که خواجه کی بدر آید

بگذر ازین روزگار تلخ تر از زهر
بار دگر روزگار چون شکر آید

صالح و طالح متاع خویش نمودند
تا که قبول افتد و چه در نظر آید

بلبل عاشق تو عمر خواه که آخر
باغ شود سبز و سرخ گل بدر آید

صبر و ظفر هر دو دوستان قدیمند
بر اثر صبر نوبت ظفر آید

غفلت حافظ درین سراچه عجب نیست
هر که بمیخانه رفت بیخبر آید

پیش ازینت بیش ازین غمخواری عشاق بود
مهرورزی تو با ما شهرهٔ آفاق بود

یاد باد آن صحبت شبها که با زلف توام
بحث سر عشق و ذکر حلقهٔ عشاق بود

حسن مهرویان مجلس گرچه دل می برد و دین
عشق ما با لطف طبع و خوبی اخلاق بود

از دم صبح ازل تا آخر شام ابد
دوستی و مهر بر یک عهد و یک میثاق بود

سایهٔ معشوق اگر افتاد بر عاشق چه شد
ما باو محتاج بودیم او بما مشتاق بود

پیش ازین کین سقف سبز و طاق مینا بر کشند
منظر چشم مرا ابروی جانان طاق بود

رشتهٔ تسبیح اگر بگسست معذورم بدار
دستم اندر ساعد ساقی سیمین ساق بود

بر در شاهم گدائی نکته در کار کرد
گفت بر هر خوان که بنشستم خدا رزاق بود

شعر حافظ در زمان آدم اندر باغ خلد
دولت نسرین و گل را زینت اوراق بود

تا ز میخانه و می نام و نشان خواهد بود
سر ما خاک ره پیر مغان خواهد بود
حلقهٔ پیر مغانم ز ازل در گوش است
ما همانیم که بودیم و همان خواهد بود
بر سر تربت ما چون گذری همت خواه
که زیارتگه رندان جهان خواهد بود
بر زمینی که نشان کف پای تو بود
سالها سجده‌گه صاحب‌نظران خواهد بود
برو ای زاهد خودبین که ز چشم من و تو
راز این پرده نهانست و نهان خواهد بود
ترک عاشق‌کش من مست برون رفت امروز
تا کرا خون دل امروز روان خواهد بود
عیش با دوستان کن ای خواجه بین کوته باد
کس ندانسته که دولت بچه سان خواهد بود
چشمم آن دم که ز شوق تو نهد سر بلحد
تا دم صبح قیامت نگران خواهد بود

بخت حافظ گر ازین گونه مدد خواهد کرد
زلف معشوقه بدست دگران خواهد بود

ترسم که اشک در غم ما پرده در شود
وین راز سربمهر بعالم سمر شود
گویند سنگ لعل شود در مقام صبر
آری شود ولیک بخون جگر شود
خواهم شدن بمیکده گریان و دادخواه
کز دست غم خلاص من آنجا مگر شود

این سرکشی که در سر سرو بلند توست کی با تو دست کوته ما در کمر شود
این قصر سلطنت که تواش ماه منظری سرها بر آستانه او خاک در شود
از هر کناره تیر دعا کرده‌ام روان باشد کزین میانه یکی کارگر شود
از کیمیای مهر تو زر گشت روی من آری به یمن همت تو خاک زر شود
ای دل حدیث ما بر دلدار عرضه کن لیکن چنان مکن که صبا را خبر شود
روزی اگر غمی رسدت تنگدل مباش رو شکر کن مبادا که از بد بتر شود
ای دل صبور باش و مخور غم که عاقبت از شام صبح گردد و از شب سحر شود
در تنگنای حیرتم از نخوت رقیب یارب مبادا آنکه گدا معتبر شود
بس نکته غیر حسن بباید که تا کسی مقبول طبع مردم صاحب نظر شود
مهر تو در درون دلم و عشق تو در سرم با شیر در درون شد و با جان بدر شود

حافظ سر از لحد بدر آرد بپای بوس
گر خاک او بپای شما پی سپر شود

تنت بناز طبیبان نیازمند مباد وجود نازکت آزرده گزند مباد
سلامت همه آفاق در سلامت توست بهیچ عارضه شخص تو دردمند مباد
درین چمن چو درآید خزان بیغما رهش بسرو سهی قامت بلند مباد

دران بساط که حسن تو جلوه اندازد
مجال طعنهٔ بدبین بدپسند مباد

جمال صورت و معنی بیمن همت تست
که ظاهرت دژم و باطنت نژند مباد

هر آنکه روی چو ماهت بچشم بد بیند
بر آتش تو بجز چشم او سپند مباد

بجز بر آتش تو روی او سپند مباد

شفا ز گفتهٔ شکرفشان حافظ جوی
که حاجتت بعلاج گلاب و قند مباد

ترک این چون جعد مشکین گرد کاکل بشکند
لاله را دل خون شود بازار سنبل بشکند

ور هزاران سرگرانی کند میل چمن
سرو را از پا در اندازد دل گل بشکند

تا خیال ابروی جانان ز چشم دور شد
اندرین ره میلها باشد که صیقل بشکند

چون نسیم صبحگاهی پردهٔ گل بر درد
خار غم اندر دل مجمر روح بلبل بشکند

حافظا این سر وحدت را ز دست خود مده
تا خیال زهد و تقوی را توکل بشکند

جان بی جمال جانان میل جهان ندارد
هر کس که این ندارد حقا که آن ندارد

با هیچکس نشانی زان دلستان ندیدم
یا من خبر ندارم یا او نشان ندارد

هر شبنمی درین ره صد بحر آتشین است
دردا که این معما شرح و بیان ندارد

سر منزل قناعت نتوان ز دست دادن
ای ساربان فروکش کاین ره کران ندارد

چنگ خمیده قامت میخواندت بعشرت
بشنو که پند پیران هیچت زیان ندارد
گر خود رقیب شمع است اسرار ازو بپوشان
کان شوخ سر بریده بند زبان ندارد
ذوقی چنان ندارد بی دوست زندگانی
بی دوست زندگانی ذوقی چنان ندارد
احوال گنج قارون کایام داد برباد
در گوش گل فروخوان تا زر نهان ندارد
آن را که خواندی استاد گر بنگری بتحقیق
صنعتگر است اما طبع روان ندارد
ای دل طریق رندی از محتسب بیاموز
مست است و در حق او این کس گمان ندارد
کس در جهان ندارد یک بنده چو حافظ
زیرا که چون تو شاهی کس در جهان ندارد

جهان زابروی عید از هلال وسمه کشید
هلال عید برابروی یار باید دید
شکسته گشت چو پشت هلال قامت من
کمان ابروی یارم که باز وسمه کشید
مپوش روی و مشو در خطا ز فرخ حسن
که خواند ز خط تو بر روی وان بیاد دمید
مگر نسیم تنت صبح در چمن بگذشت
که گل ببوی تو بر تن چو صبح جامه درید
بیا که با تو بگویم غم ملالت دل
چرا که بی تو ندارم مجال گفت و شنید
نبود چنگ و رباب و گل و نبید که بود
گل وجود من آغشته شراب و نبید
بهای وصل تو گر جان بود خریدارم
که جنس خوب مبصر بهر چه دید خرید

مرا به سیر سرشکم که بی تو بوده دراز تو
چو باد می‌شد و در خاک راه می‌غلطید

چو ماه روی تو در زیر زلف می‌دیدم
شبم به روی تو روشن چو روز می‌گردید

به لب رسید مرا جان و بر نیامد کام
به سر رسید امید و طلب به سر نرسید

ز انقلاب زمانه عجب مدار که چرخ
چو صبح بر رخ عالم ازین [illegible] خندید

دلم ز زلف تو شوریده بود و شیدا هم
که پیش روی تو [illegible]

ز شوق لعل تو حافظ نوشت شعری چند
بخوان ز نظمش و در گوش کن چو مروارید

جمالت آفتاب هر نظر باد
ز خوبی روی خوبت خوبتر باد

همای اوج شاهین شهپرت را
دل شاهان عالم زیر پر باد

دلی کو بستهٔ زلفت نباشد
همیشه غرقه در خون جگر باد

بتا چون غمزه‌ات ناوک گشاید
دل مجروح من پیشش سپر باد

چو لعل شکرینت بوسه بخشد
مذاق جان من زو پرشکر باد

مرا از تست هر دم تازه عشقی
ترا هر ساعتی حسنی دگر باد

به جان مشتاق روی تست حافظ
ترا بر حال مشتاقان نظر باد

چو رویت مهر و مه تابان نباشد چو قدت سرو در بستان نباشد
چو لعل و لؤلؤت اندر دلفروزی دُر دریا و لعل کان نباشد
میان خط آن سبزت لعل نوشین عجب گر چشمهٔ حیوان نباشد
چو فندق پشت دستش خون بجامم چرا بادام من گریان نباشد
سواد کفر زلفت اوکند دل را بهشت تو ازان ایمان نباشد
تو نسبت تا نباشد هیچ تن را ذقن بالله که شاستان نباشد

اگرچه هست شیرین شعر حافظ
چو لعل شهره زبان نباشد

چو آفتاب شه از مشرق پیاله برآید ز باغ عارض ساقی هزار لاله برآید
نسیم در سر گل بشکند کلالهٔ سنبل چو در میان چمن بوی آن کلاله برآید
حکایت شب هجران نه آن حکایت حالست که شمهٔ ز بیانش بصد رساله برآید
ز گرد خوان نگون فلک مدار توقع که بی ملالت صد غصه یک نواله برآید
گرت چو نوح نبی صبر هست در غم طوفان بلا بگردد و کام هزار ساله برآید
بسعی خود نتوان برد پی بگوهر مقصود خیال باشد کاین کار بی حواله برآید
نسیم وصل تو گر بگذرد بتربت حافظ ز خاک کالبدش صد هزار ناله برآید

چو باد عزم سر کوی یار خواهم کرد
نفس به بوی خوشش مشکبار خواهم کرد
هر آبروی که اندوختم ز دانش و دین
نثار خاک ره آن نگار خواهم کرد
به هرزه بی می و معشوق عمر میگذرد
بطالتم بس از امروز کار خواهم کرد
صبا کجاست که این جان خون گرفته چو گل
فدای نکهت گیسوی یار خواهم کرد
چو شمع صبحدمم شد ز مهر او روشن
که عمر در سر این کار و بار خواهم کرد
به یاد چشم تو خود را خراب خواهم ساخت
بنای عهد قدیم استوار خواهم کرد
نفاق و زرق نبخشد صفای دل حافظ
طریق رندی و عشق اختیار خواهم کرد

چه مستی است ندانم که رو به ما آورد
که بود ساقی و این باده از کجا آورد
دلا چو غنچه شکایت ز بخت بسته مکن
که باد صبح نسیم گره گشا آورد
رسیدن گل و نسرین به خیر و خوبی باد
بنفشه شاد و خوش آمد سمن صفا آورد
علاج ضعف دل ما کرشمهٔ ساقیست
برآر سر که طبیب آمد و دوا آورد
صبا به خوش خبری هدهد سلیمان است
که مژدهٔ طرب از گلشن سبا آورد
چه راه میزند از مطرب مقام شناس
که در میان غزل قول آشنا آورد
تو نیز باده به چنگ آر و راه صحرا گیر
که مرغ نغمه سرا ساز خوش نوا آورد

مرید پیر مغانم ز من مرنج ای شیخ
چرا که وعده تو کردی و او بجا آورد
بتنگ چشمی آن ترک لشکری نازم
که حمله بر من مسکین یکقبا آورد
فلک غلامی حافظ کنون بطوع کند
که التجا بدر دولت شما آورد

چو دست بر سر زلفش زنم بتاب رود
ور آشتی طلبم بر سر عتاب رود
چو ماه نو ره نظارگان بیچاره
زند بگوشه ابرو و در نقاب رود
طریق عشق پر آشوب و فتنه است ای دل
بیفتد آنکه درین راه با شتاب رود
گدائی در جانان بسلطنت مفروش
کسی ز سایه این در بآفتاب رود
حباب را چو فتد باد نخوت اندر سر
کلاه داریش اندر سر شراب رود
شب شراب خرابم کند به بیداری
دگر بروز شکایت کنم بخواب رود
مرا تو عهد شکن خوانده و میترسم
که با تو روز قیامت همین خطاب رود
دلا چو پیر شدی حسن و نازکی مفروش
که این معامله با عالم شباب رود
سواد نامه موی سیاه چون طی شد
بیاض کم نشود گر صد انتخاب رود
حجاب راه توئی حافظ از میان برخیز
خوشا کسیکه درین راه بی حجاب رود

[illegible]

حسب حالی ننوشتیم و شد ایامے چند
قاصدے کو که فرستم بتو پیغامے چند
ما بدان مقصد عالی نتوانیم رسید
هم مگر پیش نهد لطف شما گامے چند
چون می از خم بسبو رفت و گل افگند نقاب
فرصت عیش نگهدار و بزن جامے چند
قند آمیخته با گل نه علاج دل ماست
بوسهٔ چند بیامیز بدشنامے چند
ای گدایان خرابات خدا یار شماست
چشم انعام ندارید ز انعامے چند
زاهد از کوچهٔ رندان بسلامت بگذر
تا خرابت نکند صحبت بدنامے چند
عیب مے جمله بگفتی هنرش نیز بگو
نفی حکمت مکن از بهر دل عامے چند
پیر میخانه چه خوش گفت بدردی کش خویش
که مگو حال دل سوخته با خامے چند
حافظ از تاب رخ مهر فروغ تو بسوخت
کامگارا نظرے کن سوی ناکامے چند

حسن تو همیشه در فزون باد
رویت همه سال لاله گون باد
اندر سر من هوای عشقت
هر روز که هست در فزون باد
قد همه دلبران عالم
در خدمت قامتت نگون باد
هر سرو که در چمن برآید
پیش الف قدت چو نون باد
چشمے که نه فتنهٔ تو باشد
از گوهر اشک غرق خون باد

هر جا که دلیست در غم تو بی صبر و قرار و بی سکون باد
چشم تو ز بهر دلربائی در کردن سحر ذوفنون باد
هر کس که به جز تو نسازد از حلقهٔ وصل تو برون باد

لعل تو که هست جان حافظ
دور از لب هر خسیس و دون باد

خسروا گوی فلک در خم چوگان تو باد ساحت کون و مکان عرصهٔ میدان تو باد
همه آفاق گرفت و همه اطراف کشاد صیت خلق تو که پیوسته نگهبان تو باد
زلف خاتون ظفر شیفتهٔ پرچم تست دیدهٔ فتح ابد عاشق جولان تو باد
ای که انشای عطارد صفت شوکت تست عقل کل چاکر طغراکش دیوان تو باد
طیرهٔ جلوهٔ طوبی قد دلجوی تو شد غیرت خلد برین ساحت ایوان تو باد
نه به تنها حیوانات و نباتات و جماد هرچه در عالم امرست بفرمان تو باد

حافظ خسته باخلاص ثناخوان تو شد
لطف عام تو شفابخش ثناخوان تو باد

خوشست خلوت اگر یار یار من باشد نه من بسوزم و او شمع انجمن باشد
من آن نگین سلیمان بهیچ نستانم که گاه گاه درو دست اهرمن باشد

ردا مدار خدایا که در حریم وصال
رقیب محرم و حرمان نصیب من باشد

همای گو مفکن سایهٔ شرف هرگز
دران دیار که طوطی کم از زغن باشد

بیان شوق چه حاجت که حال آتش دل
توان شناخت ز سوزی که در سخن باشد

هوای کوی تو از سر نمیرود ما را
غریب را دل آواره در وطن باشد

بسان سوسن اگر ده زبان شود حافظ
چو غنچه پیش تواش مهر بر دهن باشد

خوش آمد گل وزان خوشتر نباشد
که در دستت بجز ساغر نباشد

زمان خوشدلی دریاب دریاب
که دایم در صدف گوهر نباشد

غنیمت دان و می خور در گلستان
که گل تا هفتهٔ دیگر نباشد

عجب راهیست راه عشق کانجا
کسی سر برکند کش سر نباشد

بشوی اوراق اگر همدرس مائی
که علم عشق در دفتر نباشد

ز من بنیوش و دل در شاهدی بند
که حسنش بستهٔ زیور نباشد

بیا ای شیخ در خمخانهٔ ما
شرابی خور که در کوثر نباشد

ایا پر لعل کرده جام زرین
ببخشا بر کسی کش زر نباشد

شرابی بی خمارم بخش یا رب
که با او هیچ درد سر نباشد

بنام ایزد بت سیمین تنم هست
که در بتخانهٔ آذر نباشد
من از جان بندهٔ سلطان اویسم
اگرچه یادش از چاکر نباشد
بتاج عالم آرایش که خورشید
چنین زیبندهٔ افسر نباشد
کسی گیرد خطا در نظم حافظ
که هیچش لطف در گوهر نباشد

خستگان را چو طلب باشد و قوت نبود
گر تو بیداد کنی شرط مروت نبود
ما جفا از تو ندیدیم و تو هم نپسندی
آنچه در مذهب ارباب فتوت نبود
تا که افسون نکند جادوی چشم تو مدام
نور در سوختن شمع محبت نبرد
چون چنین نیک نه سررشتهٔ خود تدبیرم
آن مبادا که نگاری ز زحمت نبود
هر که آئینهٔ صافی نشد از زنگ هوا
دیده‌اش قابل رخسارهٔ حکمت نبود
خیره آن دیده که آبش نبرد گریهٔ عشق
تیره آن دل که درو نور مروت نبود
چون طهارت نبود کعبه و بتخانه یکیست
نبود خیر در آنخانه که عصمت نبود
دولت از مرغ همایون طلب و سایهٔ او
زانکه با زاغ و زغن شهپر دولت نبود
گر مدد خواستم از پیر مغان عیب مکن
شیخ ما گفت که در صومعه همت نبود
حافظا علم و ادب ورز که در مجلس شاه
هر که را نیست ادب لایق صحبت نبود

دلبر برفت و دلشدگان را خبر نکرد یاد حریف شهر و رفیق سفر نکرد
یا بخت من طریق مروت فروگذاشت یا او بشاهراه طریقت گذر نکرد
من ایستاده تا کنمش جان فدا چو شمع او خود گذر بمن چو نسیم سحر نکرد
گفتم مگر بگریه دلش مهربان کنم در سنگ خاره قطرهٔ باران اثر نکرد
هر کس که دید روی تو بوسید چشم من کاری که کرد دیدهٔ من بی نظر نکرد
در حیرتم که بهر چه شد همدم رقیب خرمهره را کسی چو پرستد گهر نکرد

کلک زبان بریدهٔ حافظ در انجمن
با کس نگفت راز تو تا ترک سر نکرد

دل از من برد و روی از من نهان کرد خدا را با که این بازی توان کرد
شب تنهائیم در قصد جان بود خیالش لطفهای بیکران کرد
چرا چون لاله خونین دل نباشم که با من نرگس او سرگران کرد
صبا گر چاره داری وقت وقت است که درد اشتیاقم قصد جان کرد
بدانسان سوخت چون شمعم که بر من صراحی گریه و بربط فغان کرد
میان مهربانان کی توان گفت که یار ما چنین گفت و چنان کرد
عدو با جان حافظ آن نکردی که تیر چشم آن ابروکمان کرد

دلا بسوز که سوز تو کارها بکند
دعای نیم‌شبی دفع صد بلا بکند
عتاب یار پریچهره عاشقانه بکش
که یک کرشمه تلافی صد جفا بکند
ز ملک تا ملکوتش حجاب برگیرند
هر آنکه خدمت جام جهان‌نما بکند
طبیب عشق مسیحا دمست و مشفق لیک
چو درد در تو نبیند کرا دوا بکند
تو با خدای خود انداز کار و دل خوش دار
که رحم اگر نکند مدعی خدا بکند
ز بخت خفته ملولم بود که بیداری
بوقت فاتحهٔ صبح یک دعا بکند

بسوخت حافظ و بوئی ز زلف یار نبرد
مگر دلالت این دولتش صبا بکند

دیدی ای دل که غم یار دگربار چه کرد
چون بشد دلبر و با یار وفادار چه کرد
آه از آن نرگس جادو که چه بازی انگیخت
وای از آن مست که با مردم هشیار چه کرد
اشک من رنگ شفق یافت ز بی‌مهری یار
طالع بی‌شفقت بین که درین کار چه کرد
ساقیا جام میم ده که نگارندهٔ غیب
نیست معلوم که در پردهٔ اسرار چه کرد
آنکه پرنقش زد این دایرهٔ مینائی
کس ندانست که در گردش پرگار چه کرد
برقی از پردهٔ لیلی بدرخشید سحر
وه که با خرمن مجنون دل افگار چه کرد
برق عشق آتش غم در دل حافظ زد و سوخت
یار دیرینه ببینید که با یار چه کرد

دست در حلقهٔ آن زلف دوتا نتوان کرد
تکیه بر عهد تو و باد صبا نتوان کرد
آنچه سعی ست من اندر طلبت بنمودم
این قدر هست که تغییر قضا نتوان کرد
دامن دوست بصد خون دل افتاد بدست
بفسوسی که کند خصم رها نتوان کرد
عارضش را بمثل ماه فلک نتوان خواند
نسبت دوست بهر بی سر و پا نتوان کرد
سرو بالای من آن دم که درآید بسماع
چه محل جامهٔ جان را که قبا نتوان کرد
مشکل عشق که در حوصلهٔ دانش ماست
حل این نکته بدین فکر خطا نتوان کرد
غیرتم کشت که محبوب جهانی لیکن
روز و شب عربده با خلق خدا نتوان کرد
من چه گویم که ترا نازکی طبع لطیف
تا بحدیست که آهسته دعا نتوان کرد
نظر پاک توان در رخ جانان دیدن
که در آئینه نظر جز بصفا نتوان کرد

بجز ابروی تو محراب دل حافظ نیست
طاعت غیر تو در مذهب ما نتوان کرد

دانی که چنگ و عود چه تقریر میکنند
پنهان خورید باده که تکفیر میکنند
ناموس عشق و رونق عشاق می برند
عیب جوان و سرزنش پیر میکنند
جز قلب تیره هیچ نشد حاصل و هنوز
باطل درین خیال که اکسیر میکنند
گویند رمز عشق مگوئید و مشنوید
مشکل حکایتیست که تقریر میکنند

تشویش وقت پیر مغان میدهند باز
این سالکان نگر که چه با پیر میکنند

صد ملک دل به نیم نظر میتوان خرید
خوبان درین معامله تقصیر میکنند

ما از برون در شده مغرور صد فریب
تا خود درون پرده چه تقریر میکنند

قومی بجد و جهد گرفتند وصل دوست
قومی دگر حواله بتقدیر میکنند

فی الجمله اعتماد مکن بر ثبات دهر
کاین کارخانه ایست که تغییر میکنند

می خور که شیخ و حافظ و مفتی و محتسب
چون نیک بنگری همه تزویر میکنند

در نظربازی ما بیخبران حیرانند
من چنینم که نمودم دگر ایشان دانند

عاقلان نقطهٔ پرگار وجودند ولی
عشق داند که درین دایره سرگردانند

وصف رخسارهٔ خورشید ز خفاش مپرس
که درین آینه صاحب نظران حیرانند

گر شوند آگه از اندیشهٔ ما مغبچگان
بعد ازین خرقهٔ صوفی بگرو نستانند

لاف عشق و گله از یار زهی لاف خلاف
عشقبازان چنین مستحق هجرانند

جلوه گاه رخ او دیدهٔ من تنها نیست
ماه و خورشید همین آینه میگردانند

مگرم چشم سیاه تو بیاموزد کار
ورنه مستوری و مستی همه کس نتوانند

مفلسانیم و هوای می و مطرب داریم
آه اگر خرقهٔ پشمین بگرو نستانند

گر به نزهتگه ارواح برد بوی تو باد　　عقل و جان گوهر هستی به نثار افشانند

زاهد ار رندی حافظ نکند فهم چه باک
دیو بگریزد از آن قوم که قرآن خوانند

دوش وقت سحر از غصه نجاتم دادند　　واندر آن ظلمت شب آب حیاتم دادند
بیخود از شعشعهٔ پرتو ذاتم کردند　　باده از جام تجلی صفاتم دادند
چه مبارک سحری بود و چه فرخنده شبی　　آن شب قدر که این تازه براتم دادند
چون من از عشق رخش بیخود و حیران گشتم　　خبر از واقعهٔ لات و مناتم دادند
من اگر کامروا گشتم و خوشدل چه عجب　　مستحق بودم و اینها به زکاتم دادند
بعد ازین روی من و آینهٔ حسن نگار　　که در آنجا خبر از جلوهٔ ذاتم دادند
هاتف آن روز به من مژدهٔ این دولت داد　　که بدان جور و جفا صبر و ثباتم دادند
این همه شهد و شکر کز سخنم می‌ریزد　　اجر صبریست کز آن شاخ نباتم دادند
کیمیاییست عجب بندگی پیر مغان　　خاک او گشتم و چندین درجاتم دادند
بحیات ابد آن روز رسانید مرا　　خط آزادگی از حسن ثباتم دادند
عاشق آن دم که بدام سر زلف تو فتاد　　گفت کز بند غم و غصه نجاتم دادند
شکر شکر بشکرانه بیفشان ای دل　　که نگار خوش شیرین حرکاتم دادند

همت حافظ و انفاس سحرخیزان بود
که ز بند غم ایام نجاتم دادند

دوش دیدم که ملایک در میخانه زدند
گل آدم بسرشتند و به پیمانه زدند
ساکنان حرم ستر عفاف ملکوت
با من راه نشین بادهٔ مستانه زدند
شکر ایزد که میان من و او صلح فتاد
حوریان رقص کنان ساغر شکرانه زدند
جنگ هفتاد و دو ملت همه را عذر بنه
چون ندیدند حقیقت ره افسانه زدند
آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعهٔ فال بنام من دیوانه زدند
نقطهٔ عشق دل گوشه نشینان خون کرد
همچو آن خال که بر عارض جانانه زدند
ما بصد خرمن پندار ز ره چون نرویم
چون ره آدم خاکی بیکی دانه زدند
آتش آن نیست که از شعلهٔ او خندد شمع
آتش آنست که در خرمن پروانه زدند

کس چو حافظ نکشید از رخ اندیشه نقاب
تا سر زلف عروسان سخن شانه زدند

دل من بدور رویت ز چمن فراغ دارد
که چو سرو پای بندست و چو لاله داغ دارد
سر ما فرو نیاید بکمان ابروی کس
که درون گوشه گیران ز جهان فراغ دارد
شب تیره چون سر آرم ز پیچ پیچ زلفت
مگر آنکه شمع رویت برهم چراغ دارد

ز بنفشه تاب دارم که ز زلف او زند دم
تو سیاه کم بها بین که چه در دماغ دارد

بفروغ چهره زلفت همه شب زند ره دل
چه دلاورست دزدی که بکف چراغ دارد

سزدم چو ابر بهمن که درین چمن بگریم
طرب آشیان بلبل بنگر که زاغ دارد

من و شمع صبحگاهی سزد ار بهم بگرییم
که بسوختیم و از ما بت ما فراغ دارد

بچمن خرام و بنگر بر تخت گل که لاله
بندیم شاه ماند که بکف ایاغ دارد

سر درس عشق دارد دل دردمند حافظ
که نه خاطر تماشا نه هوای باغ دارد

در تهنیت [illegible] سلطان [illegible] فرموده

دادگرا فلک ترا جرعه کش پیاله باد
دشمن دل سیاه تو غرقه بخون چو لاله باد

ذروه کاخ رتبتت راست فراز فرقدان
راهروان همتت را ره هزار ساله باد

زلف سیاه چشمت [illegible] چراغ عالم است
جان ز نسیم دولتت زو شکر کلاله باد

ای مه برج سلطنت مقصد کل ز آدمی
باده صاف دائمت در قدح و پیاله باد

چون بهوای مدحتت زهره شود ترانه ساز
حاسدت از سماع آن محرم آه و ناله باد

طبق سپهر آن قرص مه و زر که هست
از پی خوان حشمتت سوختنی نواله باد

دختر فکر بکر من محرم مدحت تو شد
مهر چنین عروس را هم بکفت حواله باد

حافظ تو درین غزل جهت بندگی نوشته
لطف حبیب چو رسد شاهد این قباله باد

دیریست که دلدار پیامے نفرستاد
ننوشت کلامے و سلامے نفرستاد
صد نامه فرستادم و آن شاه سواران
پیکی ندوانید و پیامے نفرستاد
سوی من وحشی صفت عقل رمیده
آهو روشی کبک خرامے نفرستاد
دانست که خواهد شدنم مرغ دل از دست
زان طره چون سلسله دامے نفرستاد
فریاد که آن ساقی شکرلب سرمست
دانست که مخمورم و جامے نفرستاد
چندان که زدم لاف کرامات مقامات
هیچم خبر از هیچ مقامے نفرستاد

حافظ بادب باش که درخواست نباشد
گر شاه پیامے بغلامے نفرستاد

دی پیر میفروش که ذکرش بخیر باد
گفتا شراب نوش و غم دل ببر زیاد
گفتم بباد میدهدم باده نام و ننگ
گفتا قبول کن سخن و هرچه باد باد
سود و زیان و مایه چو خواهد شدن ز دست
از بهر این معامله غمگین مباش و شاد
بیخار گل نباشد و بی نیش نوش هم
تدبیر چیست وضع جهان اینچنین فتاد
پر کن ز باده جام دمادم که گوش هوش
بشنو از حکایت جمشید و کیقباد
در آرزوی آنکه رسد دل براحتی
جان در درون سینه غم عشق او نهاد
بادت بدست باشد اگر دل نهی بهیچ
در معرضے که تخت سلیمان رود بباد

حافظا گرت ز پند حکیمان ملالت است
کوته کنیم قصه که عمرت دراز باد

دوش در حلقهٔ ما قصهٔ گیسوی تو بود تا دل شب سخن از سلسلهٔ موی تو بود
دل که از ناوک مژگان تو در خون میگشت باز مشتاق کمانخانهٔ ابروی تو بود
هم عفاالله صبا کز تو پیامی آورد ورنه در کس نرسیدیم که از کوی تو بود
عالم از شور و شر عشق خبر هیچ نداشت فتنه انگیز جهان غمزهٔ جادوی تو بود ۱۴۶
من سرگشته هم از اهل سلامت بودم دام راهم شکن طرهٔ هندوی تو بود
بگشا بند قبا تا بگشاید دل من که گشادی که مرا بود ز پهلوی تو بود

بوفای تو که بر تربت حافظ بگذر
کز جهان میشد و در آرزوی روی تو بود

در ازل پرتو حسنت ز تجلی دم زد عشق پیدا شد و آتش به همه عالم زد
جلوه‌ای کرد رخت دید ملک عشق نداشت عین آتش شد از این غیرت و بر آدم زد
مدعی خواست که آید بتماشاگه راز دست غیب آمد و بر سینهٔ نامحرم زد
عقل میخواست کز آن شعله چراغ افروزد برق غیرت بدرخشید و جهان برهم زد
جان علوی هوس چاه زنخدان تو داشت دست در حلقهٔ آن زلف خم اندر خم زد

دیگران قرعهٔ قسمت همه بر عیش زدند
دل غمدیدهٔ ما بود که هم بر غم زد

نظری کرد که بیند بجهان صورت خویش
خیمه در آب و گل مزرعهٔ آدم زد

حافظ آن روز طربنامهٔ عشق تو نوشت
که قلم بر سر اسباب دل خرم زد

دوش می آمد و رخساره برافروخته بود
تا کجا باز دل غمزدهٔ سوخته بود

رسم عاشق کشی و شیوهٔ شهرآشوبی
جامهٔ بود که بر قامت او دوخته بود

کفر زلفش ره دین میزد و آن سنگین دل
در رهش مشعله از چهره برافروخته بود

دل بسی خون بکف آورد ولی دیده بریخت
الله الله که تلف کرد و که اندوخته بود

یار مفروش بدنیا که بسی سود نکرد
آنکه یوسف بزر ناسره بفروخته بود

جان عشاق سپند رخ خود میدانست
و آتش چهره بدین کار برافروخته بود

گرچه میگفت که زارت بکشم میدیدم
کز نهانش نظری با من دلسوخته بود

گفت و خوش گفت برو خرقه بسوزان حافظا
یا رب این قلب شناسی ز که آموخته بود

دوش آگهی ز یار سفرکرده داد باد
من نیز دل بباد دهم هرچه باد باد

درچین طرهٔ تو دل بیحفاظ من
هرگز نگفت مسکن مالوف یاد باد

دل خوش شدم بیاد تو هر گه که همچو من — بند قبای غنچهٔ گل می گشاد باد
طرف کلاه شاهیت آمد بخاطرم — آنجا که تاج بر سر نرگس نهاد باد
کارم بدان رسید که همراز خود کنم — هر شام برق لامع و هر بامداد باد
از دست رفته بود وجود ضعیف من — صبحم ببوی وصل تو جان باز داد باد
امروز قدر پند عزیزان شناختم — یارب روان ناصح ما از تو شاد باد
تاریخ عیش باشد یار و دست او — در هر شباب و صحبت احباب یاد باد

حافظ نهاد نیک تو کامت برآورد
جانها فدای مردم نیکو نهاد باد

در آن هوا که جز برق اندر طلب نباشد — گر خرمنی بسوزد چندان عجب نباشد
مرغی که با غم دل شد الفتش حاصل — بر شاخسار عمرش برگ طرب نباشد
در کارخانهٔ عشق از کفر ناگزیر است — آتش کرا بسوزد گر بولهب نباشد
در کیش جان فروشان فضل و هنر نزیبد — اینجا نسب نگنجد آنجا حسب نباشد
ور غفلتی ز رندی با ما رفته است — خود را بزرگ دیدن شرط ادب نباشد
می خور که عمر سرمد گر در جهان توان یافت — جز بادهٔ بهشتی هیچش سبب نباشد
حافظ وصال جانان با چون تو تنگدستی — روزی شود که با او پیوند شب نباشد

دلم جز مهر مه‌رویان طریقی بر نمیگیرد
ز هر در میدهم پندش ولیکن در نمی گیرد
خدا را ای نصیحتگو حدیث از مطرب و می گو
که نقشے در خیال ما ازین خوشتر نمی گیرد
صراحی میکشم پنهان و مردم دفتر انگارند
عجب گر آتش این زرق در دفتر نمی گیرد
نصیحت کم کن و ما را بفر باده نابی بخش
که غیر از راستی نقشے درین جوهر نمی گیرد
میان گریه میخندم که چون شمع اندرین مجلس
زبان آتشینم هست لیکن در نمی گیرد
سر و چشمی بدین خوبی تو گوئی چشم ازو برگیر
برو کاین وعظ بیمعنی مرا در سر نمی گیرد
نصیحت گوی رندان را که با حکم خدا جنگ است
دلش بس تنگ می بینم که در ساغر نمی گیرد
چه خوش صید دلم کردی بنازم چشم مستت را
که کس آهوی وحشی را ازین خوشتر نمی گیرد
سخن در احتیاج ما و استغنای معشوق است
چه سود افسونگری ای دل که در دلبر نمی گیرد
خدا را رحمی ای منعم که درویش سر کویت
دری دیگر نمیداند رهی دیگر نمی گیرد
من از پیر مغان دیدم کرامتهای مردانه
که این دلق ریائی را بجامی بر نمی گیرد

بدین شعر تر شیرین ز شاهنشه عجب دارم
که سر تا پاے حافظ را چرا در زر نمی گیرد

دیدم بخواب خوش که بدستم پیاله بود
تعبیر رفت و کار بدولت حواله بود
چل سال رنج و غصه کشیدیم و عاقبت
تدبیر ما بدست شراب دوساله بود

آن نافه مراد که می‌خواستم ز بخت
در چین زلف آن بت مشکین کلاله بود
از دست برده بود وجودم خمار عشق
دولت مساعد آمد و می در پیاله بود
نالان و داد خواه به میخانه می‌روم
تا بخت ما گشاد و کار من از آه و ناله بود
خون می‌خورم و لیکن به جای شکایت است
روزی ما ز خوان کرم این نواله بود
بر طرف گلشنم نظر افتاد وقت صبح
آن دم که کار مرغ سحر آه و ناله بود
هر کو نکاشت مهر و ز خوبی گلی نچید
در رهگذار باد نگهبان لاله بود
آتش نگشت سرد و دل مرغان نسیم باغ
زان دم که [illegible] که دو چار پیاله بود
آن شاه تند حمله که خورشید شیرگیر
پیشش به روز معرکه کمتر غزاله بود

دیدم که شعر دلکش حافظ به مدح شاه
هر بیت از آن سفینه به از صد رساله بود

دمی با غم به سر بردن جهان یکسر نمی‌ارزد
به می بفروش دلق ما کزین بهتر نمی‌ارزد
به کوی می‌فروشانش به جامی بر نمی‌گیرند
زهی سجاده تقوی که یک ساغر نمی‌ارزد
شکوه تاج سلطانی که بیم جان در او درج است
کلاهی دلکش است اما به ترک سر نمی‌ارزد
رقیبم سرزنش‌ها کرد کز این باب رخ برتاب
چه افتاد این سر ما را که خاک در نمی‌ارزد
ترا آن به که روی خود ز مشتاقان بپوشانی
که سودای جهانداری غم لشکر نمی‌ارزد

بشوی این نقش دلتنگی که در بازار یکرنگی
نعمتهای گوناگون سه احمر نمی ارزد
دیار و یار مردم را مقید میکند لیکن
بپای بار کاین محنت جهان یکسر نمی ارزد
بس آسان می نمود اول غم دریا به بوی سود
غلط گفتم که این طوفان بصد گوهر نمی ارزد
برو گنج قناعت جو بکنج عافیت بنشین
که یکدم تنگدل بودن به بحر و بر نمی ارزد

چو حافظ در قناعت کوش از دنیای دون بگذر
که یکجو منت دونان بصد من زر نمی ارزد

دوستان دختر رز توبه ز مستوری کرد
شد بر محتسب و کار به دستوری کرد
آمد از پرده به مجلس عرقش پاک کنید
تا نگویند حریفان که چرا دوری کرد
مژدگانی بده ای دل که دگر مطرب عشق
راه مستانه زد و چاره مخموری کرد
جای آنست که در عقد وصالش گیرند
دختر رز که [illegible] مستوری کرد
نه به هفت آب که رنگش بصد آتش نرود
آنچه با خرقه زاهد می انگوری کرد
غنچه گلبن وصلم ز نسیمش بشکفت
مرغ خوشخوان طرب از برگ گل سوری کرد

حافظ افتادگی از دست مده زانکه حسود
عرض و مال و دل و دین در سر مغروری کرد

درخت دوستی بنشان که کام دل ببار آرد
نهال دشمنی برکن که رنج بیشمار آرد

چو مهمان خراباتی بعزت باش با رندان	که درد سر کشی جانان گرت مستی خمار آرد
شب صحبت غنیمت دان و داد خوشدلی بستان	بسی گردش کند گردون بسی لیل و نهار آرد
عماری دار لیلی را که مهد ماه در حکم است	خدایا در دل اندازش که بر مجنون گذار آرد
بهار عمر خواه ای دل وگرنه این چمن هر سال	چو نسرین صد گل آرد بار و چون بلبل هزار آرد
خدا را چون دل ریشم قراری بست با زلفت	بفرمان لعل نوشین را که جان را بر قرار آرد
ز کار افتاده ای دل که صد من بار غم داری	برو یک جرعه می درکش که در حالت بکار آرد

درین باغ ار خدا خواهد درین پیرانه سر حافظ
نشیند بر لب جویی و سروی در کنار آرد

دوش از جناب آصف پیک بشارت آمد	کز حضرت سلیمان عشرت اشارت آمد
خاک وجود ما را از آب دیده گل کن	ویران سرای دل را گاه عمارت آمد
این شرح بی نهایت کز حسن یار گفتند	حرفیست کز هزاران کاندر عبارت آمد
عیبم بپوش زنهار ای خرقه می آلود	کان پاک پاکدامن اینجا بهر زیارت آمد
امروز جای هر کس پیدا شود ز خوبان	کان ماه مجلس آرا اندر صدارت آمد
بر تخت جم که تاجش معراج آفتاب است	همت نگر که موری با این حقارت آمد
از چشم شوخش ای دل ایمان خود نگهدار	کان جادوی کمانکش بر عزم غارت آمد

دریاست مجلس شاه و دریاب وقت و بشناس
هان ای زیان رسیده وقت تجارت آمد

آلوده‌ای تو حافظ فیضی ز شاه درخواه
کان عنصر سماحت بهر طهارت آمد

در نمازم خم ابروی تو چون یاد آمد
حالتی رفت که محراب بفریاد آمد

از من اکنون طمع صبر و دل و هوش مدار
کان تحمل که تو دیدی همه بر باد آمد

باده صافی شده مرغان چمن مست شدند
موسم عاشقی و کار به بنیاد آمد

بوی بهبود ز اوضاع جهان می شنوم
شادی آورد گل و باد صبا شاد آمد

ای عروس هنر ز دهر شکایت منمای
حجله حسن بیارای که داماد آمد

بر زلیخا ستم ای یوسف مصری مپسند
زانکه از عشق بر او این همه بیداد آمد

دلفریبان نباتی همه زیور بستند
دلبر ماست که با حسن خداداد آمد

زیر بارند درختان که تعلق دارند
ای خوشا سرو که از بند غم آزاد آمد

مطرب از گفته حافظ غزلی نغز بخوان
تا بگویم که ز عهد طربم یاد آمد

دلی که غیب نما ایست جام جم دارد
ز خاتمی که ازو گم شود چه غم دارد

بخط و خال گدایان مده خزینه دل
بدست شاهوشی ده که محترم دارد

نه هر درخت تحمل کند جفای خزان
غلام همت سروم که این قدم دارد

رسید موسم آن کز طرب چو نرگس مست
نهد بپای قدح هر که شش درم دارد

زر از بهای می اکنون چو گل دریغ مدار
که عقل کل بصدت عیب متهم دارد

ز سر غیب کس آگاه نیست قصه مخوان
کدام محرم دل ره درین حرم دارد

دلم که لاف تجرد زدی کنون صد شغل
ببوی زلف تو با باد صبحدم دارد

مراد دل ز که جویم که نیست دلداری
که جلوه نظر و شیوه کرم دارد

ز جیب خرقه حافظ چه طرف بتوان بست
که ما صمد طلبیدیم و او صنم دارد

دست از طلب ندارم تا کام من برآید
یا جان رسد بجانان یا جان ز تن برآید

بگشای تربتم را بعد از وفات و بنگر
کز آتش درونم دود از کفن برآید

بنمای رخ که خلقی واله شوند و حیران
بگشای لب که فریاد از مرد و زن برآید

جان بر لبست و حسرت در دل که از لبانش
نگرفته هیچ کامی جان از بدن برآید

از حسرت دهانش جانم بتنگ آمد
خود کام تنگدستان کی زان دهن برآید

گفتم بخویش گردی برگیرد دلم گفت
کار کسیست این کو با خویشتن برآید

هر یک شکن ز زلفت پنجاه شست دارد
چون این دل شکسته با آن شکن برآید

بر بوی آنکه در باغ آید گلی چو رویت
آید نسیم و هر دم گرد چمن بر آید

هر دم چو بیوفایان نتوان گرفت یاری
ماییم و آستانش تا جان ز تن بر آید

برخیز تا چمن را از قامت و میانت
هم سرو در بر آید هم نارون بر آید

گویند ذکر خیرش در خیل عشقبازان
هر جا که نام حافظ در انجمن بر آید

در ازل هر کو بفیض دولت ارزانی بود
تا ابد جام مرادش همدم جانی بود

من همان ساعت که از می خواستم شد توبه کار
گفتم این شاخ ار دهد بار پشیمانی بود

خود گرفتم کافکنم سجاده چون سوسن بدوش
همچو گل بر خرقه رنگ می مسلمانی بود

خلوت ما را فروغ از عکس جام باده باد
زانکه کنج اهل دل باید که نورانی بود

بی چراغ جام در خلوت نمی آرم نشست
وقت گل مستوری مستان ز نادانی بود

مجلس انس و بهار و بحث عشق اندر میان
جام می نگرفتن از جانان گران جانی بود

همت عالی طلب جام مرصع گو مباش
رند را آب عنب یاقوت رمانی بود

نیکنامی خواهی ای دل با بدان صحبت مدار
خودپسندی جان من برهان نادانی بود

گر چه بی سامان نماید کار ما سهلش مبین
کاندرین کشور گدائی رشک سلطانی بود

خوش بود خلوت هم ای صوفی ولیکن گر دو
باده ریحانی و ساقی مست ریحانی بود

دی عزیزی گفت حافظ میخورد پنهان شراب
ای عزیز من گناه آن به که پنهانی بود

[illegible]

دلم بی جانت صفایی ندارد   چو بیگانه که آشنایی ندارد
متاع دل پاک عشاق مسکین   بباد از سر زلفش بهایی ندارد
دلا جام و ساقی گلرخ طلب کن   که چون گل زمانه بقایی ندارد
اگرچه دلم رفت لیکن خوش نیست   بجز آن خم زلفت جایی ندارد
ازین سینه تنگ ترسم که تیرش   ره و جای او آنگه دوایی ندارد
همه چیز دارد دلارام لیکن   دریغا که با ما وفایی ندارد

چه ماه است روشن که بی مهر رویش
دل و جان حافظ صفایی ندارد

[illegible]

دل شوق لبت مدام دارد   یارب ز لبت چه کام دارد
جان شربت مهر و باده شوق   در ساغر دل مدام دارد
شوریده زلف یار دائم   در دام بلا مقام دارد
آخر ز سر که باز پرسم   کان دلبر ما چه نام دارد
با یار کجا نشیند آن کو   اندیشه خاص و عام دارد

خرم دل آن کسی که صحبت
با یار خجسته‌اندام دارد
تا صید کند وصلی بشوخی
بر گل ز بنفشه دام دارد
حافظ چو حریف خوش مقالش
اسباب طرب تمام دارد

تمام

رو بر رهش نهادم و بر من گذر نکرد
صد لطف چشم داشتم و یک نظر نکرد
سیل سرشک ما ز دلش کین بدر نبرد
در سنگ خاره قطره باران اثر نکرد
ماهی و مرغ دوش نخفت از فغان من
وان شوخ دیده بین که سر از خواب بر نکرد
میخواستم که میرمش اندر قدم چو شمع
او خود گذر بما چو نسیم سحر نکرد
یارب تو آن جوان دلاور نگاه دار
کز تیر آه گوشه نشینان حذر نکرد
جانا کدام سنگدل بی کفایتست
کو پیش زخم تیغ تو جان را سپر نکرد
شوخی نگر که مرغ دل بال و پر کباب
سودای خام عاشقی از سر بدر نکرد
حافظ حدیث عشق تو از بسکه دلکش است
نشنید کس که از سر غیرت زبر نکرد

راهی بزن که آهی بر ساز آن توان زد
شعری بخوان که با او رطل گران توان زد
بر آستان جانان گر سر توان نهادن
گلبانگ سربلندی بر آسمان توان زد

در خانقه نگنجد اسرار عشق و مستی — جام می مغانه هم با مغان توان زد
شد رهزن سلامت زلف تو وین عجب نیست — گر راهزن تو باشی صد کاروان توان زد
گر دولت وصالت خواهد دری گشودن — سرها بدین تخیل بر آستان توان زد
قد خمیده ما سهلت نماید اما — بر چشم دشمنانت تیر از کمان توان زد
از شرم در حجابم ساقی تلطفی کن — باشد که بوسه چندی بر آن دهان توان زد
بر جویبار چشمم گر سایه افکند دوست — بر خاک رهگذارش آب روان توان زد
درویش را نباشد منزل سرای سلطان — ماییم و کهنه دلقی کآتش در آن توان زد
اهل نظر دو عالم در یک نظر ببازند — عشق ست و داو اول نقد جان توان زد
با عقل و فهم و دانش داد سخن توان داد — چون جمع شد معانی گوی بیان توان زد
عشق و شباب و رندی مجموعهٔ مرادست — ساقی بیا که جامی در این زمان توان زد

حافظ بحق قرآن کز زرق و شید باز آ
باشد که گوی عیشی در این میان توان زد

روز وصل دوستداران یاد باد — یاد باد آن روزگاران یاد باد
این زمان در کس وفاداری نماند — زان وفاداران و یاران یاد باد
کامم از تلخی غم چون زهر گشت — بانگ نوش باده خواران یاد باد

من که در تدبیر عشقم بیچاره ام
چاره آن غمگساران یاد باد
گرچه یاران فارغ اند از یاد من
از من ایشان را هزاران یاد باد
مبتلا گشتم درین دام بلا
کوشش آن حق گذاران یاد باد
راز حافظ بعد ازین ناگفته ماند
اے دریغ از رازداران یاد باد

رسید مژده که ایام غم نخواهد ماند
چنان نماند و چنین نیز هم نخواهد ماند
من ارچه در نظر یار خاکسار شدم
رقیب نیز چنین محترم نخواهد ماند
چو پرده دار بشمشیر میزند همه را
کسے مقیم حریم حرم نخواهد ماند
توانگرا دل درویش خود بدست آور
که مخزن زر و گنج درم نخواهد ماند
غنیمتی شمر ای شمع وصل پروانه
که این معامله تا صبحدم نخواهد ماند
سروش عالم غیبم بشارتی خوش داد
که بر در کرمش کس دژم نخواهد ماند
برین رواق زبرجد نوشته اند بزر
که جز نکوئی اهل کرم نخواهد ماند
سرود مجلس جمشید گفته اند این بود
که جام باده بیاور که جم نخواهد ماند
چه جای شکر و شکایت ز نقش نیک و بدست
که کس همیشه گرفتار غم نخواهد ماند
ز مهربانی جانان طمع مبر حافظ
که نقش مهر و نشان ستم نخواهد ماند

روشنی طلعت تو ماه ندارد
پیش تو گل رونق گیاه ندارد

جانب دلها نگاه دار که سلطان
ملک نگیرد اگر سپاه ندارد

دیده‌ام آن چشم دل سیه که تو داری
جانب هیچ آشنا نگاه ندارد

سیه‌دار
نسخه

ای شه خوبان به عاشقان نظری کن
هیچ شهی چون تو این سپاه ندارد

نی من تنها کشم تطاول زلفت
کیست که او داغ این سیاه ندارد

شوخی نرگس نگر که پیش تو بشکفت
چشم دریده ادب نگاه ندارد

رطل گرانم ده ای مرید خرابات
شادی شیخی که خانقاه ندارد

گو برو و آستین به خون جگر شوی
هر که در این آستانه راه ندارد

تا چه کند با رخ تو دود دل من
آینه دانی که تاب آه ندارد

خون خور و خامش نشین که آن دل نازک
طاقت فریاد دادخواه ندارد

گوشه ابروی توست منظر چشمم
خوشتر از این گوشه پادشاه ندارد

حافظ اگر سجده تو کرد مکن عیب
کافر عشق ای صنم گناه ندارد

رسید مژده که آمد بهار و سبزه دمید
وظیفه گر برسد مصرفش گل است و نبید

بیت

صفیر مرغ برآمد بط شراب کجاست
فغان فتاد به بلبل نقاب گل که درید

[illegible]

ز روی ساقی مهوش گلی بچین امروز ‌ ‌ ‌ که گرد عارض بستان خط بنفشه دمید
چنان کرشمهٔ ساقی دلم ز دست ببرد ‌ زنکه ‌ که با کسی دگرم نیست برگ گفت و شنید
من این مرقع رنگین چو گل بخواهم سوخت ‌ ‌ ‌ که پیر باده فروشش بجرعهٔ نخرید
بکوی عشق منه بی دلیل راه قدم ‌ ‌ ‌ که گم شد آنکه درین ره برهبری نرسید
ز میوهای بهشتی چه ذوق دریابد ‌ ‌ ‌ کسی که سیب زنخدان شاهدی نگزید
مکن ز غصه شکایت که در طریق ادب ‌ ‌ ‌ براحتی نرسید آنکه زحمتی نکشید
(۵) عجایب ره عشق ای رفیق بسیار است ‌ ‌ ‌ ز پیش آهوی این دشت شیر نر برمید
خدای را مددی ای دلیل راه حرم ‌ ‌ ‌ که نیست بادیهٔ عشق را کرانه پدید
گلی نچید ز بستان آرزو دل من ‌ ‌ ‌ که از نسیم مروت درین چمن نوزید
شراب با نوش کن و جام زر بحافظ ده ‌ ‌ ‌ که پادشه ز کرم جرم صوفیان بخشید

بهار میگذرد دادگسترا دریاب
که رفت موسم و حافظ هنوز می نچشید

روز هجران و شب فرقت یار آخر شد ‌ ‌ ‌ زدم این فال و گذشت اختر و کار آخر شد
آن همه ناز و تنعم که خزان میفرمود ‌ ‌ ‌ عاقبت در قدم باد بهار آخر شد
بعد ازین نور به آفاق دهیم از دل خویش ‌ ‌ ‌ که بخورشید رسیدیم و غبار آخر شد

آن پریشانی شبهای دراز و غم دل
همه در سایهٔ گیسوی نگار آخر شد
ساقیا عمر درازو قدحت پر می باد
که بسعی تو تمام اندوه خمار آخر شد
شکر ایزد که باقبال کله گوشهٔ گل
نخوت باد دی و شوکت خار آخر شد
باورم نیست ز بدعهدی ایام هنوز
قصهٔ غصه که در دولت یار آخر شد
صبح امید که بد معتکف پردهٔ غیب
گو برون آی که کار شب تار آخر شد
گرچه آشفتگی کار من از زلف تو بود
حل این عقده هم از روی نگار آخر شد

در شمار ارچه نیاورد کسی حافظ را
شکر کان محنت بیحد و شمار آخر شد

زاهد خلوت نشین دوش بمیخانه شد
از سر پیمان گذشت بر سر پیمانه شد
شاهد عهد شباب آمده بودش بخواب
باز به پیرانه سر عاشق و دیوانه شد
مغبچه میگذشت راهزن عقل و دین
در پی آن آشنا از همه بیگانه شد
آتش رخسار گل خرمن بلبل بسوخت
چهرهٔ خندان شمع آفت پروانه شد
گریهٔ شام و سحر شکر که ضایع نگشت
قطرهٔ باران ما گوهر یکدانه شد
نرگس ساقی بخواند آیت افسونگری
حلقهٔ اوراد ما گردش پیمانه شد
صوفی مجلس که دی جام قدح میشکست
دوش بیک جرعهٔ می عاقل و فرزانه شد

منزل حافظ کنون بارگه کبریاست
دل بر دلدار رفت جان بر جانانه شد

نفس بر آمد و کام از تو بر نمی آید — فغان که بخت من از خواب بر نمی آید
مگر بروی دل آرای یار من ورنه — بهیچ گونه دگر کار بر نمی آید
درین خیال بسر شد دریغ عمر عزیز — بلای زلف سیاهت بسر نمی آید
چنان بحسرت خاک در تو می میرم — که آب زندگیم در نظر نمی آید
بسی حکایت دل هست با نسیم سحر — ولی بخت من امشب سحر نمی آید
قد بلند ترا تا ببر نمی گیرم — درخت کام مرادم ببر نمی آید
مقیم زلف تو شد دل که خوش سوادی داشت — وزان غریب بلاکش خبر نمی آید
فدای دوست نکردیم عمر و مال دریغ — که کار عشق زما این قدر نمی آید
همیشه تیر تیر گاه من خطا نشدی — کنون چه شد که یکی کارگر نمی آید

زبسکه شد دل حافظ رمیده از همه کس
کنون ز حلقهٔ زلفت بدر نمی آید

سالها دل طلب جام جم از ما میکرد — آنچه خود داشت زبیگانه تمنا میکرد
گوهری کز صدف کون و مکان بیرون بود — طلب از گمشدگان لب دریا میکرد

مشکل خویش بر پیر مغان بردم دوش
کو بتایید نظر حل معما میکرد
بیدلی در همه احوال خدا با او بود
او نمیدیدش و از دور خدایا میکرد
دیدمش خرم و خندان قدح باده بدست
واندر آن آینه صدگونه تماشا میکرد
گفتم این جام جهان بین بتو کی داد حکیم
گفت آن روز که این گنبد مینا میکرد
این همه شعبده‌ها عقل که میکرد آنجا
سامری پیش عصا و ید بیضا میکرد
گفت آن یار کزو گشت سر دار بلند
جرمش این بود که اسرار هویدا میکرد
فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگران هم بکنند آنچه مسیحا میکرد

گفتمش سلسلهٔ زلف بتان از پی چیست
گفت حافظ گله از دل شیدا میکرد

سالها دفتر ما در گرو صهبا بود
رونق میکده از درس و دعای ما بود
نیکی پیر مغان بین که چو ما بدمستان
هرچه کردیم بچشم کرمش زیبا بود
دل چو پرگار بهر سو دورانی میکرد
واندر آن دایره سرگشتهٔ پابرجا بود
می شکفتم ز طرب زانکه چو گل بر لب جوی
بر سرم سایهٔ آن سرو سهی بالا بود
پیر گلرنگ من اندر حق ازرق پوشان
رخصت خبث نداد ارنه حکایتها بود
قلب اندودهٔ حافظ بر او خرج نشد
کاین معامل بهمه عیب نهان بینا بود

مطرب از درد محبت غزلی می پرداخت
که حکیمان جهان را مژه خون پالا بود

قلب اندوده حافظ بر او خرج نشد
که معامل بهمه عیب نهان بینا بود

ساقی حدیث سرو و گل و لاله می رود
وین بحث با ثلاثه غساله می رود

می ده که نو عروس چمن حد حسن یافت
کار این زمان ز صنعت دلاله می رود

شکر شکن شوند همه طوطیان هند
زین قند پارسی که به بنگاله می رود

طی مکان ببین و زمان در سلوک شعر
کاین طفل یک شبه ره یک ساله می رود

باد بهار می وزد از بوستان شاه
وز ژاله باده در قدح لاله می رود

آن چشم جادوانه عابد فریب بین
کش کاروان سحر ز دنباله می رود

خوی کرده می خرامد و بر عارض سمن
از شرم روی او عرق از ژاله می رود

ایمن مشو ز عشوهٔ دنیا که این عجوزه
مکاره می نشیند و محتاله می رود

چون سامری مباش که زر دید و از خری
موسی بهشت و از پی گوساله می رود

حافظ ز شوق مجلس سلطان غیاث دین
غافل مشو که کار تو از ناله می رود

سرو چمان من چرا میل چمن نمیکند
همدم گل نمی شود یاد سمن نمیکند

تا دل هرزه گرد من رفت بچین زلف او
زان سفر دراز خود یاد وطن نمیکند

پیش کمان ابرویت لابه همیکنم ولی
گوش کشیده است از آن گوش بمن نمیکند

چون ز نسیم میشود زلف بنفشه پرشکن
وه که دلم چه یاد آن عهدشکن نمیکند

با همه عطر دامنت آیدم از صبا عجب
کز گذر تو خاک را مشک ختن نمیکند

ساقی سیم ساق من گر همه درد میدهد
کیست که تن چو جام می جمله دهن نمیکند

دل بامید وصل تو همدم جان نمیشود
جان بهوای کوی تو خدمت تن نمیکند

دی گله ز طره اش کردم و از سر فسوس
گفت که این سیاه کج گوش بمن نمیکند

دستخوش جفا مکن آب رخم که فیض ابر
بی مدد سرشک من دُر عدن نمیکند

لخلخه سای شد صبا دامن پاکت از چه رو
خاک بنفشه زار را مشک ختن نمیکند

کشتهٔ غمزهٔ تو شد حافظ ناشنیده پند
تیغ سزاست هر که را درک سخن نمیکند

سمن بویان غبار دل چو بنشینند بنشانند
پریرویان قرار دل چو بستیزند بستانند

بفتراک بلا دلها چو بربندند بربندند
ز زلف عنبرین جانها چو بفشانند بفشانند

ز چشم لعل رمانی چو میبارند میخندند
ز رویم راز پنهانی چو میبینند میخوانند

بعمری یکنفس با ما چو بنشینند برخیزند
نهال شوق در خاطر چو بنشینند بنشانند

چو منصور از مراد آنانکه بردارند بردارند
که با این درد اگر دربند درمانند درمانند

سرشک گوشه‌گیران را چو دریابند دریابند
رخ مهر سحرخیزان نگردانند گر دانند

بدین حضرت چو مشتاقان نیاز آرند ناز آرند
بدین درگاه حافظ را چه میرانند میخوانند

سحرم دولت بیدار ببالین آمد
گفت برخیز که آن خسرو شیرین آمد

قدحی درکش و سرخوش بتماشا بخرام
تا ببینی که نگارت بچه آیین آمد

مژدگانی بده ای خلوتی نافه کشای
که ز صحرای ختن آهوی مشکین آمد

گریه آبی برخ سوختگان باز آورد
ناله فریادرس عاشق مسکین آمد

مرغ دل باز هوادار کمان ابروییست
که کمین صیدگه جان و دل و دین آمد

در هوا چند معلق زنی و جلوه کنی
ای کبوتر نگران باش که شاهین آمد

ساقیا می بده و غم مخور از دشمن و دوست
که بکام دل ما آن بشد و این آمد

شادی یار پریچهره بده باده ناب
که می لعل دوای دل غمگین آمد

رسم بدعهدی ایام چو دید ابر بهار
گریه‌اش بر سمن و سنبل و نسرین آمد

چون صبا گفته حافظ بشنید از بلبل
عنبرافشان بتماشای ریاحین آمد

ستارهٔ بدرخشید و ماه مجلس شد — دل رمیدهٔ ما را انیس و مونس شد
نگار من که بمکتب نرفت و خط ننوشت — بغمزه مسئله آموز صد مدرس شد
برفت
طرب سرای محبت کنون شود معمور — که طاق ابروی یار منش مهندس شد
ببوی او دل بیمار عاشقان چو صبا — فدای عارض نسرین و چشم نرگس شد
بصدر مصطبه‌ام می نشاند اکنون یار — گدای شهر نگه کن که میر مجلس شد
لب از ترشح می پاک کن برای خدا — که خاطرم بهزاران گنه موسوس شد
کرشمهٔ تو شرابی بعاشقان پیمود — که علم بیخبر افتاد و عقل بیحس شد
خیال آب خضر بست و جام کیخسرو — بجرعه نوشی سلطان ابوالفوارس شد
چو زر عزیز وجود است شعر من آری — قبول دولتیان کیمیای این مس شد
[illegible]

ز راه میکده یاران عنان بگردانید
چرا که حافظ از این راه رفت و مفلس شد

ساقی ار باده از این دست بجام اندازد — عارفان را همه در شرب مدام اندازد
ور چنین زیر خم زلف نهد دانهٔ خال — ای بسا مرغ خرد را که بدام اندازد
آن زمان وقت می صبح فروغ است که شب — گرد خرگاه افق پردهٔ شام اندازد
روز در کسب هنر کوش که می خوردن روز — دل چون آینه در زنگ ظلام اندازد

ای خوشا حالت آن مست که در پای حریف
سر و دستار نداند که کدام اندازد

بجیل

زاهدا سر بکله گوشه خورشید آرد
بختت ار قرعه بدین ماه تمام اندازد

زاهد خام طمع بر سر انکار بماند
پخته گردد چو نظر بر مے جام اندازد

باده با محتسب شهر ننوشی حافظ
که خورد باده‌ات و سنگ بجام اندازد

سحر چون خسرو خاور علم بر کوهساران زد
بدست مرحمت یارم در امیدواران زد

چو پیش صبح روشن شد که حال مهر گردون چیست
برآمد خنده‌ٔ خوش بر غرور کامگاران زد

نگارم دوش در مجلس بعزم رقص چون برخاست
گره بگشود از گیسو و بر دلهای یاران زد

من از رنگ صلاح آن دم بخون دل بشستم دست
که چشم باده پیمایش صلا بر هوشیاران زد

کدام آهن دلش آموخت این آیین عیاری
کز اول چون برون آمد ره شب زنده داران زد

خیال شهسواران پخت و شد ناگه دل مسکین
خداوندا نگهدارش که بر قلب سواران زد

منش با خرقه پشمین کجا اندر کمند آرم
زره مویی که مژگانش ره خنجرگذاران زد

نظر بر قرعه توفیق و یمن دولت شاه است
بده کام دل عاشق که فال بختیاران زد

شهنشاه مظفر فر شجاع ملک و دین منصور
که جود بیدریغش خنده بر ابر بهاران زد

از آن ساعت که جام می بدست او مشرف شد
زمانه ساغر شادی بیاد میگساران زد

ز شمشیر سرافشانش ظفر آن روز بدرخشید
که چون خورشید انجم سوز تنها بر هزاران زد
تعالی الله زهی ذاتی که تا نیز نگه هستی یافت
صد ماهی چو مهر پاکش دم از پرهیزگاران زد
دوام ملک و عمر او بخواه از لطف حق حافظا
که چرخ این سکه دولت بنام شهسواران زد

سحر بلبل حکایت با صبا کرد
که عشق گل بما دیدی چها کرد
غلام همت آن نازنینم
که کار خیر بی روی و ریا کرد
خوشش باد آن نسیم صبحگاهی
که درد شب نشینان را دوا کرد
من از بیگانگان هرگز ننالم
که با من هر چه کرد آن آشنا کرد
نقاب گل کشید از زلف سنبل
گره بند قبای غنچه وا کرد
ازان رنگ رخم خون در دل انداخت
وزین گلشن بخارم مبتلا کرد
بهر سو بلبل بیدل در افغان
تنعم در میان باد صبا کرد
گر از سلطان طمع کردم خطا بود
ور از دلبر وفا جستم جفا کرد
وفا از خواجگان شهر با من
کمال دین و دولت بوالوفا کرد
بشارت بر بکوی میفروشان
که حافظ توبه از زهد و ریا کرد

شاهدان گر دلبری زینسان کنند　　زاهدان را رخنه در ایمان کنند
هر کجا آن شاخ نرگس بشگفد　　گلرخانش دیده نرگسدان کنند
یار ما چون سازد آهنگ سماع　　قدسیان در عرش دست‌افشان کنند
رخ نما تا فتد اسباب دولت　　گر چو صبحت آینه رخشان کنند
مردم چشمم بخون آغشته شد　　از کجا این ظلم بر انسان کنند
عاشقان را بر سر خود حکم نیست　　هر چه فرمان تو باشد آن کنند
پیش چشمم کمترست از قطره　　آن حکایتها که از طوفان کنند
کن نگاهی از دو چشمت تاردان　　مرگ را بر بیدلان آسان کنند
عید رخسار تو کو تا عاشقان　　در وفایت جان و دل قربان کنند
ای جوان سروقد گویی بزن　　پیش از آن کز قامتت چوگان کنند
خوش برآ با غصه ای دل کاهل راز　　عیش خوش در بوته هجران کنند

سر مکش حافظ ز آه نیم شب
تا چو صبحت آینه رخشان کنند

شراب بیغش و ساقی خوش دو دام رهند　　که زیرکان جهان از کمندشان نرهند
من ارچه عاشقم و رند و مست و نامه سیاه　　هزار شکر که یاران شهر بیگنهند

مبین حقیر گدایان عشق را کاین قوم
شهان بی کمر و خسروان بی کلهند
جفا نه پیشهٔ درویشی است و راهروی
بیار باده که این سالکان نه مرد رهند
مکن که کوکبهٔ دلبری شکسته شود
چو چاکران بگریزند و بندگان بجهند
غلام همت دردی‌کشان یکرنگم
نه آن گروه که ازرق لباس و دل سیهند
قدم منه به خرابات جز به شرط ادب
که ساکنان درش محرمان پادشهند
به هوش باش که هنگام باد استغنا
هزار خرمن طاعت به نیم جو ننهند

جناب عشق بلند است همتی حافظا
که عاشقان ره بی همتان به خود ندهند

شاهد آن نیست که مویی و میانی دارد
بندهٔ طلعت آن باش که آنی دارد
شیوهٔ حور و پری خوب و لطیف است ولی
خوبی آن است و لطافت که فلانی دارد
چشمهٔ چشم مرا ای گل خندان دریاب
که به امید تو خوش آب روانی دارد
مرغ زیرک نشود در چمنش نغمه سرا
هر بهاری که ز دنبال خزانی دارد
خم ابروی تو در صنعت تیراندازی
برده از دست هر آنکس که کمانی دارد
گوی خوبی که برد از تو که خورشید آنجا
نه سواریست که در دست عنانی دارد
دل نشین شد سخنم تا تو قبولش کردی
آری آری سخن عشق نشانی دارد

در رهِ عشق نشد کس بیقین محرم راز
هر کسی بر حسب فهم گمانی دارد
با خرابات نشینان ز کرامات ملاف
هر سخن جائی و هر نکته مکانی دارد

مدعی گو برو و نکته بحافظ مفروش
کلک ما نیز زبانی و بیانی دارد

شراب و عیش نهان چیست کار بی بنیاد
زدیم بر صف رندان و هر چه بادا باد
گره ز دل بگشا وز سپهر یاد مکن
که فکر هیچ مهندس چنین گره نگشاد
ز انقلاب زمانه عجب مدار که چرخ
ازین فسانه و افسون هزار دارد یاد
قدح بشرط ادب گیر زانکه ترکیبش
ز کاسهٔ سر جمشید و بهمن است و قباد
که آگه است که جمشید و کی کجا رفتند
که واقف است که چون رفت تخت جم بر باد
ز حسرت لب شیرین هنوز می بینم
که لاله میدمد از خاک تربت فرهاد
مگر که لاله بدانست بیوفائی دهر
که تا بزاد و بشد جام می ز کف ننهاد
نمیدهند اجازت مرا بسیر سفر
نسیم خاک مصلی و آب رکن آباد
بیا بیا که زمانی ز می خراب شویم
مگر رسیم بگنجی درین خراب آباد
بنوش باده صافی بنالهٔ دف و چنگ
که بسته اند برابریشم طرب دل شاد
ز دست اگر ننهم جام می مکن عیبم
که پاکتر ز ازینم حریف دست نداد

رسید در غم عشقش بحافظ آنچه رسید
که چشم زخم زمانه بعاشقان مرساد

صوفی نهاد دام و سر حقه باز کرد
بنیاد مکر با فلک حقه باز کرد

بازی چرخ بشکندش بیضه در کلاه
زیرا که عرض شعبده با اهل راز کرد

ساقی بیا که شاهد رعنای صوفیان
دیگر بجلوه آمد و آغاز ناز کرد

این مطرب از کجاست که ساز عراق ساخت
و آهنگ بازگشت ز راه حجاز کرد

ای دل بیا که ما بپناه خدا رویم
زانچه آستین کوته و دست دراز کرد

صنعت مکن که هر که محبت نه راست باخت
عشقش بروی دل در معنی فراز کرد

ای کبک خوش خرام کجا میروی بناز
غره مشو که گربه عابد نماز کرد

فردا که پیشگاه حقیقت شود پدید
شرمنده رهروی که نظر بر مجاز کرد

حافظ مکن ملامت رندان که در ازل
ما را خدا از زهد و ریا بی نیاز کرد

صوفی ار باده باندازه خورد نوشش باد
ورنه اندیشه این کار فراموشش باد

آنکه یک جرعه می از دست تواند دادن
دست با شاهد مقصود در آغوشش باد

ایستان شاهسوارانه خوش و خرم گرد کو
بسته شد بند قبا و علم و دوشش باد

نرگسِ مستِ نوازش کنِ مردم دارش
خونِ عاشق بخورد گر بقدح نوشش باد
چشمم از آینه دارانِ خط و خالش گشت
لبم از بوسه ربایانِ بر و دوشش باد
گرچه از کبر سخن با منِ درویش نکرد
جان فدای شکرین پستهٔ خاموشش باد
شاهِ ترکان سخنِ مدعیان می‌شنود
شرمی از مظلمهٔ خونِ سیاوشش باد
پیرِ ما گفت خطا بر قلمِ صنع نرفت
آفرین بر نظرِ پاکِ خطا پوشش باد
بغلامی تو مشهورِ جهان شد حافظ
حلقهٔ بندگیِ زلفِ تو در گوشش باد

صبا وقتِ سحر بوئے ز زلفِ یار می‌آورد
دلِ شوریدهٔ ما را ز نو در کار می‌آورد
ز رشکت تارِ زلفِ یار بر بادِ سحر میداد
صبا هر نافهٔ مشکی که از تاتار می‌آورد
فروغِ ماه میدیدم ز بامِ قصرِ او روشن
که روی از شرمِ او خورشید بر دیوار می‌آورد
عفی الله چینِ ابرویش اگرچه ناتوانم کرد
برحمت هم پیامے بر سرِ بیمار می‌آورد
سراسر بخششِ جانان طریقِ لطف و احسان بود
اگر تسبیح میفرمود اگر زنار می‌آورد
من آن شاخِ صنوبر را ز باغِ سینه بر کندم
که هر گل کز غمش بشکفت محنت بار می‌آورد
ز بیمِ غارتِ چشمش دلِ خونین رها کردم
ولے میریخت خون در ره بدین هنجار می‌آورد
خوش آن وقتی خوش آن ساعت که آن زلفش گره بگشود
بدزدیدے چنان دلها که خصم آزار می‌آورد

نه خوشتر زین ساعت خوش آن فرصت که از زلفش گره گیرش بتدبیر دل کارساز خصم آزاری آورد

بقول مطرب و ساقی برون رفتم گه و بیگه
کزان راه گران قاصد خبر دشوار می آورد

عجب میداشتم دیشب ز حافظ جام و پیمانه
ولی منعش نمیکردم که صوفی وار می آورد

صبا به تهنیت پیر میفروش آمد
که موسم طرب و عیش و ناز و نوش آمد

هوا مسیح نفس گشت و باد نافه گشا
درخت سبز شد و مرغ در خروش آمد

تنور لاله چنان برفروخت باد بهار
که غنچه غرق عرق گشت و گل بجوش آمد

بگوش هوش نیوش از من و بعشرت کوش
که این سخن سحر از هاتفم بگوش آمد

ز فکر تفرقه باز آی تا شوی مجموع
بحکم آنکه چو شد اهرمن سروش آمد

ز مرغ صبح ندانم که سوسن آزاد
چه گوش کرد که با ده زبان خموش آمد

چه جای صحبت نامحرم است مجلس انس
سر پیاله بپوشان که خرقه پوش آمد

بگویمت سخن خوش بیا و باده بنوش
که زاهد از پی یار رفت و باده نوش آمد

[illegible] کوکب معشوق ز [illegible] آغوش آمد

ز خانقاه بمیخانه میرود حافظ
مگر ز مستی زهد ریا بهوش آمد

طائر دولت اگر باز گذاری بکند
یار باز آید و با وصل قراری بکند

دیده را دستگه دُر و گهر گرچه نماند
بخورد خونے و تدبیر نثاری بکند

شهر خالیست ز عشاق مگر کز طرفے
دستے از غیب برون آید و کاری بکند
مردے
کس نیارد بر او دم زدن از قصهٔ ما
مگرش باد صبا گوش گزاری بکند
داده‌ام باز نظر را به تذروے پرواز
باز خواند مگرش بخت و شکاری بکند
کو کریمے که ز بزم طربش غمزدهٔ
جرعهٔ درکشد و دفع خماری بکند
یا وفا یا خبر وصل تو یا مرگ رقیب
بازی چرخ ازین یک دو سه کاری بکند
دوش گفتم بکند لعل لبش چارهٔ دل
هاتف غیب ندا داد که آری بکند
حافظا گر نروی از در او هم روزے
گذرے بر سرت از گوشه کناری بکند

عکس روے تو چو در آینهٔ جام افتاد
عارف از پرتو مے در طمع خام افتاد
جلوهٔ کرد رخش روز ازل زیر نقاب
عکسے از پرتو آن بر رخ افهام افتاد
این همه عکس مے و نقش مخالف که نمود
یک فروغ رخ ساقیست که در جام افتاد
غیرت عشق زبان همه خاصان ببرید
از کجا سر غمش در دهن عام افتاد
هر دمش با من دلسوخته لطفے دگرست
این گدا بین که چه شایستهٔ انعام افتاد
پاک بینی از نظر پاک بمقصود رسید
احول از چشم دو بین در طمع خام افتاد
زیر شمشیر غمش رقص کنان باید رفت
کانکه شد کشتهٔ او نیک سرانجام افتاد

در خم زلف تو آویخت دل از چاه زنخ
آه کز چاه برون آمد و در دام افتاد

آن شد ای خواجه که در صومعه بازم بینی
کار ما با رخ ساقی و لب جام افتاد

من ز مسجد بخرابات نه خود افتادم
اینم از روز ازل حاصل فرجام افتاد

چه کند کز پی دوران نرود چون پرگار
هر که در دایرهٔ گردش ایام افتاد

صوفیان جمله حریفند و نظرباز ولی
زین میان حافظ دلسوخته بدنام افتاد

عشقت نه سرسریست که از سر بدر شود
مهرت نه عارضیست که جای دگر شود

عشق تو در وجودم و مهر تو در دلم
باشیر در درون شد و با جان بدر شود

دردیست درد عشق که اندر علاج او
هر چند سعی بیش نمائی بتر شود

اول منم که در همه شهر سر شبی
فریاد من بگنبد افلاک بر شود

در ره آنکه من سرشک فشانم زنده رود
کشتی بعراق جمله بیکبار تر شود

ق
دی در میان زلف بدیدم رخ نگار
بر هیئتی که ابر محیط قمر شود

گفتم که ابتدا کنم از بوسه گفت نی
بگذار تا که ماه ز عقرب بدر شود

ای دل بیاد لعلش اگر باده میخوری
بگذار از آن که مدعیان را خبر شود

حافظ سر از لحد بدر آرد ببای بوس
گر خاک او بپای شما پی سپر شود

غلام نرگس مست تو تاجدارانند
خراب بادهٔ لعل تو هوشیارانند

ترا صبا و مرا آب دیده شد غماز
وگرنه عاشق و معشوق رازدارانند

بزیر زلف دوتا چون گذر کنی بنگر
که از یمین و یسارت چه بیقرارانند

گذار کن چو صبا بر بنفشه زار و ببین
که از تطاول زلفت چه سوگوارانند

رقیب در گذر و بیش ازین مکن نخوت
که ساکنان در دوست خاکسارانند

نصیب ماست بهشت ای خداشناس برو
که مستحق کرامت گناهکارانند

نه من بران گل عارض غزلسرایم و بس
که عندلیب تو از هر طرف هزارانند

تو دستگیر شو ای خضر پی خجسته که من
پیاده میروم و همرهان سوارانند

بیا بمیکده و چهره ارغوانی کن
مرو بصومعه کانجا سیاه کارانند

خلاص حافظ ازان زلف تابدار مباد
که بستگان کمند تو رستگارانند

قتل این خسته بشمشیر تو تقدیر نبود
ورنه هیچ از دل بیرحم تو تقصیر نبود

یارب آئینهٔ حسن تو چه جوهر دارد
که درو آه مرا قوت تاثیر نبود

سر ز حیرت بدر میکدها برکردم
چون شناسای تو در صومعه یک پیر نبود

من دیوانه چو زلف تو رها میکردم
هیچ لایقترم از حلقهٔ زنجیر نبود

نازنین تر ز قدت در چمن حسن نرست
خوشتر از نقش تو در عالم تصویر نبود
تا گر همچو صبا باز بزلف تو رسم
حاصلم دوش بجز ناله شبگیر نبود
آن کشیدم ز تو ای آتش هجران که چو شمع
جز فنای خودم از دست تو تدبیر نبود
آیتی بد ز عذاب اند حافظ بی تو
که بر هیچکسش حاجت تفسیر نبود

گر میفروش حاجت رندان روا کند
ایزد گنه ببخشد و دفع بلا کند
در کارخانه که ره علم و عقل نیست
وهم ضعیف رای فضولی چرا کند
مطرب بساز عود که کس بی اجل نمرد
وان کو نه این ترانه سراید خطا کند
گر رنج پیشت آید و گر راحت ای حکیم
نسبت مکن بغیر که اینها خدا کند
ما را که درد عشق و بلای خمار است
یا وصل دوست یا می صافی دوا کند
حقا که در زمان برسد مژده امان
گر سالکی بعهد امانت وفا کند
ساقی بجام عدل بده باده تا گدا
غیرت نیاورد که جهان پر بلا کند
جان رفت در سر می و حافظ بعشق سوخت
عیسی دمی کجاست که احیای ما کند

کلک مشکین تو روزی که ز ما یاد کند
ببرد اجر دو صد بنده که آزاد کند

قاصد حضرت سلمی که سلامت بادا
چه شود گر بسلامی دل ما شاد کند
یارب اندر دل آن خسرو شیرین انداز
که برحمت گذری بر سر فرهاد کند
حالیا عشوهٔ عشق تو ز بنیادم برد
تا دگرباره حکیمانه چه بنیاد کند
گوهر پاک تو از مدحت ما مستغنیست
فکر مشاطه چه با حسن خداداد کند
امتحان کن که بسی گنج مرادت بدهند
گر خرابی چو مرا لطف تو آباد کند
شاه را به بود از طاعت صدساله و زهد
قدر یک ساعته عمری که در او داد کند
ره نبردیم بمقصود خود اندر شیراز
خرم آن روز که حافظ ره بغداد کند

گفتم کیم دهان و لبت کامران کنند
گفتا بچشم هرچه تو گویی همان کنند
گفتم خراج مصر طلب میکند لبت
گفتا درین معامله کمتر زیان کنند
گفتم بنقطهٔ دهنت خود که برد راه
گفت این حکایتیست که با نکته دان کنند
گفتم صنم پرست مشو با صمد نشین
گفتا بکوی عشق هم این هم آن کنند
گفتم هوای میکده غم میبرد ز دل
گفتا خوش آن کسان که دلی شادمان کنند
گفتم شراب و خرقه نه آیین مذهبست
گفت این عمل بمذهب پیر مغان کنند
گفتم ز لعل نوش لبان پیر را چه سود
گفتا ببوسهٔ شکرینش جوان کنند

گفتم که خواجه کی بسر حجله میرود
گفت آن زمان که مشتری و مه قران کنند

گفتم دعای دولت تو ورد حافظ است
گفت این دعا ملائک هفت آسمان کنند

کسیکه حسن رخ دوست در نظر دارد
محقق ست که او حاصل بصر دارد

چو خامه بر خط فرمان او سر طاعت
نهاده ایم مگر او به تیغ بردارد

کسی بوصل تو چون شمع یافت پروانه
که زیر تیغ تو هر دم سری دگر دارد

بپای بوس تو دست کسی رسید که او
چو آستانه بدین در همیشه سر دارد

ز زهد خشک ملولم بیار باده ناب
که بوی باده دماغم مدام تر دارد

بزد رقیب تو روزی بسینه ام تیری
ز بسکه تیر تو گشته سینه بی سپر دارد

کسیکه از ره تقوی قدم برون ننهاد
بعزم میکده اکنون ره سفر دارد

زباده هیچت اگر نیست این نه بس که ترا
دمی ز وسوسه عقل بیخبر دارد

دل شکسته حافظ بخاک خواهد برد
چو لاله داغ هوائی که بر جگر دارد

گر من از باغ تو یک میوه بچینم چه شود
پیش پای بچراغ تو ببینم چه شود

یارب اندر کنف سایه آن سرو بلند
گر من سوخته یکدم بنشینم چه شود

آخر ای خاتم جمشید سلیمان آثار
گر فتد عکس تو بر لعل نگینم چه شود

زاهد شهر چو مهر ملک و شحنه گزید
من اگر مهر نگاری بگزینم چه شود

صرف شد عمر گرانمایه بمعشوقه و مے
تا ازانم چه به پیش آید ازینم چه شود

عقلم از خانه بدر رفت و اگر می اینست
دیدم از پیش که در خانهٔ دینم چه شود

[illegible]

منکه در کوی بتان منزل و ماوا دارم
گر دهی جائے بفردوس برینم چه شود

خواجه دانست که من عاشقم و هیچ نگفت
حافظ ار نیز بداند که چنینم چه شود

گداخت جان که شود کار دل تمام و نشد
بسوختیم درین آرزوے خام و نشد

فغان که در طلب گنج گوهر مقصود
شدم خراب جهانے ز غم تمام و نشد

دریغ و درد که در جستجوے گنج حضور
بسے شدم بگدائے بر کرام و نشد

بلابه گفت شبے میر مجلس تو شوم
شدم بمجلس او کمترین غلام و نشد

پیام کرد که خواهم نشست با رندان
بشد برندی و دردی کشیم نام و نشد

رواست در بر اگر می طپد کبوتر دل
که دید در ره خود پیچ و تاب دام و نشد

بکوے عشق منه بی دلیل راه قدم
که من بخویش نمودم صد اهتمام و نشد

بدان هوس که بمستی ببوسم آن لب لعل
چه خون که در دلم افتاد همچو جام و نشد

هزار حیله برانگیخت حافظ از سر مهر
بدان هوس که شود آن حریف رام و نشد

کی شعر تر انگیزد خاطر که حزین باشد
یک نکته درین معنی گفتیم و همین باشد
از لعل تو گر یابم انگشتری زنهار
صد ملک سلیمانم در زیر نگین باشد
غمناک نباید بود از طعن حسود ای دل
شاید که چو وابینی خیر تو درین باشد
هر کو نکند فهمی این کلک خیال انگیز
نقشش به حرام ار خود صورتگر چین باشد
جام می و خون دل هر یک به کسی دادند
در دایرهٔ قسمت اوضاع چنین باشد
در کار گلاب و گل حکم ازلی این بود
کان شاهد بازاری وین پرده‌نشین باشد

آن نیست که حافظ را مستی رود از خاطر
کاین سابقهٔ رندی تا روز پسین باشد

گل بی رخ یار خوش نباشد
بی باده بهار خوش نباشد
طرف چمن و هوای بستان
بی لاله عذار خوش نباشد
رقصیدن سرو و حالت گل
بی صوت هزار خوش نباشد
باغ و گل و مل خوش است لیکن
بی صحبت یار خوش نباشد
هر نقش که دست عقل بندد
بی نقش و نگار خوش نباشد

با یار شکرلب و گل اندام
بی بوس و کنار خوش نباشد

جان نقد محقرست حافظا
از بهر نثار خوش نباشد

گفتم غم تو دارم گفتا غمت سرآید
گفتم که ماه من شو گفتا اگر برآید

گفتم ز مهرورزان رسم وفا بیاموز
گفتا ز ماهرویان این کار کمتر آید

گفتم که بوی زلفت گمراه عالم کرد
گفتا تو بندگی کن کو بنده پرور آید

گفتم دل رحیمت کی عزم صلح دارد
گفتا مکش جفا را تا وقت آن برآید

گفتم که بر خیالت راه نظر ببندم
گفتا که شبرو ست این از راه دیگر آید

گفتم خوش آن هوائی کز باغ خلد خیزد
گفتا خنک نسیمی کز کوی دلبر آید

گفتم که نوش لعلت ما را بآرزو کشت
گفتا تو بندگی کن کان بنده پرور آید

گفتم زمان عشرت دیدی که چون سرآید
گفتا خموش حافظ کاین غصه هم سرآید

گوهر مخزن اسرار همان ست که بود
حقهٔ مهر بدان مهر و نشان ست که بود

از صبا پرس که ما را همه شب تا دم صبح
بوی زلف تو همان مونس جان ست که بود

طالب لعل و گهر نیست وگرنه خورشید
همچنان در عمل معدن و کان ست که بود

رنگ خون دل ما را که نهان کرد ظلمت … همچنان از لب لعل تو عیان است که بود
عاشقان بندهٔ ارباب امانت باشند … لاجرم چشم گهربار همان است که بود
کشتهٔ غمزهٔ خود را بزیارت می آے … زانکه بیچاره همان دل نگران است که بود
زلف هندوی تو گفتم که دگر ره نزند … سالها رفت و بدان سیرت و سان است که بود

حافظا باز نما قصهٔ خونابهٔ چشم
که درین چشمه همان آب روان است که بود

کنون که در چمن آمد گل از عدم بوجود … بنفشه در قدم او نهاد سر بسجود
بنوش جام صبوحی بنالهٔ دف و چنگ … ببوس غبغب ساقی بنغمهٔ نی و رود
بباغ تازه کن آیین دین زردشتی … کنون که لاله برافروخت آتش نمرود
ز دست شاهد سیمین عذار عیسی دم … شراب نوش و رها کن حدیث عاد و ثمود
جهان چو خلد برین شد بدور سوسن و گل … ولے چه سود که در وی نه ممکن است خلود
شد از فروغ ریاحین چو آسمان گلشن … زمین اختر میمون و طالع مسعود
چو گل سوار شود بر هوا سلیمان وار … سحر که مرغ در آید بنغمهٔ داود
بدور گل منشین بے شراب و شاهد و چنگ … که همچو دور بقا هفتهٔ بود معدود
بیار جام لبالب بیاد آصف عهد … وزیر ملک سلیمان عماد دین محمود

بود که مجلس حافظ بیمن تربیتش
هر آنچه می طلبد جمله باشدش موجود

گفتم که خطا کردی و تدبیر نه این بود
گفتا چه توان کرد که تقدیر چنین بود
گفتم که خدا داد مرادت بوصالش
گفتا که مرادم بوصالش نه همین بود
گفتم که قرین بدت افگند بدین روز
گفتا که مرا بخت بد خویش قرین بود
گفتم ز من ای ماه چرا مهر بریدی
گفتا که فلک با من بدمهر بکین بود
گفتم که بسی جام طرب خوردی ازین پیش
گفتا که شفا در قدح باز پسین بود
گفتم که تو ای عمر چرا زود برفتی
گفتا که فلانی چکنم عمر همین بود
گفتم که بسی خط خطا بر تو کشیدند
گفتا همه آن بود که بر لوح جبین بود
گفتم که نه وقت سفرت بود چنین زود
گفتا که گر مصلحت وقت چنین بود

گفتم که ز حافظ بچه علت شده دور
گفتا که همه وقت مرا داعیه این بود

گرچه بر واعظ شهر این سخن آسان نشود
تا ریا ورزد و سالوس مسلمان نشود
رندی آموز و کرم کن که نه چندان هنر است
حیوانی که ننوشد می و انسان نشود
گوهر پاک بباید که شود قابل فیض
ورنه هر سنگ و گلی لولو و مرجان نشود

اسم اعظم بکند کار خود ای دل خوش باش
که بتلبیس و حیل دیو مسلمان نشود

دردمندیکه کند درد نهان پیش طبیب
درد او سهل سبب قابل درمان نشود

عشق می ورزم و امید که این فن شریف
چون هنرهای دگر موجب حرمان نشود

دوش میگفت که فردا بدهم کام دلت
سببی ساز خدایا که پشیمان نشود

حسن خلقی ز خدا میطلبم روی ترا
تا دگر خاطر ما از تو پریشان نشود

هر که در پیش بتان از سر جان می لرزد
بی تکلف تن او لائق قربان نشود

ذره را تا نبود همت عالی حافظ
طالب چشمهٔ خورشید درخشان نشود

کارم ز دور چرخ بسامان نمیرسد
خون شد دلم ز درد و بدرمان نمیرسد

چون خاک راه پست شدم همچو باد و باز
تا آبروی نیست مرا نان نمیرسد

از دستبرد جور زمان اهل فضل را
این غصه بس که دست سوی جان نمیرسد

سیرم ز جان خود بدل راستان ولی
بیچاره را چه چاره که فرمان نمیرسد

تا صد هزار خار نمیروید از زمین
از گلبنی گلی بگلستان نمیرسد

یعقوب را دو دیده ز حسرت سفید شد
آوازهٔ ز مصر بکنعان نمیرسد

بی پاره ئی نمیکنم از هیچ استخوان
تا صد هزار زخم بدندان نمیرسد

از حشمت اهل جهل بکیوان رسیده اند
جز آه اهل فضل بکیوان نمیرسد
صوفی بشوی زنگ دل خود بآب می
زین شست و شوی خرقهٔ غفران نمیرسد
حافظ صبور باش که در راه عاشقی
هر کس که جان نداد بجانان نمیرسد

مرا برندی عشق آن فضول عیب کند
که اعتراض بر اسرار علم غیب کند
کمال صدق محبت ببین که نقص گناه
که هر که بی هنر افتد نظر بعیب کند
چنان زند ره اسلام غمزهٔ ساقی
که اجتناب ز صهبا مگر صهیب کند
ز عطر حور بهشت آن زمان برآید بوی
که خاک میکدهٔ ما عبیر جیب کند
کلید گنج سعادت قبول اهل دل است
مباد کس که درین نکته شک و ریب کند
شبان وادی ایمن گهی رسد بمراد
که چند سال بجان خدمت شعیب کند
ز دیده خون بچکاند فسانهٔ حافظ
چو یاد عهد شباب و زمان شیب کند

مژده ای دل که مسیحا نفسی می آید
کز انفاس خوشش بوی کسی می آید
از غم و درد مکن نالهٔ و فریاد که دوش
زده ام فالی و فریادرسی می آید
ز آتش وادی ایمن نه منم خرم و بس
موسی اینجا بامید قبسی می آید

هیچکس نیست که در کوی تواش کارے نیست
هر کس اینجا بامیدِ هوسے می آید
کس ندانست که منزلگهِ مقصود کجاست
این قدر هست که بانگِ جرسے می آید
جرعهٔ ده که بمیخانهٔ اربابِ کرم
هر حریفے ز پے ملتمسے می آید
خبرِ بلبلِ این باغ مپرسید که من
نالهٔ می شنوم کز قفسے می آید
دوست را گر سرِ پرسیدنِ بیمارِ غم ست
گو بیا خوش که هنوزش نفسے می آید

یار دارد سرِ صیدِ دلِ حافظ یاران
شاهبازے بشکارِ مگسے مے آید

مطربِ عشق عجب ساز و نوائے دارد
نقشِ هر پرده که زد راه بجائے دارد
عالم از نالهٔ عشاق مبادا خالی
که خوش آهنگ و فرح بخش نوائے دارد
پیرِ دردی کشِ ما گرچه ندارد زر و زور
خوش عطا بخش و خطاپوش خدائے دارد
از عدالت نبود دور گرش پرسد حال
پادشاهے که بهمسایه گدائے دارد
محترم دار دلم کاین مگسِ قندپرست
تا هواخواهِ تو شد فرِّ همائے دارد
اشکِ خونین بطبیبان نمودم گفتند
دردِ عشق ست و جگرسوز دوائے دارد
ستم از غمزه میاموز که در مذهبِ عشق
هر عمل اجرے و هر کرده جزائے دارد
نغز گفت آن بتِ ترسابچهٔ باده فروش
شادیِ روی کسے خور که صفائے دارد

خسروا حافظ درگاه نشین فاتحه خواند
وز زبان تو تمنّاے دعاے دارد

من و انکار شراب این چه حکایت باشد
غالبا این قدرم عقل کفایت باشد
من که شبها ره تقوی زده ام با دف و چنگ
این زمان سر بره آرم چه حکایت باشد
زاهد ار راه برندی نبرد معذورست
عشق کاریست که موقوف هدایت باشد
تا بغایت ره میخانه نمیدانستم
ورنه مستوری ما تا بچه غایت باشد
بنده پیر مغانم که ز جهلم برهاند
پیر ما هر چه کند عین عنایت باشد
زاهد و عجب و نماز و من و مستی و نیاز
تا خود او را ز میان با که عنایت باشد
دوش ازین غصه نخفتم که حکیمی میگفت
حافظ ار باده خورد جای شکایت باشد

مسلمانان مرا وقتی دلی بود
که با وی گفتمی گر مشکلی بود
دلی همدرد و یاری مصلحت بین
که استظهار هر اهل دلی بود
بگردابی چو می افتادم از غم
بتدبیرش امید ساحلی بود
ز من ضائع شد اندر کوی جانان
چه دامنگیر یا رب منزلی بود
بحال این پریشان رحمت آمد
که وقتی کاروان کاملی بود

مرا تا عشق تعلیم سخن کرد
حدیثم نکته هر محفلے بود
هنر بے عیب حرمان بُود لیکن
بیت
ز من محروم‌تر کی سائلے بود
سرشکم در طلب دریا فشانید
ولے از وصل او بی حاصلے بود

مگو دیگر که حافظ نکته دانست
که ما دیدیم محکم غافلے بود

معاشران ز حریف شبانه یاد آرید
حقوق بندگی مخلصانه یاد آرید
چو در میان مراد آورید دست امید
ز عهد صحبت ما در میانه یاد آرید
چو عکس باده کند جلوه در رخ ساقی
ز عاشقان به سرود و ترانه یاد آرید
به وقت سرخوشی از آه و ناله عشاق
به صوت نغمه چنگ و چغانه یاد آرید
نمیخورید زمانے غم وفاداران
ز بیوفایی دور زمانه یاد آرید
سمند دولت اگر تند و سرکشست ولی
ز همرهان به سر تازیانه یاد آرید

به وقت مرحمت ای ساکنان صدر جلال
ز روی حافظ و آن آستانه یاد آرید

من و صلاح و سلامت کس این گمان نبرد
که کس به رند خرابات ظن آن نبرد
من این مرقع پشمینه بهر آن دارم
که زیر خرقه کشم می کس این گمان نبرد

مباش غرّه بعلم و عمل فقیه زمان	که هیچکس ز قضای خدای جان نبرد
مشو فریفته رنگ و بوی قدح در کش	که زنگ غم ز دلت جز می مغان نبرد
اگرچه دیده بود پاسبان تو ای گل	بهوش باش که نقد تو پاسبان نبرد

سخن بنزد سخندان ادا مکن حافظ
که تحفه کس دُر و گوهر ببحر و کان نبرد

مرا می دگر باره از دست برد	بمن باز آورد می دستبرد
هزار آفرین بر می سرخ باد	که از روی ما رنگ زردی ببرد
بنازم بدستی که انگور چید	مریزاد پایی که در هم فشرد
برو زاهدا خورده بر من مگیر	که کار خدائی نه کاریست خرد
مرا از ازل عشق شد سرنوشت	قضای نبشته نشاید سترد
مزن دم ز حکمت که در وقت مرگ	ارسطو دهد جان چو بیچاره گرد
مکن رنج بیهوده خرسند باش	قناعت کن اینست اطلس حق برد
چنان زندگانی کن اندر جهان	که چون مرده باشی نگویند مرد

شود مست وحدت ز جام الست
هر آنکو چو حافظ می صاف خورد

دل

مرا مهر سیه‌چشمان ز سر بیرون نخواهد شد
قضای آسمان است این و دیگرگون نخواهد شد

مرا روز ازل کاری بجز رندی نفرمودند
هر آن قسمت که آنجا شد کم و افزون نخواهد شد

مجال من همین باشد که پنهان مهر او ورزم
کنار و بوس و آغوشش چه گویم چون نخواهد شد

شراب لعل و جای امن و یار مهربان ساقی
دلا کی به شود کارت اگر اکنون نخواهد شد

بیا تا دست بستانان با بانگ چنگ نوشیم
که ساز شرع زین افسانه بی قانون نخواهد شد

شبی مجنون بلیلی گفت کای محبوب بی‌همتا
ترا عاشق شود پیدا ولی مجنون نخواهد شد

رقیب آزارها فرمود و جای آشتی نگذاشت
مگر آه سحرخیزان سوی گردون نخواهد شد

بیا تا دست صافیت راز دهر بنمایم
که کار عشق ازین افسانه افزون نخواهد شد

مشوی ای دیده نقش غم ز لوح سینهٔ حافظ
که زخم تیغ دلدارست و رنگ خون نخواهد شد

معاشران گره از زلف یار باز کنید
شبی خوش است بدین قصه‌اش دراز کنید

حضور مجلس انس است و دوستان جمع‌اند
وان یکاد بخوانید و در فراز کنید

رباب و چنگ به بانگ بلند می‌گویند
که گوش هوش به پیغام اهل راز کنید

هر آن کسی که درین حلقه نیست زنده به عشق
برو نمرده به فتوای من نماز کنید

میان عاشق و معشوق فرق بسیار است
چو یار ناز نماید شما نیاز کنید

بجانِ دوست که غم پردهٔ شما ندرد
گر اعتماد بر الطاف کارساز کنید
نخست موعظهٔ پیر میفروش اینست
که از معاشر ناجنس احتراز کنید

اگر طلب کند انعامی از شما حافظ
حوالتش به لب یار دلنواز کنید

مرا وصل تو گر زانکه دسترس باشد
دگر ز طالع خویشم چه ملتمس باشد
اگر بهر دو جهان یکنفس زنم با دوست
مرا ز هر دو جهان حاصل آن نفس باشد
بر آستان تو غوغای عاشقان چه عجب
که هر کجا شکرستان بود مگس باشد
ره خلاص کجا باشد آن غریقی را
که سیل محنت عشقش ز پیش و پس باشد
چه حاجتست بشمشیر قتل عاشق را
که نیم جان مرا یک کرشمه بس باشد
هزار بار شود آشنا و دیگر بار
مرا ببیند و گوید که این چه کس باشد
ازین سبب که مرا دست همتم کوتاهست
کجا بسرو بلند تو دسترس باشد

چو هست بادهٔ رنگین و صحبت جانان
مدام حافظ بیدل درین هوس باشد

میزنم هر نفس از دست فراقت فریاد
آه اگر نالهٔ زارم نرساند بتو باد
چکنم گر نکنم ناله و فریاد و فغان
کز فراق تو چنانم که بد اندیش مباد

روز و شب با غصه و خون میخورم و چون نخورم
چون ز دیدار تو دورم به چه باشم دلشاد
تا تو از چشم من سوخته دل دور شدی
ای صبا چشمهٔ خونین که دل از دیده گشاد
از بن هر مژه صد قطرهٔ خون بیش چکید
خون برآورد دل از دست فراقت فریاد

[illegible]

حافظا دل شده مستغرق یاد شب و روز
تو ازین بندهٔ دل خسته بکلی آزاد

مژده ای دل که دگر باد صبا باز آمد
هدهد خوش خبر از طرف سبا باز آمد
برکش ای مرغ سحر نغمهٔ داودی را
که سلیمان گل از طرف هوا باز آمد
لاله بوی می نوشین بشنید از دم صبح
داغ دل بود به امید دوا باز آمد
عارفی کو که کند فهم زبان سوسن
تا بپرسد که چرا رفت و چرا باز آمد
مردمی کرد و کرم بخت خدا دادهٔ من
کان بت سنگدل از راه وفا باز آمد
چشم من از پی این قافله بس آه کشید
تا بگوش دلم آواز درا باز آمد

گرچه با عهد شکستیم و گنه حافظ کرد
لطف او بین که به صلح از در ما باز آمد

نقدها را بود آیا که عیاری گیرند
تا همه صومعه داران پی کاری گیرند
مصلحت دید من آنست که یاران همه کار
بگذارند و خم طرهٔ یاری گیرند

خوش گرفتند حریفان سرِ زلفِ ساقی
گر فلکشان بگذارد که قرارے گیرند

یا رب این بچه ترکان چه دلیرند بخون
که به تیر مژه هر لحظه شکارے گیرند

رقص بر شعرِ تر و نالهٔ نے خوش باشد
خاصه رقصے که در و دستِ نگارے گیرند

قوتِ بازوے پرهیز بخوبان مفروش
که درین خیل حصارے بسوارے گیرند

زاغ چون شرم ندارد که نهد پا بر گل
بلبلان را سزد ار دامنِ خارے گیرند

تا کند اهلِ نظر خاکِ رهت کحلِ بصر
عمرها شد که سرِ راهگذارے گیرند

حافظ ابناے زمان را غمِ مسکینان نیست
زان میان گر بتوان به که کنارے گیرند

نفس برآمد و کام از تو بر نمی آید
ج
فغان که بختِ من از خواب بر نمی آید

درین خیال بسر شد زمانِ عمر و هنوز
بلائے زلفِ سیاهت بسر نمی آید

مقیمِ زلفِ تو شد دل که خوش سوادے دید
وزان غریبِ بلاکش خبر نمی آید

قدِ بلندِ ترا تا به بر نمے گیرم
درختِ بختِ مرادم ببر نمی آید

ز شستِ صدق گشادم هزار تیرِ دعا
ازان میانه یکے کارگر نمی آید

کمینه شرطِ وفا ترکِ سر بود حافظا
برو اگر ز تو این کار بر نمے آید

نه هر که چهره برافروخت دلبری داند
نه هر که آینه سازد سکندری داند
نه هر که طرف کله کج نهاد و تند نشست
کلاه داری و آیین سروری داند
هزار نکته باریکتر ز مو اینجاست
نه هر که سر بتراشد قلندری داند
در آب دیده خود غرقه‌ام چه چاره کنم
که در محیط نه هر کس شناوری داند
غلام همت آن رند عافیت سوزم
که در گدا صفتی کیمیا گری داند
سواد نقطه بینش ز خال تست مرا
که قدر گوهر یکدانه گوهری داند
بباختم دل دیوانه و ندانستم
که آدمی بچه‌ای شیوه پری داند
بقد و چهره هر آنکس که شاه خوبان شد
جهان بگیرد اگر دادگستری داند
وفا و عهد نکو باشد ار بیاموزی
دگر نه هر که تو بینی ستمگری داند
تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن
که دوست خود روش بنده پروری داند [illegible]

ز شعر دلکش حافظ کسی شود آگاه
که لطف طبع و سخن گفتن دری داند

نیست در شهر نگاری که دل ما ببرد
بختم ار یار شود رختم ازینجا ببرد
کو حریفی کش سرمست که پیش کرمش
عاشق سوخته دل نام تمنا ببرد
در خیال این همه لعبت بهوس می‌بازم
بو که صاحب نظری نام تماشا ببرد

راه عشق ار چه کمینگاه کمانداران است
هر که دانسته رود صرفه ز اعدا ببرد

سحر با معجزهٔ پهلو نزند دل خوش دار
سامری کیست که دست از ید بیضا ببرد

جام مینائی می سد ره تنگدلیست
منه از دست که سیل غمت از جا ببرد

باغبانا ز خزان بیخبرت می‌بینم
آه از آن روز که بادت گل رعنا ببرد

رهزن دهر نخفته است مشو ایمن از او
اگر امروز نبرده است که فردا ببرد

بانگ گاوی چه صدا باز دهد عشوه مخر
کی سها عکس ز خورشید مصفا ببرد

علم و فضلی که بچل سال دلم جمع آورد
ترسم آن نرگس مستانه بیغما ببرد

حافظ ار جان طلبد نرگس مستانهٔ او
خانه از غیر بپرداز و بهل تا ببرد

نفس باد صبا مشک‌فشان خواهد شد
عالم پیر دگر باره جوان خواهد شد

ارغوان جام عقیقی بسمن خواهد داد
چشم نرگس بشقایق نگران خواهد شد

گل عزیز است غنیمت شمریدش صحبت
که بباغ آمد ازین راه و از آن خواهد شد

این تطاول که کشید از غم هجران بلبل
تا سراپردهٔ گل نعره‌زنان خواهد شد

ای دل ار عشرت امروز بفردا فکنی
مایهٔ نقد بقا را که ضمان خواهد شد

ماه شعبان منه از دست قدح کاین خورشید
از نظر تا شب عید رمضان خواهد شد

مطربا مجلس انس است غزلخوان و سرود
چند گوئی که چنین رفت و چنان خواهد شد
گر ز مسجد بخرابات شدم عیب مکن
مجلس وعظ درازست و زمان خواهد شد

حافظا از بهر تو آمد سوی اقلیم وجود
قدمی نه بوداعش که روان خواهد شد

نقد صوفی نه همه صافی بیغش باشد
ای بسا خرقه که مستوجب آتش باشد
صوفی ما که ز ورد سحری مست شدی
شامگاهش نگران باش که سرخوش باشد
خوش بود گر محک تجربه آید بمیان
تا سیه روی شود هر که در و غش باشد
ناز پرورد تنعم نبرد راه بدوست
عاشقی شیوهٔ رندان بلاکش باشد
خط ساقی گر ازین گونه زند نقش بر آب
ای بسا رخ که بخونابه منقش باشد
غم دنیای دنی چند خوری باده بخور
حیف باشد دل دانا که مشوش باشد

دلق و سجادهٔ حافظ ببرد باده فروش
گر شرابش از کف آن ساقی مهوش باشد

نسبت رویت اگر با ماه و پروین کرده اند
صورت نادیده تشبیهی بتخمین کرده اند
شمهٔ از داستان عشق شورانگیز ماست
این حکایتها که از فرهاد و شیرین کرده اند
نکهت جانبخش دارد خاک کوی گلرخان
عارفان زانجا مشام عقل مشکین کرده اند

خاکیان بی بهره اند از جرعهٔ کاس الکرام
این تطاول بین که با عشاق مسکین کرده اند
شهپر زاغ و زغن زیبای صید و قید نیست
کاین کرامت همرهٔ شهباز و شاهین کرده اند
ساقیا می ده که با حکم ازل تدبیر نیست
قابل تغییر نبود آنچه تعیین کرده اند
از خرد بیگانه شو چون جانش اندر بر کش
دختر رز را که نقد عقل کابین کرده اند
در سفالین کاسهٔ رندان بخواری منگرید
کاین حریفان خدمت جام جهان بین کرده اند
تیر مژگان دراز و غمزهٔ جادو نکرد
آنچه آن زلف دراز و خال مشکین کرده اند
یک شکر انعام ما بود و لبت رخصت نداد
هم تو انصافش بده شیرین لبان این کرده اند
شاهدان از آتش رخسار رنگین صبحدم
زاهدان را رخنها اندر دل و دین کرده اند
شعر حافظ را که یکسر مدح احسان شماست
هر کجا بشنیده اند از لطف تحسین کرده اند

واعظان کاین جلوه بر محراب و منبر میکنند
چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند
مشکلی دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
توبه فرمایان چرا خود توبه کمتر میکنند
گوئیا باور نمیدارند روز داوری
کاین همه قلب و دغل در کار داور میکنند
یا رب این نودولتان را بر خر خودشان نشان
کاین همه ناز از غلام ترک و استر میکنند
بندهٔ پیر خراباتم که درویشان او
گنج را از بی نیازی خاک بر سر میکنند

ای گدای خانقه بازآ که در دیر مغان   میدهند آبی و دلها را توانگر میکنند
حسن بی پایان او چندانکه عاشق میکشد   زمرهٔ دیگر بعشق از غیب سر بر میکنند
خانه خالی کن دلا تا منزل جانان شود   کین هوسناکان دل و جان جای دیگر میکنند
آه آه از دست صرافان گوهرناشناس   هر زمان خرمهره را با دُر برابر میکنند
بر در میخانهٔ عشق ای ملک تسبیح گوی   کاندر آنجا طینت آدم مخمّر میکنند

صبحدم از عرش می آمد خروشی بازگفت
قدسیان گویی که شعر حافظ از بر میکنند

هر که شد محرم دل در حرم یار بماند   وانکه این کار ندانست دران کار بماند
اگر از پرده برون شد دل من عیب مکن   شکر ایزد که نه در پردهٔ پندار بماند
صوفیان واستدند از گرو می همه رخت   خرقهٔ ماست که در خانهٔ خمّار بماند
خرقه‌پوشان دگر مست گذشتند و گذشت   قصهٔ ماست که در هر سر بازار بماند
داشتم دلقی و صد عیب مرا می پوشید   خرقه رهن می و مطرب شد و زنار بماند
از صدای سخن عشق ندیدم خوشتر   یادگاری که درین گنبد دوّار بماند
هر می لعل کزان جام بلورین ستدم   آب حسرت شد و در چشم گهربار بماند
جز دلم کو ز ازل تا بابد عاشق اوست   جاودان کس نشنیدیم که درین کار بماند

گشت بیمار که چون چشم تو گردد نرگس
شیوهٔ آن نشدش حاصل و بیمار بماند

بر جمال تو چنان صورت چین حیران شد
که حدیثش همه جا در در و دیوار بماند

بتماشاگه زلفش دل حافظ روزی
شد که باز آید و جاوید گرفتار بماند

هر آنکو خاطر مجموع و یار نازنین دارد
سعادت همدم او گشت و دولت همقرین دارد

جناب عشق را درگه بسی بالاتر از عقل است
کسی آن آستان بوسد که جان در آستین دارد

بخواری منگر ای منعم ضعیفان و فقیران را
که صدر مسند عزت فقیر ره‌نشین دارد

دهان تنگ شیرینش مگر مهر سلیمان است
که نقش خاتم لعلش جهان زیر نگین دارد

چو بر روی زمین باشی توانائی غنیمت دان
که دوران ناتوانیها بسی زیر زمین دارد

بلاگردان جان و دل دعای مستمندان است
که بیند خیر از آن خرمن که ننگ از خوشه‌چین دارد

صبا از عشق من رمزی بگو با آن شه خوبان
که صد جمشید و کیخسرو غلام کمترین دارد

لب لعل و خط مشکین چو آنش هست و اینش نیست
بنازم دلبر خود را که حسنش آن و این دارد

اگر گوید نمیخواهم چو حافظ بندهٔ مفلس
بگوییدش که سلطانی گدای ره‌نشین دارد

هر آنکه جانب اهل وفا نگه دارد
خداش در همه حال از بلا نگه دارد

گرت هواست که معشوق نگسلد پیوند
نگاه دار سر رشته تا نگه دارد

حدیث دوست نگویم مگر بحضرت دوست
که آشنا سخن آشنا نگه دارد

سر و زر و دل و جانم فدای آن محبوب
که حق صحبت مهر و وفا نگه دارد

دلا معاش چنان کن که گر بلغزد پای
فرشته‌ات بدو دست دعا نگه دارد

نگه نداشت دل ما و جای رنجش نیست
ز دست بنده چه خیزد خدا نگه دارد

صبا در آن سر زلف ار دل مرا بینی
ز روی لطف بگویش که جا نگه دارد

غبار راهگذارت کجاست تا حافظ
بیادگار نسیم صبا نگه دارد

همای اوج سعادت بدام ما افتد
اگر ترا گذری بر مقام ما افتد

حباب وار براندازم از نشاط کلاه
اگر ز روی تو عکسی بجام ما افتد

ببارگاه تو چون باد را نباشد راه
کی اتفاق مجال سلام ما افتد

چو جان فدای لبت شد خیال می‌بستم
که قطره‌ای ز زلالت بکام ما افتد

خیال زلف تو گفتا که جان وسیله مساز
کزین شکار فراوان بدام ما افتد

ملوک را چو ره خاک بوس این در نیست
کی التفات جواب سلام ما افتد

بناامیدی ازین در مرو بزن فالی
بود که قرعه دولت بنام ما افتد

شبی که ماه مراد از افق طلوع کند
بود که پرتو نوری ببام ما افتد

ز خاک کوی تو هرگه که دم زند حافظ
نسیم گلشن جان در مشام ما افتد

هر کرا با خط سبزت سر سودا باشد
پای ازین دایره بیرون ننهد تا باشد
در قیامت که سر از خاک لحد برگیرم
داغ سودای توام سرّ سویدا باشد
ظل ممدود خم زلف توام بر سر زد
کاندرین سایه قرار دل شیدا باشد
چون دل من شد از چه برون آی و درآی
که دگر باره ملاقات نه پیدا باشد
تا کی ای دُرّ گرانمایه روا خواهی داشت
کز غمت دیده مردم همه دریا باشد
از بن هر مژه‌ام آب روانست بیا
اگرت میل لب جوی و تماشا باشد

[illegible]

چشمت از ناز به حافظ نکند میل آری
سرگرانی صفت نرگس شهلا باشد

هرگزم مهر تو از لوح دل و جان نرود
هرگز از یاد من آن سرو خرامان نرود
آن چنان مهر توام در دل و جان جای گرفت
که گرم سر برود مهر تو از جان نرود
از دماغ من سرگشته خیال رخ دوست
بجفای فلک و غصه دوران نرود
آنچه از بار غمت بر دل مسکین نشست
برود دل ز من و از دل من آن نرود

در ازل بست دلم با سر زلفت پیوند
تا ابد سر نکشد وز سر پیمان نرود
گر رود از پی خوبان دل من معذور است
درد دارد چه کند کز پی درمان نرود
هر که خواهد که چو حافظ نشود سرگردان
دل بخوبان ندهد در پی ایشان نرود

هوس باد بهارم بسوی صحرا برد
باد بوی تو بیاورد و قرار از ما برد
هر کجا بود دلی چشم تو برد از راهش
نه دل خسته بیمار مرا تنها برد
جام می دی ز لبت همره جان بخشی زد
آبرو از لب جان بخش روان بخشا برد
راه با غمزه آن ترک کمان ابرو زد
رخت ما هم زد و آن مست سیه یغما برد
دل سنگین ترا اشک من آورد به راه
سنگ را سیل تواند به دریا برد
بحث بلبل بر حافظ مکن از خوشنفسی
پیش طوطی نتوان نام هزار آوا برد

یاد باد آنکه نهانت نظری با ما بود
رقم مهر تو بر چهره ما پیدا بود
یاد باد آنکه چو چشمت بعتابم می‌کشت
معجز عیسویت در لب شکرخا بود
یاد باد آنکه مه من چو کله بشکستی
در رکابش مه نو پیک جهان پیما بود
یاد باد آنکه رخت شمع طرب افروختی
وین دل سوخته پروانه بی پروا بود

یاد باد آنکه چو یاقوت قدح خنده زدی   در میان من و لعل تو حکایتها بود
یاد باد آنکه در آن بزمگه خلق و ادب   آنکه او خنده مستانه زدی صهبا بود
یاد باد آنکه صبوحی زده در مجلس انس   جز من و یار نبودیم و خدا با ما بود
یاد باد آنکه خرابات نشین بودم و مست   آنچه در مجلسم امروز کم است آنجا بود
یاد باد آنکه باصلاح شما میشد راست   نظم هر گوهر ناسفته که حافظ را بود

یاد باد آنکه سر کوی توام منزل بود   دیده را روشنی از خاک درت حاصل بود
راست چون سوسن و گل از اثر صحبت پاک   بر زبان بود مرا آنچه ترا در دل بود
دل چو از پیر خرد نقد معانی می جست   عشق میگفت بشرح آنکه برو مشکل بود
آه ازین جور و تطاول که درین دامگه است   وای زان عیش و تنعم که در آن منزل بود
در دلم بود که بی دوست نباشم هرگز   چه توان کرد که سعی من و دل باطل بود
دوش بر یاد حریفان بخرابات شدم   خم می دیدم خون در دل و پا در گل بود
بس بگشتم که بپرسم سبب درد فراق   مفتی عقل درین مسئله لایعقل بود
راستی خاتم فیروزه بواسحاقی   خوش درخشید ولی دولت مستعجل بود
دیدی آن قهقهه کبک خرامان حافظ   که ز سرپنجه شاهین قضا غافل بود

یاری اندر کس نمی‌بینیم یاران را چه شد
دوستی کی آخر آمد دوستداران را چه شد
آب حیوان تیره گون شد خضر فرخ پی کجاست
خون چکید از شاخ گل باد بهاران را چه شد
صد هزاران گل شکفت و بانگ مرغی برنخاست
عندلیبان را چه پیش آمد هزاران را چه شد
لعلی از کان مروت برنیامد سالهاست
تابش خورشید و سعی باد و باران را چه شد
زهره سازی خوش نمی‌سازد مگر عودش بسوخت
کس ندارد ذوق مستی میگساران را چه شد
کس نمی‌گوید که یاری داشت حق دوستی
حق شناسان را چه حال افتاد یاران را چه شد
گوی توفیق و کرامت در میان افکنده‌اند
کس بمیدان رو نمی‌آرد سواران را چه شد
حافظا اسرار الهی کس نمیداند خموش
از که می‌پرسی که دور روزگاران را چه شد

یک دو جامم دی سحرگه اتفاق افتاده بود
وز لب ساقی شرابم در مذاق افتاده بود
از سر مستی دگر با شاهد عهد شباب
رجعتی می‌خواستم لیکن طلاق افتاده بود
نقش می‌بستم که گیرم بوسه‌ای زان چشم مست
طاقت و صبر از خم ابروش طاق افتاده بود
ساقیا جام دمادم ده که در سیر طریق
هر که عاشق وش نباشد در نفاق افتاده بود
ای معبر مژده‌ای فرما که دوشم آفتاب
در شکر خواب صبوحی هم وثاق افتاده بود
در مقامات طریقت هر کجا کردیم سیر
عافیت را با نظربازی فراق افتاده بود

گر نبودی شاه یحیی نصرة الدین از کرم
[illegible]
کار ملک و دین ز نظم و اتفاق افتاده بود

حافظ آن ساعت کاین نظم پریشان می‌نوشت
طائر شوقش بدام اشتیاق افتاده بود

یارم چو قدح بدست گیرد
بازار بتان شکست گیرد

در بحر فتاده‌ام چو ماهی
تا یار مرا بشست گیرد

در پاش فتاده‌ام بزاری
آیا بود آنکه دست گیرد

هر کس که بدید چشم او گفتا
کو محتسبی که مست گیرد

خرم دل آنکه همچو حافظ
جامی ز می الست گیرد

بنویس دلا بیار کاغذ
بفرست بآن نگار کاغذ

ای باد صبا بر آن شوخ
از عاشق بیقرار کاغذ

هرگز ننوشت او جوابی
گر بنویسم هزار کاغذ

تا نام تو نقش شد بر او نامه
بر صفحه روزگار کاغذ

بنویس ز روی مهربانی
بر حافظ دلفگار کاغذ

الا ای طوطی گویای اسرار — مبادا خالیت شکر ز منقار
سرت سبز و دلت خوش باد جاوید — که خوش نقشی نمودی از خط یار
سخن سربسته گفتی با حریفان — خدا را زین معما پرده بردار
به روی ما زن از ساغر گلابی — که خواب آلوده‌ایم ای بخت بیدار
چه ره بود اینکه زد در پرده مطرب — که می‌رقصند با هم مست و هشیار
از آن افیون که ساقی در می افکند — حریفان را نه سر ماند و دستار
زر و چیزی به نقدی کاشناست — چو نبود پیش عشق کیمیاکار
سکندر را نمی‌بخشند آبی — به زور و زر میسر نیست این کار
بیا و حال اهل درد بشنو — به لفظ اندک و معنی بسیار
به مستوران مگو اسرار مستی — حدیث جان مپرس از نقش دیوار
بت چینی عدوی دین و دلهاست — خداوندا دل و دینم نگهدار
خداوندی به جای بندگان کرد — خداوندا ز آفاتش نگهدار

به یمن دولت منصور شاهی
علم شد حافظ اندر نظم اشعار

سحر باد مشکین بگذر به سوی آن نگار — با شانه گره ز زلفش بگشای بمن بیار

باد و بگو که ای مه نامهربان من
باز آ که عاشقان تو مردند ز انتظار
دل داده ایم و دست ز جان شسته ایم
بر ما جفا و جور بیش از طاقت روا مدار
کردی چه روزگار فراموش عهد را
زنهار عهد یار وفادار گوش دار
ای دل بساز با غم هجران و صبر کن
ای دیده در فراق ازین بیش خون مبار
باری مثال دوست ز پیش نظر مشو
چون بر وصال یار نداریم اختیار

حافظ تو تا به کی غم مال جهان خوری
بیا ز عیش [illegible] که جهان نیست پایدار

ای بنده کوی حسن تو خوبان روزگار
قدت بد راستی چو سهی سرو جویبار
الحق وجود نقش نشان دهان تو
موهوم نقطه است دهانت نهان شد آشکار
یاد دلم [illegible] خط و زلف و خال تو
از دست هجر تا چه کشید این دل فگار
بادا هزار جان و تن اگر باید از من ست
دانم سیاه شد [illegible] روزگار
عشقت نشد چو در سر دل خانه گیر شد
زین درد اگر به [illegible] آیم با صد هزار
کز سر رود نه پیش نهد او سر میکشد مرنج
عقل و طویل را نبود هیچ اعتبار

شهید به بلای تو حافظ کنون چه باجشا
در شهر شده ز غمت دلش افتاده مرده وار

ای خرم از فروغ رخت لاله زار عمر
باز آ که ریخت بی گل رویت بهار عمر

از دیده گر سرشک چو باران رود رواست
کاندر غمت چو برق بشد روزگار عمر

بی عمر زنده ام من زین پس عجب مدار
روز فراق را که نهد در شمار عمر

اندیشه از محیط فنا نیست هر که را
بر نقطهٔ دهان تو باشد مدار عمر

در هر طرف ز خیل حوادث کمینگهیست
زان رو عنان گسسته دواند سوار عمر

این یک دو دم که دولت دیدار ممکن است
دریاب کار دل که نه پیداست کار عمر

تا کی می صبوح و شکر خواب بامداد
بیدار گرد هان که نماند اختیار عمر

دی در گذار بود و نظر سوی ما نکرد
بیچاره دل که هیچ ندید از گذار عمر

حافظ سخن بگوی که در صفحهٔ جهان
این نقش ماند از قلمت یادگار عمر

ای صبا نکهتی از خاک در یار بیار
ببر اندوه دل و مژدهٔ دلدار بیار

نکتهٔ روح فزا از دهن یار بگوی
نامهٔ خوش خبر از عالم اسرار بیار

تا معطر کنم از لطف نسیم تو مشام
شمهٔ از نفحات نفس یار بیار

بوفای تو که خاک ره آن یار عزیز
بی غباری که پدید آید از اغیار بیار

روزگاریست که دل چهرهٔ مقصود ندید
ساقیا این قدح آینه کردار بیار

۵۱ گر رسی از رهگذر دوست بکوی رقیب
بهر آسایش این دیدهٔ خونبار بیار
دل دیوانه ز زنجیر همی آید باز
حلقه از خم خم آن طرهٔ طرار بیار
خامی ما و دلی شیوهٔ جانبازان نیست
خبری از بر آن دلبر عیار بیار
شکر آن را که تو در عشرتی ای مرغ چمن
باسیران قفس مژدهٔ گلزار بیار
کام جان تلخ شد از صبر که کردم بی دوست
عشوه زان لب شیرین شکربار بیار

دلق حافظ بچه ارزد به میش رنگین کن
وانگهش مست و خراب از سر بازار بیار

ای صبا نکهتی از کوی فلانی بمن آر
زار و بیمار غمم راحت جانی بمن آر
قلب بیحاصل ما را بزن اکسیر مراد
یعنی از خاک در دوست نشانی بمن آر
در کمینگاه نظر با دل خویشم جنگ است
ز ابرو و غمزهٔ او تیر و کمانی بمن آر
در غریبی و فراق و غم دل پیر شده
ساغر می ز کف تازه جوانی بمن آر
منکران را هم ازین می دو سه ساغر بچشان
وگر ایشان نستانند روانی بمن آر
ساقیا عشرت امروز بفردا مفکن
یا ز دیوان قضا خط امانی بمن آر

دلم از پرده بشد دوش که حافظ میگفت
ای صبا نکهتی از کوی فلانی بمن آر

دلا چندم بریزی خون ز دیده شرم دار آخر
تو نیز ای دیده خوابی کن مراد دل برآر آخر
منم یارب که جانان را ز ساعد بوسه می‌چینم
دعای صبحدم دیدی که چون آمد بکار آخر
چو باد از خرمن خامان ربودن خوشه تا چند
ز همت توشه بردار و خود تخمی بکار آخر
مراد دنیی و عقبی بمن بخشید روزی بخش
بگوشم قول چنگ اول بدستم زلف یار آخر
نگارستان چین دانم نخواهد شد سرایت لیک
بنوک کلک رنگ آمیز نقشی می‌نگار آخر
دلا در ملک شبخیزی گر از اندوه نگریزی
دم صبحت بشارتها بیارد زان دیار آخر

شبا چون ماه زانو زد می چون لعل پیش آورد
تو گویی تائبم حافظ ز ساقی شرم دار آخر

دگر ز شاخ سرو سهی بلبل صبور
گلبانگ زد که چشم بد از روی گل بدور
ای گل بشکر آنکه شگفتی بکام دل
با بلبلان بیدل شیدا مکن غرور
زاهد اگر بحور و قصور است امیدوار
ما را شرابخانه قصور است و یار حور
از دست غیبت تو شکایت نمی‌کنم
تا نیست غیبتی نبود لذت حضور
گر دیگران بعیش و طرب خرمند و شاد
ما را غم نگار بود مایهٔ سرور
می خور ببانگ چنگ و مخور غصه ور کسی
گوید ترا که باده مخور گو هو الغفور

حافظ شکایت از غم هجران چه میکنی
در هجر وصل باشد و در ظلمت است نور

روی بنما و مرا گو که دل از جان برگیر
پیش شمع آتش پروانه بجان گو درگیر
بر لب تشنهٔ من بین و مدار آب دریغ
بر سر کشتهٔ خویش آی و ز خاکش برگیر
چنگ بنواز و بساز ار نبود عود چه باک
آتشم عشق و دلم عود و تنم مجمر گیر
در سماع آی و ز سر خرقه برانداز و برقص
ورنه در گوشه نشین دلق ریا در بر گیر
دوست گو یار شو و هر دو جهان دشمن باش
بخت گو پشت کن و روی زمین لشکر گیر
ترک درویش مگیر ار نبود سیم و زرش
در غمت سیم شمار اشک و رخش را زر گیر
میل رفتن مکن ای دوست دمی با ما باش
بر لب چشمهٔ دل با جوی و بکف ساغر گیر
رفته گیر از برم و ز آتش و آب دل و چشم
گونه‌ام زرد و لبم خشک و دامنم تر گیر
صوف برکش ز سر و بادهٔ صافی درکش
سیم در باز و بزر سیمبری در بر گیر

[illegible]

حافظ آراسته کن بزم و بگو واعظ را
که ببین مجلسم و ترک سر منبر گیر

روی بنما و وجود خودم از یاد ببر
خرمن سوختگان را همه گو باد ببر
ما که دادیم دل و دیده بطوفان بلا
گو بیا سیل غم و خانه ز بنیاد ببر
زلف چون عنبر خامش که ببوید هیهات
ای دل خام طمع این سخن از یاد ببر
سینه گو شعلهٔ آتشکدهٔ پارس بکش
دیده گو آب رخ دجلهٔ بغداد ببر

سعی ناکرده درین راه بجائے نرسی
مزد اگر میطلبی طاعت استاد ببر
دوش میگفت بمژگان درازت بکشم
یارب از خاطرش اندیشهٔ بیداد ببر
روز مرگم نفسے وعدهٔ دیدار بده
وانگهم تا بلحد فارغ و آزاد ببر
دولت پیر مغان باد که باقی سهل است
دیگرے گو برو و نام من از یاد ببر
بعد ازین چهرهٔ زرد من و خاک در دوست
باده پیش آر و بکلی غم از یاد ببر

[illegible]

حافظا اندیشه کن از نازکی خاطر یار
برو از درگهش این ناله و فریاد ببر

ساقیا مایهٔ شباب بیار
یک دو ساغر شراب ناب بیار
داروی درد عشق یعنی مے
کوست درمان شیخ و شاب بیار
آفتابست و ماه باده و جام
در میان مه آفتاب بیار
غم دوران مخور که رفت و رفت
نغمهٔ بربط و رباب بیار
میکند عقل سرکشی تمام
گردنش را ز می طناب بیار
بزن این آتشم مرا آبے
یعنی آن آتش چو آب بیار
گل اگر رفت گو بشادے رو
بادهٔ ناب چون گلاب بیار
غلغل قمری ار نماند رواست
قلقل شیشهٔ شراب بیار

یا صواب است یا خطا هر رون — گر خطا هست و گر صواب بیار
وصل او جز بخواب نتوان دید — داروئی کوست اصل خواب بیار
گرچه مستیم سه چار جام دگر — تا بکلی شوم خراب بیار

یک دو رطل گران به حافظ ده
گر گناهست و گر ثواب بیار

شب قدرست و طی شد نامهٔ هجر — سلام فیه حتی مطلع الفجر
دلا در عاشقی ثابت قدم باش — که درین ره نباشد کار بی اجر
من از رندی نخواهم کرد توبه — ولو آذیتنی بالهجر والحجر
دلم رفت و ندیدم روی دلدار — فغان ازین تطاول آه ازین زجر
برآ ای صبح روشندل خدا را — که بس تاریک می‌بینم شب هجر

وفا خواهی جفاکش باش حافظ
فان الربح والخسران فی التجر

صبا ز منزل جانان گذر دریغ مدار — وز او بعاشق مسکین خبر دریغ مدار
بشکر آنکه شگفتی بکام دل ای گل — نسیم وصل ز مرغ سحر دریغ مدار
مراد ما همه موقوف یک کرشمهٔ تست — ز دوستان قدیم این قدر دریغ مدار

حریف بزم تو بودم چو ماه نو بودی
کنون که ماه تمامی نظر دریغ مدار

جهان و هر چه درو هست سهل و مختصر است
ز اهل معرفت این مختصر دریغ مدار

مکارم تو بآفاق می‌برد شاعر
ازو وظیفه و زاد سفر دریغ مدار

چو ذکر خیر طلب میکنی سخن اینست
که در بهای سخن سیم و زر دریغ مدار

کنون که چشمه نوش است لعل نوشینت
سخن بگوی و ز طوطی شکر دریغ مدار

غبار غم برود حال به شود حافظا
تو آب دیده ازین رهگذر دریغ مدار

عیدست موسم گل و یاران در انتظار
ساقی بروی شاه ببین ماه و می بیار

دل برگرفته بودم از ایام گل ولی
کاری بکرد همت پاکان روزه‌دار

گر فوت شد سحور چه نقصان صبوح هست
از می کنند روزه‌گشا طالبان یار

جز نقد جان بدست ندارم شراب کو
کان نیز بر کرشمهٔ ساقی کنم نثار

خوش دولتیست خرم و خوش خسروی کریم
یا رب ز چشم زخم زمانش نگاه دار

می خور بشعر بنده که زیبی دگر دهد
جام مرصع تو بدین در شاهوار

دل در جهان مبند و بمستی سوال کن
از فیض جام و قصهٔ جمشید کامگار

ای دل جناب عشق بلند است همتی
نیکو شنو بشنو ازین قول گوش دار

زانجا که پرده پوشی لطف عمیم تست
بر نقد ما بپوش که قلبیست کم عیار
ترسم که روز حشر عنان بر عنان رود
تسبیح شیخ و خرقهٔ رند شرابخوار
حافظ چو رفت روزه و گل نیز میرود
ناچار باده نوش که از دست رفت کار

عاشق یارم مرا با کفر و با ایمان چه کار
تشنهٔ دردم مرا با وصل و با هجران چه کار
از لب جانان همی یابم نشان زندگی
پس مرا ای جان من با جان و با جانان چه کار
کشتهٔ عشقم مرا از شحنهٔ دوران چه غم
مفلس عورم مرا با زمرهٔ دیوان چه کار
قبلهٔ محراب من ابروی دلدارست و بس
این دل شوریده را با این چه و با آن چه کار
چونکه اندر هر دو عالم یار میباید مرا
با بهشت و دوزخ و با حور و با غلمان چه کار
هر که از خود شد مجرد در طریق عاشقی
از غم و دردش چه آگاهی و با درمان چه کار
صورت ایوان چه خواهی سیرت مردان گزین
مرد عاشق پیشه را با صورت ایوان چه کار
حافظا گر عاشق و مستی دگر ره باز گوی
عاشق یارم مرا با کفر و با ایمان چه کار

گر بود عمر بمیخانه روم بار دگر
بجز از خدمت رندان نکنم کار دگر
خرم آن روز که با دیدهٔ گریان بروم
تا زنم آب در میکده یکبار دگر

معرفت نیست درین قوم خدایا مددی
تا برم گوهر خود را بخریدار دگر
عافیت میطلبد خاطرم ار بگذارند
غمزهٔ شوخش و آن طرهٔ طرار دگر
گر مساعد شودم دایرهٔ چرخ کبود
هم بدست آورمش باز بپرگار دگر
راز سربستهٔ ما بین که بدستان گفتند
هر زمان با دف و نی بر سر بازار دگر
یار اگر رفت و حق صحبت دیرین نشناخت
حاش لله که روم من ز پی یار دگر
هر دم از درد بنالم که فلک هر ساعت
کندم قصد دل زار بآزار دگر
بازگویم نه درین واقعه حافظ تنهاست
غرقه گشتند درین بادیه بسیار دگر

نصیحتی کنمت بشنو و بهانه مگیر
هر آنچه ناصح مشفق بگویدت بپذیر
ز وصل روی جوانان تمتعی بردار
که در کمینگه عمرست مکر عالم پیر
نعیم هر دو جهان پیش عاشقان بجوی
که این متاع قلیل ست و آن عطای کثیر
معاشری خوش و رودی بساز میخواهم
که درد خویش بگویم بنالهٔ بم و زیر
بران سرم که ننوشم می و گنه نکنم
اگر موافق تدبیر من شود تقدیر
دل رسیدهٔ ما را که پیش میگیرد
خبر رسید بمجنون ببسته در زنجیر
چو قسمت ازلی بی حضور ما کردند
گر اندکی نه بوفق رضاست خرده مگیر

بعزم توبه نهادم قدح ز کف صد بار
ولی کرشمهٔ ساقی نمیکند تقصیر
چو لاله در قدحم ریز ساقیا مے ناب
که نقش خال نگارم نمی رود ز ضمیر
مے دو ساله و محبوب چارده ساله
همین بس است مرا صحبت صغیر و کبیر
نگفتمت که حذر کن ز زلف او ای دل
که می کشند دران حلقه باد در زنجیر
بیار ساغر یاقوت فیض جرعهٔ شاب
حسود گو کرم آصفی ببین و بمیر
بنوش باده و در هم وصال جانان کن
سخن شنو که زنندت ز بام عرش صفیر
حدیث توبه درین بزمگه مگو واعظا
که ساقیان کمان ابرویت زنند به تیر

چه جای گفتهٔ خواجو و شعر سلمان است
که شعر حافظ شیراز به ز شعر ظهیر

یوسف گم گشته باز آید بکنعان غم مخور
کلبهٔ احزان شود روزی گلستان غم مخور
این دل غمدیده حالش به شود دل بد مکن
وین سر شوریده باز آید بسامان غم مخور
دور گردون گر دو روزی بر مراد ما نگشت
دایما یکسان نماند حال دوران غم مخور
گر بهار عمر باشد باز بر تخت چمن
چتر گل بر سر کشی ای مرغ خوشخوان غم مخور
هان مشو نومید چون واقف نه‌ای از سر غیب
باشد اندر پرده بازیهای پنهان غم مخور
هر که سرگردان بعالم گشت و غمخواری نیافت
آخر الامر او بغمخواری رسد هان غم مخور

حال گردان غم مخور

در بیابان گر بشوق کعبه خواهی زد قدم
سرزنشها گر کند خار مغیلان غم مخور
حال ما در فرقت جانان و ابرام رقیب
جمله میداند خدای حال گردان غم مخور
ای دل ار سیل فنا بنیاد هستی بر کند
چون ترا نوح است کشتیبان ز طوفان غم مخور
گرچه منزل بس خطرناکست و مقصد ناپدید
هیچ راهی نیست کو را نیست پایان غم مخور
حافظا در کنج فقر و خلوت شبهای تار
تا بود وردت دعا و درس قرآن غم مخور

ای سرو ناز حسن که خوش میروی بناز
عشاق را بناز تو هر لحظه صد نیاز
فرخنده باد طالع نازت که در ازل
ببریده اند بر قد سروت قبای ناز
آنرا که بوی عنبر زلف تو آرزوست
چون عود گو بر آتش سوزان بسوز و ساز
از طعنهٔ رقیب نگردد عیار کم
چون زر اگر برند مرا در دهان گاز
پروانه را ز شمع بود سوز دل ولی
بی شمع عارض تو دلم را بود گداز
دل کز طواف کعبهٔ کویت وقوف یافت
از شوق آن حریم ندارد سر حجاز
هر دم بخون دیده چه حاصل وضو چو نیست
بی طاق ابروی تو نماز مرا جواز
صوفی که توبه ز می کرده بود دوش
بشکست عهد چون در میخانه دید باز
چون باده مست بر سر خم رفت کف زنان
حافظا که دوش از لب ساقی شنید راز

براه میکده عشاق راست در تک و تاز   همان نیاز که حجاج را براهِ حجاز
چه گویمت که ز سوز درون چه می‌بینم   ز اشک پرس حکایت که من نیم غماز
غرض کرشمهٔ حسن است ورنه حاجت نیست   جمال دولت محمود را بزلفِ ایاز
بهیچ در نروم بعد ازین ز حضرت دوست   چو کعبه یافتم آیم ز بت‌پرستی باز
شبی چنین بسحر گو ز بخت میخواهم   که با تو شرح سر انجام خود کنم آغاز
تنم ز مهر تو چشم از جهان فرو میدوخت   امید دولت وصل تو داد جانم باز
چه حلقها که زدم بر در دل ز سر شوق   ببوی روز وصال تو در شبان دراز
چو غنچه سر نهفته نهان کجا ماند   دل مرا که نسیم صباست محرم راز

ز شوق مجلس آن ماه خرگهی حافظ
گرت چو شمع جفائے رسد بسوز و بساز

برنیامد از تمنای لبت کامم هنوز   بر امید جام لعلت دُردی‌آشامم هنوز
روز اول رفت دینم در سر زلفین تو   تا چه خواهد شد درین سودا سرانجامم هنوز
از خطا گفتم شبی موی ترا مشک ختن   میزند هر لحظه تیغی مو براندامم هنوز
نام من رفته‌ست روزی بر لب جانان بسهو   اهل دل را بوی جان می‌آید از نامم هنوز
پرتو روی ترا در خلوتم دید آفتاب   میرود چون سایه هردم بر لب بامم هنوز

در ازل داده است ما را ساقی لعل لبت
جرعهٔ جامی که من سرگرم آن جامم هنوز
ساقیا یک جرعه زان آب آتشگون که من
در میان پختگان عشق او خامم هنوز
ای که گفتی جان بده تا باشدت آرام دل
جان بغمهایش سپردم نیست آرامم هنوز
در قلم آورد حافظ قصهٔ لعل لبش
آب حیوان میرود هر دم ز اقلامم هنوز

صبا بمقدم گل راح روح بخشد باز
کجاست بلبل خوشگوی گو برآر آواز
دلا ز هجر مکن ناله زانکه در عالم
غمست و شادی و خار و گل و نشیب و فراز
دوتا شدم چو کمان از غم و نمیگویم
هنوز ترک کمان ابروان تیرانداز
حکایت شب هجران ز دشمنان که شنید
که نیست سینهٔ ارباب کینه محرم راز
ز طرهٔ تو پریشانی دلم شد فاش
ز مشک نیست عجب ار بود غماز
هزار دیده بروی تو ناظرند و تو خود
نظر بروی کسی نیفکنی ز آغاز
اگر نبود سیاهی ز دل رو و ناله مکن
دم از محبت او میزن و بدرد بساز
غبار خاطر ما چشم چشمه کور کند
تو رخ مپیچ سخاکن نه ای حافظ از مقام نیاز
منم غریب دیار و توئی غریب نواز
دمی بحال غریب دیار خود پرداز

بهر کمند که خواهی بگیر و بازم بند
بشرط آنکه ز کارم نظر نگیری باز

بر آستینِ خیالِ تو میدهم بوسه
بر آستانِ وصالت چه میشود نیاز

نه این زمان منِ شوریده دل نهادم رو
بر آستانِ تو کاندر ازل نهادم باز

ولا منال ز شامی که صبح در پی اوست
که نیش و نوش بهم باشد و نشیب و فراز

گرم چو خاک زمین خوار میکنی سهل است
خرام میکن و بر خاک سایه می انداز

درونِ سینه دلم چون کبوتران طپید
چه آتشیست که بر جان ما نهادی باز

خیالِ قدِّ بلندِ تو میکند دلِ من
تو دست کوتهِ من بین و دامنت دراز

[illegible] در من ای مدعی نه امروز است
که حافظ از ازل او رند بود و شاهد باز

منم که دیده بدیدار دوست کردم باز
چه شکر گویمت ای کارساز بنده نواز

نیازمند بلا گو رخ از غبار مشوی
که کیمیای مراد است خاکِ کوی نیاز

بیک دو قطره که ایثار کردی ای دیده
بسا که بر رخ دولت کنی کرشمه و ناز

طهارت ار نه بخون جگر کند عاشق
بقول مفتیِ عشقش درست نیست نماز

ز مشکلاتِ طریقت عنان متاب ای دل
که مردِ راه نیندیشد از نشیب و فراز

درین مقام مجازی بجز پیاله مگیر
درین سراچهٔ بازیچه غیر عشق مباز

من از نسیم سخن چین چه طرف بربندم
چو سرو راست درین باغ نیست محرم راز

اگر چه حسن تو از عشق غیر مستغنی است
من آن نیم که ازین عشقبازی آیم باز

غزل سرائی ناهید صرفه نبرد
دران مقام که حافظ برآورد آواز

هزار شکر که دیدم بکام خویشت باز
ترا بکام خود و با تو خویش را دمساز

روندگان حقیقت ره بلا سپرند
رفیق عشق چه غم دارد از نشیب و فراز

غم حبیب نهان به ز جستجوی رقیب
که نیست سینهٔ ارباب کینه محرم راز

چه فتنه بود که مشاطهٔ قضا انگیخت
که کرد نرگس مستش سیه بسرمهٔ ناز

بدین سپاس که مجلس منورست بدوست
گرت چو شمع جفائی رسد بسوز و بساز

لاشئی که بر سر من آمد از غم عشق
زاشک پرس حکایت که من نیم غماز

امید قد تو میداشتم ز بخت بلند
نسیم زلف تو میخواستم ز عمر دراز

بنیم بوسه دعائی بخر ز اهل دلی
که کید دشمنت از جان و جسم دارد باز

فکند زمزمهٔ عشق در حجاز و عراق
نوای بانگ غزلهای حافظ شیراز

بیا و کشتی ما در شط شراب انداز
غریو و ولوله در جان شیخ و شاب انداز

مرا بکشتی باده درافکن ای ساقی
که گفته‌اند نکوئی کن و در آب انداز
ز کوی میکده برگشته‌ام ز راه خطا
مرا دگر ز کرم در ره صواب انداز
بیار زان می گلرنگ مشکبو جامی
شرار رشک و حسد در دل گلاب انداز
اگرچه مست و خرابم تو نیز لطفی کن
نظر برین دل سرگشته خراب انداز
بنیم شب اگرت آفتاب میباید
ز روی دختر گلچهر رز نقاب انداز
مهل که روز وفاتم بخاک بسپارند
مرا بمیکده بر در خم شراب انداز
گر از تو یک سر مو سرکشد دل حافظ
بگیر و در خم زلفش به پیچ و تاب انداز

حال خونین دلان که گوید باز
وز فلک خون خم که جوید باز
جز فلاطون خم نشین شراب
سر حکمت بما که گوید باز
شرمش از چشم می‌پرستان باد
نرگس مست اگر بروید باز
هر که چون لاله کاسه گردان شد
زین جفا رخ بخون بشوید باز
بسکه در پرده چنگ گفت سخن
ببرش موی تا نموید باز
بگشاید دلم چو غنچه اگر
ساغر لاله‌گون ببوید باز
گرد بیت الحرام خم حافظ
گر نمیرد بسر بپوید باز

[illegible]

خیز و در کاسهٔ زر آب طربناک انداز
پیش ازانی که شود کاسهٔ سر خاک انداز
عاقبت منزل ما وادی خاموشانست
حالیا غلغله در گنبد افلاک انداز
ملک این مزرعه دانی که ثباتی نکند
آتشی از جگر جام در افلاک انداز
به سر سبز تو ای سرو که چون خاک شوم
ناز از سر بنه و سایه برین خاک انداز
دل ما را که ز مار سر زلف تو بخست
از لب خود به شفاخانهٔ تریاک انداز
غسل در اشک زدم کاهل طریقت گویند
پاک شو اول و پس دیده بران پاک انداز
یا رب آن زاهد خودبین که بجز عیب ندید
دود آهیش در آینهٔ ادراک انداز
چشم آلوده نظر از رخ جانان دورست
بر رخ او نظر از آینهٔ پاک انداز
چون گل از نکهت او جامه قبا کن حافظ
وان قبا در ره آن قامت چالاک انداز

دلم ربوده لولی وشیست شورانگیز
دروغ وعده و قتال وضع و رنگ آمیز
فدای پیرهن چاک ماهرویان باد
هزار جامهٔ تقوای و خرقهٔ پرهیز
فرشته عشق نداند که چیست قصه مخوان
بخواه جام شرابی بخاک آدم ریز
غلام آن کلماتم که آتش افروزد
نه آب سرد زند در سخن بر آتش تیز
فقیر و خسته بدرگاهت آمدم رحمی
که جز ولای توام نیست هیچ دستاویز

بیا که حافظ میخانه دوش با من گفت / که در مقام رضا باش و از قضا مگریز
پیاله در کفنم بند تا سحرگه حشر / بمی ز دل ببرم هول روز رستاخیز
میان عاشق و معشوق هیچ حائل نیست
تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز

روز عیش و طرب و ماه صیام است امروز / کام دل حاصل و ایام بکام است امروز
گو عروس فلکی رخ منمای از مشرق / که مراد دیدن آن ماه تمام است امروز
زاهدی را که نبودی چه صومعه جای / بین که در کنج خرابات مقام است امروز
صبحدم بلبل مست از چه سبب مینالد / کار او چون ز بهاران بنظام است امروز
محتسب بیهده گو پند مده رندان را / کانکه بی شاهد و می نیست کدام است امروز
گر بگویند خلائق که همی حافظ را
چشم بر روی نگار و لب جام است امروز

زلفین سیه خم بخم اندر زده باز / وقت من شوریده بهم بر زده باز
زان روی نکو چشم بدان دور که امروز / بر مه زده طعنه و بر حور زده باز
بر ساغر عیشم زده سنگی ولیکن / با تو چه توان گفت که ساغر زده باز
از دود دل خسته ام ای دست حذر کن / کاتش بمن سوخته دل در زده باز

من سرخوش قلم بر سر سودای تو دارم
با آنکه من سرزده را سرزده باز
نقد سره قلب که پالوده ام از چشم
بر سکهٔ رویم همه بر زر زده باز
از غالیه برهم زده خوش شکر و قند
امروز همه برگل و شکر زده باز

شهباز غمت راست کبوتر دل حافظ
هشدار که بر صید کبوتر زده باز

درآ که در دل خسته توان درآید باز
بیا که در دل مرده روان درآید باز
بیا که فرقت تو چشم من چنان بربست
که فتح باب وصالت مگر گشاید باز
به پیش آینهٔ دل هر آنچه میدارم
بجز خیال جمالت نمینماید باز
غمی که چون سپه زنگ ملک دل بگرفت
ز خیل شادی روم رخت زداید باز
ز خوف بادیه دل بد مکن ببند احرام
که مرد راه نیندیشد ارچه ناید باز
بدان مثل که شب آبستن آمده است بروز
ستاره می شمرم تا که شب چه زاید باز

بیا که بلبل مطبوع خاطر حافظ
ببوی گلشن وصل تو می سراید باز

ای صبا گر گذری بر ساحل رود ارس
بوسه زن بر خاک آن وادی و مشکین کن نفس
منزل سلمی که بادش هر دم از ما صد سلام
پر صدای ساربان بینی و آهنگ جرس

محمل جانان ببوس آنگه بزاری عرضه دار
کز فراقت سوختم ای مهربان فریادرس
عشرت شبگیر کن می نوش کاندر راه عشق
شبروان را آشنائیهاست با میر عسس
دل برغبت می سپارد جان بچشم مست یار
گرچه هشیاران ندادند اختیار خود بکس
من که قول ناصحان را خواندمی بانگ رباب
گوشمالی خوردم از هجران که اینم پند بس
طوطیان در شکرستان کامرانی میکنند
وز تحسر دست بر سر میزند مسکین مگس
عشقبازی کار بازی نیست ای دل سر بباز
زانکه گوی عشق نتوان زد بچوگان هوس

نام حافظ گر برآید بر زبان کلک دوست
از جناب حضرت شاهم بس است این ملتمس

جانان ترا که گفت که احوال ما مپرس
بیگانه گرد و قصهٔ هیچ آشنا مپرس
آنجا که لطف شامل و خلق کریم تست
جرم گذشته عفو کن و ماجرا مپرس
خواهی که روشنت شود احوال سر عشق
از شمع پرس قصه ز باد صبا مپرس
هیچ آگهی ز عالم درویشیش نبود
آن کس که با تو گفت که درویش را مپرس
از دلق پوش صومعه نقد طلب مجوی
یعنی ز مفلسان سخن کیمیا مپرس
در دفتر طبیب خرد باب عشق نیست
ای دل بدرد خو کن و نام دوا مپرس
نقش حقوق خدمت ما و اخلاص بندگی
از لوح سینه محو کن و نام ما مپرس

ما قصهٔ سکندر و دارا نخوانده ایم
از ما بجز حکایت مهر و وفا مپرس

حافظ رسید موسم گل معرفت مخوان
دریاب نقد عمر و زچون و چرا مپرس

ایضاً

دارم از زلف سیاهش گله چندان که مپرس
که چنان زو شده ام بے سر و سامان که مپرس

کس بامید وفا ترک دل و دین مکناد
که چنانم من ازین کرده پشیمان که مپرس

بیکی جرعه که آزار کسش در پے نیست
زحمتے میکشم از مردم نادان که مپرس

گوشه گیری و سلامت هوسم بود ولے
فتنهٔ میکند آن نرگس فتان که مپرس

زاهد ازما بسلامت بگذر کان مے لعل
دل و دین میبرد از دست بدانسان که مپرس

گفتم از گوی فلک صورت حالے پرسم
گفت آن میکشم اندر خم چوگان که مپرس

گفتمش زلف بکین که کشادی گفتا
حافظ این قصه درازست بقرآن که مپرس

درد عشقے کشیده ام که مپرس
زهر هجرے چشیده ام که مپرس

گشته ام در جهان و آخر کار
دلبرے برگزیده ام که مپرس

آنچنان در هوای خاک درش
میرود آب دیده ام که مپرس

بے تو در کلبهٔ گدائی خویش
رنجهائے کشیده ام که مپرس

من بگوش خود از دهانش دوش
سخنانی شنیده‌ام که مپرس

ایضاً له

سوی من لب چه میگزی که مگوی
لب لعلی گزیده‌ام که مپرس

همچو حافظ غریب در ره عشق
بمقامی رسیده‌ام که مپرس

در ضمیر ما نمیگنجد بغیر از دوست کس
هر دو عالم را بدشمن ده که ما را دوست بس

یار گفتم گوش با گر میل کردی تیر هجر
هر دو عالم پیش چشم ما نموده یک مگس

میفروزی چون شمع چهره از سر و پشت دوان
ای غلط گفتم نباشد شمع را خود پیش و پس

غافل است آن کو بشمشیر از تو می‌پیچد عنان
قند را لذت اگر نیست و نیاید مگس

تا بدانم وقتی بوس کردی که چشم جنبرا
تا ترا دیدم نکردم جز بدیدارت هوس

مردمان را از عسس شب گرچه باشد در سر
من چنانم کز خیالم باز نشناسد عسس

گر بدستان از لبم چو دریا گشت و نسیم کمر باز
بیم آینه این رقیبان سبکسار از چو خس

حافظا این ره بپای لاشه لنگ تو نیست
بعد ازین بنشین که گردی بر نخیزد زین فرس

دلا رفیق سفر بخت نیک خواهت بس
نسیم روضه شیراز پیک راهت بس

دگر ز منزل جانان سفر مکن درویش
که سیر معنوی و کنج خانقاهت بس

بصدرِ مصطبه بنشین و ساغرِ مے نوش
که این قدر ز جهان کسب مال و جاهت بس

زیادتی مطلب کار بر خود آسان کن
که شیشهٔ مے صاف و بتے چو ماهت بس

فلک بمردم نادان دهد زمام مراد
تو اهل دانش و فضلی همین گناهت بس

دگر کمین بگشاید غمے ز کشور دل
حریم درگهِ پیر مغان پناهت بس

هواے مسکن مالوف و عهد یار قدیم
ز رهروان سفر کرده عذرخواهت بس

بمنت دگران خو مکن که در دو جهان
رضاے ایزد و انعام پادشاهت بس

بهیچ ورد دگر نیست حاجت اے حافظ
دعاے نیم شب و درس صبحگاهت بس

گلعذارے ز گلستان جهان ما را بس
زین چمن سایهٔ آن سرو روان ما را بس

من و همصحبتی اهل ریا دورم باد
از گرانان جهان رطل گران ما را بس

قصر فردوس بپاداش عمل می بخشند
ما که رندیم و گدا دیر مغان ما را بس

بنشین بر لب جوے و گذر عمر ببین
کاین اشارت ز جهان گذران ما را بس

نقد بازار جهان بنگر و آزار جهان
گر شما را نه بس این سود و زیان ما را بس

یار با ماست چه حاجت که زیادت طلبیم
دولت صحبت آن مونس جان ما را بس

از در خویش خدا را ببهشتم مفرست
که سر کوے تو از کون و مکان ما را بس

نیست ما را بجز از وصل تو در سر هوسی
وین تجارت ز متاع دو جهان ما را بس

حافظ از مشرب قسمت گله بی انصافیست
طبع چون آب و غزلهای روان ما را بس

اگر رفیق شفیقی درست پیمان باش
حریف حجره و گرمابه و گلستان باش

شکنج زلف پریشان بدست باد مده
مگو که خاطر عشاق گو پریشان باش

گرت هواست که با خضر همنشین باشی
نهان ز چشم سکندر چو آب حیوان باش

رموز عشق نوازی نه کار هر مرغیست
بیا و نوگل این بلبل غزلخوان باش

طریق خدمت و آیین بندگی کردن
خدای را که رها کن بما و سلطان باش

دگر بصید حرم تیغ برمکش زنهار
ازانچه با دل ما کرده پشیمان باش

تو شمع انجمنی یک زبان و یک دل شو
خیال کوشش پروانه بین و خندان باش

کمال دلبری و حسن در نظر بازیست
بشیوهٔ نظر از ناظران دوران باش

خموش حافظ و از جور یار ناله مکن
ترا که گفت که بر روی خوب حیران باش

ای دل غلام شاه جهان باش و شاه باش
پیوسته در حمایت لطف اله باش

بیت

از خارجی هزار بیک جو نمی خرند
گو کوه تا بکوه منافق سپاه باش

چون احمدم شفیع بود روز رستخیز	گو این تن بلاکش من پر گناه باش
آن را که دوستی علی نیست کافرست	گو زاهد زمانه و گو شیخ راه باش
امروز زنده ام بولاے تو یا علی	فردا بروح پاک امامان گواه باش
قبر امام هشتم سلطان دین رضا	از جان ببوس و بر در آن بارگاه باش
دستت نمیرسد که بچینی گلے ز شاخ	بارے بپاے گلبن ایشان گیاه باش
مرد خدا که زاهد تقوے طلب بود	خواهی سفید جامه و خواهی سیاه باش

حافظ طریق بندگی شاه پیشه کن
وانگاه در طریق چو مردان راه باش

باز آی و دل تنگ مرا مونس جان باش	وین سوخته را محرم اسرار نهان باش
زان باده که در مصطبه عشق فروشند	ما را دو سه ساغر بده و گو رمضان باش
در خرقه چو آتش زدی ای عارف سالک	جهدے کن و سر حلقهٔ رندان جهان باش
آن یار که گفتا بتو ام دل نگران است	گو میرسم اکنون بسلامت نگران باش
خون شد دلم از حسرت آن لعل روان بخش	آن درج محبت بهمان مهر و نشان باش
تا بر دلش از غصه غبارے ننشیند	اے سیل سرشک از عقب نامه روان باش
حافظ که هوس میکندش جام جهان بین	گو در نظر آصف جمشید مکان باش

باغبان گر پنج روزی صحبت گل بایدش
بر جفای خار هجران صبر بلبل بایدش

ای دل اندر بند زلفش از پریشانی منال
مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش

با چنین زلف و رخش بادش نظربازی حرام
هر که روی یاسمین و جعد سنبل بایدش

رند عالم سوز را با مصلحت بینی چه کار
کار ملک است آنکه تدبیر و تأمل بایدش

تکیه بر تقوی و دانش در طریقت کافریست
راهرو گر صد هنر باشد توکل بایدش

نازها زین نرگس مستانه‌اش باید کشید
این دل شوریده گر آن زلف و کاکل بایدش

ساقیا در گردش ساغر تعلل تا بچند
دور چون با عاشقان افتد تسلسل بایدش

کیست حافظ تا ننوشد باده بی آواز چنگ
عاشق مسکین چرا چندین تحمل بایدش

ببرد از من قرار و طاقت و هوش
بت سنگین دل سیمین بناگوش

نگاری چابکی شوخی پریوش
حریفی مهوشی ترکی قباپوش

ز تاب آتش سودای عشقش
بسان دیگ دائم میزنم جوش

چو پیراهن شوم آسوده خاطر
گرش همچون قبا گیرم در آغوش

اگر پوسیده گردد استخوانم
نگردد مهرش از جانم فراموش

دل و دینم دل و دینم ببرده است
بر و دوشش بر و دوشش بر و دوش

دو لبے تو دو لبے تست حافظ
لب تو نوشش لب تو نوشش لب نوش

بدین و دلبسد چو کاوس نیرو دار ز پیش — بکردگار رها کرده به مصالح خویش
به پادشاهی عالم فرو نیارد سر — اگر ز سر قناعت خبر شود درویش
ز رنگ تفرقه خواهی که منهی نشوی — مشو بسان ترازو تو در پی کم و بیش
ولیه نما و بسالوس جان من فرسود — قدح بیار و بزن مرهمی برین دل ریش
بنوش باده که قسام صنع قسمت کرد — در آفرینش از انواع نوشدارو نیش
ریا حلال شمارند و جام باده حرام — زهی طریقت ملت زهی شریعت و کیش
بدرابائی اگر خود سر آمدی چه عجب — که نور حسن تو بود از اساس عالم پیش

دهان تنگ تو درخواه جان حافظ شد
بجان بود خطرم زین دل محال اندیش

به دور لاله قدح گیر و بی ریا میباش — به بوی گل نفسی همدم صبا میباش
نگویمت که همه سال می پرستی کن — سه ماه می خور و نه ماه پارسا میباش
چو پیر سالک حقیقت بمی حواله کند — بنوش و منتظر رحمت خدا میباش
گرت هواست که چون جم بسر غیب رسی — بیا و همدم جام جهان نما میباش

چو غنچه گرچه فروبستگیست کار جهان
تو همچو باد بهاری گره گشا میباش
وفا مجوی ز کس ور سخن نمی شنوی
بهرزه طالب سیمرغ و کیمیا میباش

مرید طاعت بیگانگان مشو حافظ
ولی معاشر رندان آشنا میباش

من خرابم ز غم یار خراباتی خویش
میزند غمزهٔ او ناوک غم بر دل ریش
با تو پیوستم و از غیر تو دل ببریدم
آشنای تو ندارد سر بیگانه و خویش
بعنایت نظری کن که من دلشده را
نرود بی مدد لطف تو کاری از پیش
آخر ای پادشه حسن و ملاحت چه شود
گر لب لعل تو ریزد نمکی بر دل ریش
خرمن صبر من سوخته دل داد بباد
چشم مست تو که بگشاد کمین از پس و پیش
گرچه پیوسته سر زلف تو از هم بگشاید
بس مسلمان که شود کشتهٔ آن کافرکیش
ای پسر زانکه تو [illegible] ز غم بیهوده مخور
که ز غم خوردن تو رزق نگردد کم و بیش
چو [illegible] این گوشه نشین [illegible]
چون نیاید ز دل خود ز غم ای دوراندیش
پرسش حال دل سوخته کن بهر خدا
نیست از شاه عجب گر بنوازد درویش

حافظا از [illegible] لب لعل تو کامی نگرفت
گر نه [illegible] دل [illegible] داران سرخویش

چو برشکست صبا زلف عنبرافشانش بهر شکسته که پیوست تازه شد جانش
کجاست همنفسی تا که شرح غصه دهم که دل چه میکشد از روزگار هجرانش
نسیم صبح وفا نامه که برد بدوستا ز خون دیده ما بود مهر عنوانش
زمانه از ورق گل مثال روی تو بست ولی ز شرم تو در غنچه کرد پنهانش
بسی شدیم و نشد عشق را کرانه پدید تبارک الله ازین ره که نیست پایانش
جمال کعبه مگر عذر رهروان خواهد که جان زنده دلان سوخت در بیابانش
دلم که مهر تو از غیر تو نهان میداشت ببین که دیده کند فاش سوزش ارانش
بدین شکسته بیت الحزن که می آرد نشان یوسف دل از چه زنخدانش
بگیرم آن سر زلف و بدست خواجه دهم که داد من بستاند مگر ز دستانش

سحر بطرف چمن می شنیدم از بلبل
نوای حافظ خوش لهجه غزلخوانش

چو جام لعل تو نوشم کجا بماند هوشش چو چشم مست تو بینم بجا نماند گوشش
منم غلام تو ور زانکه از من آزادی مرا بکوزه فروش ای شرابخانه فروش
بهوی آنکه ز میخانه کوزه یابم روم سبوی خراباتیان کشم بر دوش
مرا گوی که خاموش باش و دم درکش که در چمن نتوان یافت مرغ را خاموش

اگر نشان تو جویم کدام صبر و قرار
وگر حدیث تو گویم کدام طاقت و هوش
شراب پخته بجانان دل فسرده دهد
که باده آتش تیزست و پختگان در جوش
نعیم روضهٔ جنت بذوق آن نرسد
که یار نوش کند باده و تو گوئی نوش

مرا چه خلعت سلطان عشق میدادند
ندا زدند که حافظ خموش باش خموش

خوشا شیراز و وضع بیمثالش
خداوندا نگهدار از زوالش
ز رکناباد ما صد لوحش الله
که عمر خضر می‌بخشد زلالش
میان جعفرآباد و مصلی
عبیرآمیز مے آید شمالش
بشیراز آی و فیض روح قدسی
بخواه از مردم صاحب کمالش
که نام قند مصری برد آنجا
که شیرینان ندادند انفعالش
صبا زان لولی شنگول سرمست
چه داری آگهی چونست حالش
مکن بیدار ازین خوابم خدا را
که دارم خلوتی خوش با خیالش
گر آن شیرین پسر خونم بریزد
دلا چون شیر مادر کن حلالش

چرا حافظ چو می‌ترسیدی از هجر
نکردی شکر ایام وصالش

در عهد پادشاه خطابخش جرم پوش
حافظ قرابه کش شد و مفتی پیاله نوش
صوفی ز کنج صومعه در پای خم نشست
تا دید محتسب که سبو میکشد بدوش
احوال شیخ و قاضی و شرب الیهودشان
کردم سوال صبحدم از پیر میفروش
گفتا نه گفتنیست سخن گرچه محرمی
درکش زبان و پرده نگهدار و می بنوش
ساقی بهار میرسد و جام می نماند
فکری بکن که خون دل آمد ز غم بجوش
عشق ست و مفلسی و جوانی و نوبهار
عذرم پذیر و جرم بذیل کرم بپوش
ای پادشاه صورت و معنی که مثل تو
نادیده هیچ دیده و نشنیده هیچ گوش
چندان بمان که خرقه ازرق کند قبول
بخت جوانت از فلک پیر ژنده پوش
تا چند همچو شمع زبان آوری کنی
پروانه مراد رسید ای محب خموش

دیشب ندا ز غیب بگوش دلم رسید
حافظ تو غصه کم خور و بنشین و می بنوش

دلم رمیده شد و غافلم من درویش
که آن شکاری سرگشته را چه آمد پیش
چو بید بر سر ایمان خویش می لرزم
که دل بدست کمان ابرویست کافرکیش
خیال حوصله بحر می پزم هیهات
چهاست بر سر این قطره محال اندیش
بکوی میکده گریان و سرفکنده روم
چرا که شرم همی آیدم ز حاصل خویش

نه عمر خضر بماند نه ملک اسکندر
نزاع بر سر دنیای دون مکن درویش

بنازم آن مژه شوخ عافیت کش را
که موج میزندش آب نوش بر سر نیش

ز آستین طبیبان هزار خون بچکد
گرم بتجربه دستی نهند بر دل ریش

تو بنده گله از پادشه مکن ای دل
که شرط عشق نباشد شکایت از کم و بیش

بدان کمر نرسد دست هر گدا حافظ
خزینه بکف آور ز گنج قارون بیش

سحر ز هاتف غیبم رسید مژده بگوش
که دور شاه شجاعست می دلیر بنوش

شد آنکه اهل نظر بر کناره میرفتند
هزار گونه سخن در دهان و لب خاموش

ببانگ چنگ بگوئیم آن حکایتها
که از نهفتن آن دیگ سینه میزد جوش

شراب خانگی از بیم محتسب خوردن
بروی یار بنوشیم و بانگ نوشانوش

ز کوی میکده دوشش بدوش می بردند
امام شهر که سجاده میکشید بدوش

دلا دلالت خیرت کنم براه نجات
مکن بفسق مباهات و زهد هم مفروش

محل نور تجلیست رای انور شاه
چو قرب او طلبی در صفای نیت کوش

بجز ثنای جلالش مساز ورد ضمیر
که هست گوش دلش محرم پیام سروش

رموز مصلحت ملک خسروان دانند
گدای گوشه نشینی تو حافظا مخروش

شراب تلخ میخواهم که مرد افگن بود زورش
که تا یکدم بیاسایم ز دنیا و شر و شورش

بیاور می که نتوان شد ز مکر آسمان ایمن
بلعب زهرهٔ چنگی و بهرام سلحشورش

کمند صید بهرامی بیفگن جام جم بردار
که من پیمودم این صحرا نه بهرامست نه گورش

نظر کردن بدرویشان منافی بزرگی نیست
سلیمان با چنان حشمت نظرها بود با مورش

بیا تا در می صافیت راز دهر بنمایم
بشرط آنکه ننمائی بکج طبعان دل کورش

شراب لعل مینوشم من از جام زمرد گون
که زاهد افعی وقتست میسازم ازین کورش

سماط دهر دون پرور ندارد شهد آسایش
مذاق حرص و آز ای دل بشو از تلخ و از شورش

کمان ابروی جانان نمی‌پیچد سر از حافظ
ولیکن خنده می آید بدین بازوی بی زورش

صوفی گلی بچین و مرقع بخار بخش
وین زهد خشک را بمی خوشگوار بخش

طامات و زرق در ره آهنگ چنگ نه
تسبیح و طیلسان بمی و میگسار بخش

زاهد گران که ساقی و شاهد نمی خرند
در حلقهٔ چمن به نسیم بهار بخش

راهم شراب لعل زد ای میر عاشقان
خون مرا بچاه زنخدان یار بخش

یارب بوقت گل گنه بنده عفو کن
وین ماجرا بسرو لب جویبار بخش

ای آنکه ره بمشرب مقصود بردهٔ
زین بحر قطرهٔ بمن خاکسار بخش

شکرانه که روی ترا چشم بد ندید | ما را بعفو و لطف خداوندگار بخش

ساقی چو شاه نوش کند بادهٔ صبوح
گو جام زر بحافظ شب زنده دار بخش

فکر بلبل همه آنست که گل شد یارش | گل در اندیشه که چون عشوه کند در کارش
دلربائی همه آن نیست که عاشق بکشند | خواجه آنست که باشد غم خدمتگارش
جای آنست که خون موج زند در دل لعل | زین تغابن که خزف می‌شکند بازارش
بلبل از فیض گل آموخت سخن ور نه نبود | این همه قول و غزل تعبیه در منقارش
آن سفر کرده که صد قافلهٔ دل همره اوست | هر کجا هست خدایا بسلامت دارش
اگر از وسوسهٔ نفس و هوا دور شوی | بی‌شکی ره ببری در حرم دیدارش
ای که از کوچهٔ معشوقهٔ ما میگذری | باخبر باش که سر می‌شکند دیوارش
صحبت عافیتت گرچه خوش افتاد ای دل | جانب عشق عزیز است فرومگذارش
صوفی سرخوش ازین دست که کج کرد کلاه | بدو جام دگر آشفته شود دستارش

دل حافظ که بدیدار تو خوگر شده است
نازپرورد وصالست مجو آزارش

کنار آب و پای بید و طبع شعر و یاری خوش | معاشر دلبری شیرین و ساقی گلعذاری خوش

کم از جولانی حشر در ره ماشاء
چو حافظ خاک کرد آب و گل خویش

هاتفی از گوشهٔ میخانه دوش
گفت ببخشند گنه می بنوش

عفو الهی بکند کار خویش
مژدهٔ رحمت برساند سروش

این خرد خام بمیخانه بر
تا می لعل آوردش خون بجوش

عفو خدا بیشتر از جرم ماست
نکتهٔ سربسته چه گوئی خموش

گرچه وصالش نه بکوشش دهند
هر قدر ای دل که توانی بکوش

گوش من و حلقهٔ گیسوی یار
روی من و خاک در میفروش

داور دین شاه شجاع آنکه کرد
روح قدس حلقهٔ امرش بگوش

ای ملک العرش مرادش بده
وز خطر چشم بدش دار گوش

رندی حافظ نه گناهیست صعب
با کرم پادشه عیب پوش

یا رب آن نوگل خندان که سپردی بمنش
می سپارم بتو از چشم حسود چمنش

همره اوست دلم باد بهر جا که رود
همت اهل کرم بدرقهٔ جان و تنش

گر بسر منزل سلمی رسی ای باد صبا
چشم دارم که سلامی برسانی زمنش
٥

باد صبا نافه کشائی کن ازان زلف سیاه جای دلهای عزیزست بهم بر مزنش
چون دلم حق وفا با خط و خالش دارد محترم دار دران طرهٔ عنبر شکنش
گرچه از کوی وفا گشت بصد مرحله دور دور باد آفت دور فلک از جان و تنش
در مقامی که بیاد لب او می نوشند سفله آن مست که باشد خبر از خویشتنش
عرض و مال از در میخانه نشاید اندوخت هر که این آب خورد رخت بدریا فکنش
هر که ترسد ز ملال انده عشقش نه حلال سر ما و قدمش یا لب ما و دهنش

شعر حافظ همه بیت الغزل معرفتست
آفرین بر نفس دلکش و لطف سخنش

ای همه شکل تو مطبوع و همه جای تو خوش دلم از عشوهٔ شیرین شکرخای تو خوش
همچو گلبرگ طری هست وجود تو لطیف همچو سرو چمنی هست سراپای تو خوش
هم گلستان خیالم ز تو پر نقش و نگار هم مشام دلم از زلف سمن سای تو خوش
شیوهٔ ناز تو شیرین خط و خال تو ملیح چشم و ابروی تو زیبا قد و بالای تو خوش
پیش چشم تو بمیرم که بدان بیماری میکند درد مرا از رخ زیبای تو خوش
در ره عشق که از سیل فنا نیست گذار میکنم خاطر خود را بتمنای تو خوش
در بیابان فنا گرچه ز هر سو خطرست میرود حافظ بیدل بتولای تو خوش

بشرم رفته تن یاسمین ازان اندام ... بچون شکسته گل ارغوان ازان عارض
ز مهر روی تو خورشید گشته غرق عرق ... نزار مانده مه آسمان ازان عارض

ز نظم دلکش حافظ چکید آب حیات
چنانکه خوی شده جانان چکان ازان عارض

حسن و جمال تو جهان جمله گرفت طول و عرض ... شمس فلک خجل شد از رخ خوب باو رض
از رخ تست مقتبس خور ز چهارم آسمان ... همچو زمین ز هشتمین مانده بزیر بار قرض
دیدن حسن روی تو بر همه خلق واجبست ... سجده درگه تو شد بر همه شاهان فرض
گر لب او روح پرورت گاشکرے نبخشدم ... کے تن دردمند من شسته شود ازین مرض

بوسه بخاک پای او دست کجا دهد ترا
قصه شوق حافظا خود که رساندش بعرض

گرد عذار یار من تا بنوشت حسن خط ... ماه ز حسن روی او راست فتاده در غلط
از هوس لبش کز آن آب حیات خوشترست ... گشت روان ز دیده ام چشمه آب همچو شط
خال سیاه را بر آن عارض سیم رنگ بین ... راست ز مشک ناب دان بر رخ ماه یک نقط
موی گشاده کرده خوی تا بچمن در آمدی ... شد رخ گل چو زعفران مشک گلاب شد سقط
گر بهواش رسید هم گرد مثال جان و دل ... گاه بآب میکشم آتش عشق همچو بط

گر بغلامی خودم شاه قبول میکند
تا لب یار کی دهم بنده به بند کیش خط

آب حیات حافظا گشته خجل ز نظم تو
کس بهوای عشق او شعر نگفته زین نمط

[illegible]

ز چشم بد رخ خوب ترا خدا حافظ
که کرد جمله نکویی بجای ما حافظ

اگرچه خون دلت خورد لعل او بستان
بکام دل ز لبش بوسه خونبها حافظ

بزلف و خال بتان دل مبند دیگر بار
اگر بجستی ازین بند و این بلا حافظ

بیا که نوبت صلح است و دوستی و صفا
که با تو نیست مرا جنگ و ماجرا حافظ

تو از کجا و امید وصال او ز کجا
بدامنش نرسد دست هر گدا حافظ

چه ذوق یافت دل من ز وصل آن محبوب
مراست تحفهٔ جان بخش غمزه‌ها حافظ

بیا بخوان غزل خوب و تازه و پرسوز
که شعر تست فرح بخش و جانفزا حافظ

قسم بحشمت جاه و جلال شاه شجاع
که نیست با کسم از بهر مال و جاه نزاع

بفیض جرعهٔ جام تو تشنه‌ایم ولی
نمی‌کنیم دلیری نمی‌دهیم صداع

خدای را بمیم شستشوی خرقه کنید
که من نمی‌شنوم بوی خیر ازین اوضاع

ببین که رقص کنان میرود بناله چنگ
کسیکه اذن نمیداد استماع سماع

با شتان نظرے کن بشکر این نعمت — اگر من غلام مطیعم تو پادشاه مطاع
برو ادیب و نصیحت مگو که دیگر تو — مقیم طبیب ازین سبحه بگنج قناع

ز زاهدی حافظ از دلالات او بادل شدم
بساز رود و غزل گو سے بسرود وداع

بعهد دولت گیتی فروز شاه شجاع — که هست در نظر این جهان حقیر متاع
مرا چه حریف خوشم ز دنیا بس — که غیر ازین همه اسباب تفرقه است و صداع
ز مسجدم بخرابات میفرستد عشق — بسر همی برد او مرا جان نکنیم نزاع
نشین مست و بر دست شاهے مخانه بیار — حریف باده رسید ای رفیق توبه وداع
هنر مجوی خرد ایام و غیر ازینم نیست — کجا روم بتجارت بدین کساد متاع
بیار مے که چو خورشید مشعل افروزد — رسد مطالبه درویش نیز فیض شعاع

جبین و چهره حافظ خدا جدا مکناد
ز خاک بارگه کبریاے شاه شجاع

بامدادان که زند تابگه فیض ابداع — شاه خاور فگند بر همه اطراف شعاع
برکشد آینه از جیب افق چرخ زمان — بنماید رخ گیتی بهزاران انواع
دور دنیا سے دل بخانه جمشید فلک — ارغوان ساز کند زهره بآهنگ سماع

چنگ در غلغله آید که کجا شد منکر   جام در قهقهه آید که کجا شد مناع
وضع دوران بنگر ساغر عشرت برگیر   که بهر حال همین است بهین اوضاع
طره شاهد دنیا همه مکرست و فریب   عارفان بر سر این نکته نجویند نزاع
عمر خسرو طلب ار نفع جهان می طلبی   که وجودیست عطابخش کریم نفاع
مظهر لطف ازل روشنی چشم امل   جامع علم و عمل جان جهان شاه شجاع
حافظا باده خوری با صنم گلرخ خور
که ازین به نبود در دو جهان هیچ متاع

در وفای عشق تو مشهور خوبانم چو شمع   شب نشین کوی سربازان و رندانم چو شمع
کوه صبرم نرم شد چون موم از دست غمت   تا در آب و آتش عشقت گدازانم چو شمع
بی جمال عالم آرای تو روزم چون شبست   با کمال عشق تو در عین نقصانم چو شمع
رشته صبرم بمقراض غمت ببریده شد   همچنان در آتش هجر تو سوزانم چو شمع
گر کمیت اشک گلگونم نبودی تندرو   کی شدی پیدا بگیتی راز پنهانم چو شمع
روز و شب خوابم نمی آید بچشم غم پرست   بسکه در بیماری هجر تو گریانم چو شمع
در میان آب و آتش همچنان سرگرم تست   این دل زار و نزار اشکبارانم چو شمع
در شب هجران مرا پروانه وصلی فرست   ورنه از آهی جهانی را بسوزانم چو شمع

سرفرازم کن شبی از وصل خود ای ماهرو
تا منور گردد از دیدارت ایوانم چو شمع
همچو صبحم یک نفس باقیست بی دیدار تو
چهره بنما دلبرا تا جان بیفشانم چو شمع

آتش مهر ترا حافظ عجب در سر گرفت
آتش دل کی بآب دیده بنشانم چو شمع

[illegible]

سحر چو بلبل بیدل بگشت شدم در باغ
که تا چو بلبل بیدل کنم علاج دماغ
بچهرهٔ گل سوری نگاه میکردم
که بود در شب تار سحر روشنی چو چراغ
چنان بحسن و جوانی خویشتن مغرور
که داشت از دل بلبل هزار گونه فراغ
گشاده نرگس رعنا بحسرت آب از چشم
نهاده لاله حمرا بجان و دل صد داغ
زبان کشیده چو تیغی بسرزنش سوسن
دهان گشاده شقایق چو مردمان بباغ
یکی چو باده پرستان صراحی اندر دست
یکی چو ساقی مستان بکف گرفته ایاغ

نشاط و عیش و جوانی چو گل غنیمت دان
که حافظا نبود بر رسول غیر بلاغ

طالع اگر مدد کند دامنش آورم بکف
گر بکشم زهی طرب ور بکشد زهی شرف
طرف کرم ز کس نبست این دل پر امید من
گرچه صبا همی برد قصهٔ من بهر طرف
چند بناز پرورم مهر بتان سنگدل
یاد پدر نمیکنند این پسران ناخلف

از خم ابروی توام هیچ گشایشی نشد
وه که درین خیال کج عمر عزیز شد تلف

من بخیال زاهدی گوشه نشین و طرفه آنکه
مغبچهٔ ز هر طرف میزندم بچنگ و دف

ابروی دوست کی شود دستکش خیال من
کس نزدست ازین کمان تیر مراد بر هدف

بیخبرند زاهدان نقش بخوان و لا تقل
مست ریاست محتسب باده بنوش و لا تخف

صوفی شهر بین که چون لقمهٔ شبهه می خورد
پاردمش دراز باد این حیوان خوش علف

من بکدام دل خوشی مے خورم و طرب کنم
گر ز صبا وحشت خاطرم ز شکنجه غم کشیده صدف

حافظا اگر قدم زنی در ره خاندان عشق
بدرقهٔ رهت شود همت شحنهٔ نجف

زبان خامه ندارد سر بیان فراق
وگرنه شرح دهم با تو داستان فراق

رفیق خیل خیالیم و همرکاب شکیب
قرین محنت و اندوه و همقران فراق

دریغ مدت عمرم که بر امید وصال
بسر رسید و نیامد بسر زمان فراق

سرے که بر سر گردون بفخر مے سودم
ز روی عجز نهادم بر آستان فراق

چگونه باز کنم بال در هوای وصال
که ریخت مرغ دلم پر در آشیان فراق

بسی نماند که کشتی عمر غرقه شود
ز موج شوق تو در بحر بیکران فراق

فلک چو دید سرم را اسیر چنبر عشق
ببست گردن صبرم بریسمان فراق

چگونه چه چاره کند هجر غم جگر دلے
فتاده کشتی صبرم ز بادبان فراق

چگونه دعوی وصلت کنم بجان که شدست
تنم وکیل قضا و دلم ضمان فراق

فراق و هجر که آورد در جهان یا رب
که روز هجر سیه باد و خانمان فراق

بپاے شوق گر این ره بسر شدے حافظ
بدست هجر ندادے کسے عنان فراق

مباد کس چو من خسته مبتلاے فراق
که عمر من همه بگذشت در بلاے فراق

غریب و عاشق و بیدل فقیر و سرگردان
کشیده محنت ایام و دردهاے فراق

اگر بدست من افتد فراق را بکشم
تا آب دیده دهم باز خونبهاے فراق

کجا روم چکنم حال دل کرا گویم
که داد من بستاند دهد جزاے فراق

ز درد هجر و فراقم دمے خلاصی نیست
خداے را بستان داد ده ز جزاے فراق

فراق را بفراق تو مبتلا سازم
چنانکه خون بچکانم ز دیدهاے فراق

من از کجا و فراق از کجا و غم ز کجا
مگر که زاد مرا مادر از براے فراق

بداغ عشق تو حافظ چو بلبل سحری
فغان بروز و شبان خونفشان نواے فراق

مقام امن و مے بیغش و رفیق شفیق
اگرت مدام میسر شود زهے توفیق

جهان وکار جهان جمله هیچ در هیچ است | هزار بار من این نکته کرده‌ام تحقیق
دریغ و درد که تا این زمان ندانستم | که کیمیای سعادت رفیق بود رفیق
بمأمنی رو و فرصت شمر غنیمت وقت | که در کمینگه عمرند قاطعان طریق
کجاست اهل دلی تا کند دلالت خیر | که ما بدوست نبردیم ره بهیچ طریق
فداست غمزهٔ ساقی هزار جان آندم | که تر کند لب لعل از شراب همچو عقیق
حلاوتی که ترا در چه زنخدان است | بکنه او نرسد صد هزار فکر عمیق
اگرچه موی میانت بچون منی نرسد | خوش است خاطرم از فکر این خیال دقیق
ازان برنگ عقیقست اشک من که بود | که مهر خاتم چشم من است همچو عقیق
بیا که توبه ز لعل نگار و خندهٔ جام | تصوریست که عقلش نمیکند تصدیق

بخنده گفت که حافظ غلام طبع توام
ببین که تا بچه حدم همی کند تحمیق

اگر شراب خوری جرعه فشان بر خاک | ازان گناه که نفعی رسد بغیر چه باک
جهان بپیچ فلک حالیا مزد قناعت | که خود برد اجلت ناگهان بتیره مغاک
مخور دریغ و ببخشا بوقت رحیل | که بی دریغ زند روزگار تیغ بلاک
بخاک پای تو ای سرو ناز پرور من | که روز واقعه پا وامگیر از سر خاک

چه دوزخی چه بهشتی چه آدمی چه ملک
بمذهب همه کفر طریقتست امساک
فریب دختر رز طرفه میزند ره عقل
مباد تا بقیامت خراب طارم تاک

براه میکده حافظ خوش از جهان رفتی
دعای اهل دلت باد مونس دل پاک

ای دل ریش مرا با لب تو حق نمک
حق نگهدار که من میروم الله معک
تویی آن گوهر یکدانه که در عالم قدس
ذکر خیر تو بود حاصل تسبیح ملک
در خلوص منت ار هست شکی تجربه کن
کس عیار زر خالص نشناسد چو محک
گفته بودی که شوم مست و دو بوست بدهم
وعده از حد بشد و ما نه دو دیدیم نه یک
بگشا پسته خندان و شکرریزی کن
خلق را از دهن خویش مینداز بشک
چرخ بر هم زنم ار غیر مرادم گردد
من نه آنم که زبونی کشم از چرخ فلک

چون بر حافظ خویشش نگذاری باری
ای رقیب از بر او یک دو قدم پیشترک

۲۱۰

ای پیک پی خجسته چه نامی فدیت لک
هرگز سیاه چرده ندیدم بدین نمک
خوبان سزد که بر درت آیند چاکری
وانگاه خاک پای تو بوسند یک بیک
هم ظاهر از دو چشم تو در دیده مردمی
هم روشن از دو لعل تو دیده یک

آدم ز حسن روی تو گر بهره داشتی
از دیدنش بسجده نپرداختی ملک

صورتگران چین گر آن چهره بنگرند
نقش نگارخانهٔ چین را کنند حک

از طرف بام روی چو ماه تو هر شبی
مانند آفتاب همی تابد از فلک

در دوستی حافظا اگرت نیست یقین
زر خالص است و پاک نترسد او ز محک

هزار دشمنم ار میکنند قصد هلاک
گرم تو دوستی از دشمنان ندارم باک

مرا امید وصال تو زنده میدارد
وگرنه هر دمم از هجر تست بیم هلاک

نفس نفس اگر از باد نشنوم بویت
زمان زمان کنم از غم چو گل گریبان چاک

رود بخواب دو چشم از خیال تو هیهات
بود صبور دل اندر فراق تو حاشاک

بضرب سیفک قتلی حیاتنا ابدا
فانّ روحی قد طاب ان یکون فداک

اگر تو زخم زنی به که دیگری مرهم
وگر تو زهر دهی به که دیگری تریاک

ترا چنانکه توئی هر نظر کجا بیند
بقدر بینش خود هر کسی کند ادراک

عنان مپیچ اگر میزنی بشمشیرم
سپر کنم سر و دستت ندارم از فتراک

بچشم خلق عزیز آنگهی شود حافظ
که بر در تو نهد روی مسکنت بر خاک

اگر بکوے تو باشد مرا مجال وصول
رسد بدولت وصل تو کار من بحصول

قرار برده ز من آن دو سنبل مشکین
خراب کرده مرا آن دو نرگس مکحول

دل از جواهر مهر تو صیقلے دارد
بود ز زنگ حوادث هر آینه مصقول

من شکسته بدحال زندگی یابم
در آن زمان که به تیغ غمت شوم مقتول

چه جرم کرده ام ای جان و دل بحضرت تو
که طاعت من بیدل نمیشود مقبول

چو بر در تو من بینواے بی زر و زور
بهیچ باب ندارم ره خروج و دخول

کجا روم چکنم حال دل کرا گویم
که گشته ام ز غم و جور روزگار ملول

خرابتر ز دل من غم تو جاے نیافت
که ساخت در دل تنگم قرارگاه نزول

بدرد عشق بساز و خموش شو حافظ
رموز عشق مکن فاش پیش اهل عقول

اے برده دلم را تو بدین شکل و شمائل
پرواے کست نیست جهانے بتو مائل

گه آه کشم از دل و گه تیر تو از جان
پیش تو چه گوییم که چها میکشم از دل

وصف لب لعل تو بگوییم بجهان
نیکو نبود سنت نازک بر مقابل

هر روز چو حسنت ز دگر روز فزون است
مه را امتحان کرد برخے تو مقابل

دل بردی و جان میدهمت غمزه فرستی
چون نیست حریفیم چه حاجت بجدل

حافظا چو تو پا در حرم عشق نهادی
در دامن او دست زن و از همه بگسل

[illegible]

اے رخت چون خلد و لعلت سلسبیل
سلسبیلت کرده جان و دل سبیل

سبز پوشان خطت بر گرد لب
همچو مورانند گرد سلسبیل

ناوک چشم تو در هر گوشه
همچو من افتاده دارد صد قتیل

یا رب این آتش که در جان منست
سرد کن زانسان که کردی بر خلیل

من نمی یابم مجال ای دوستان
گرچه او دارد جمالے بس جمیل

پاے ما لنگست و منزل بس دراز
دست ما کوتاه و خرما بر نخیل

دشمن این نظم از بیان مستغنی ست
بر فروغ نور کسے جوید دلیل

آفرین بر کلک نقاشے که داد
بکر معنی را چنان حسن جمیل

معجز است این شعر یا سحر حلال
هاتف آورد این سخن یا جبرئیل

کس نداند گفت شعرے زین نمط
کس نیارد سفت دُرّے زین قبیل

حافظ از سرپنجهٔ عشق نگار
همچو مور افتاده زیر پاے پیل

ں

بعهد گل شدم از توبهٔ شراب خجل
که کس مباد ز کردار ناصواب خجل

صلاح من همه دام رهست من زین بحث
نیم ز شاهد و ساقی بهیچ باب خجل

ز خون که رفت مرا دوش در سراچهٔ چشم
شدیم در نظر رهروان خواب خجل

تو خوبروی تری ز آفتاب و شکر خدا
که نیستم ز تو در روی آفتاب خجل

رواست نرگس مست ار فگنده سر در پیش
که شد ز شیوهٔ آن چشم پرعتاب خجل

بود که یار نپرسد گنه ز خلق کریم
که از سوال ملولیم و از جواب خجل

بزیر لب ز چه رو جام زهرخنده زند
اگرنه از لب لعل تو شد شراب خجل

رخ از جناب تو عمریست تا نتافته‌ام
نیم بیاری توفیق ازین جناب خجل

ازان نهفته رخ خویش در نقاب صدف
که شد ز نظم خوشش لولو خوشاب خجل

[illegible]
[illegible]

حجاب ظلمت ازان بست آب خضر که گشت
ز نظم حافظ و این طبع همچو آب خجل

خوش خبر باش ای نسیم شمال
که بما میرسد زمان وصال

ما لسلمی و من بذی سلم
این جیراننا کیف الحال

عرصهٔ بزمگاه خالی ماند
از حریفان و رطل مالامال

عفت الدار بعد عافیة
فاسئلوا حالها عن الاطلال

سایه افگند حالیا شب هجر
تا چه بازند شبروان خیال

قصة العشق لا انفصام لها   وصمت ههنا لسان الحال
یار ما سوی کس نمی‌نگرد   آه ازین کبریا و جاه و جلال
یا بریدا سلمی اتاک الله   مرحبا مرحبا تعال تعال

حافظا عشق و صابری تا چند
نالهٔ عاشقان خوش است بنال

دارای جهان نصرت دین خسرو کامل   یحیی بن مظفر ملک عالم عادل
ای آنکه در اسلام پناه تو گشوده   بر روی جهان روزنهٔ جان تن و دل
تعظیم تو بر جان و خرد واجب و لازم   انعام تو بر کون و مکان فایض و شامل
روز ازل از کلک تو یک قطره سیاهی   بر روی مه افتاد که شد حل مسائل
خورشید چو آن خال سیه دید بدل گفت   ای کاش که من بودمی آن هندوی مقبل
شاها فلک از بزم تو در رقص و سماع است   دست طرب از دامن این سلسله مگسل
می نوش و جهان بخش که از خم کمندت   شد گردن بدخواه گرفتار سلاسل
چون دور فلک یکسره بر منهج عدل است   خوش باش که ظالم نبرد راه بمنزل

حافظا قلم شاه جهان مقسم رزق است
از بهر معیشت مکن اندیشهٔ باطل

رهروان را عشق بس باشد دلیل
آب چشم اندر رهش کردم سبیل

موج اشک ما کی آرد در حساب
آنکه کشتی راند در خون قتیل

اختیاری نیست بدنامی ما
ضلّنی فی العشق من یهدی السبیل

بی می و مطرب بفردوسم مخوان
راحتی فی الراح لا فی السلسبیل

آتش رخ بتان بر خود مزن
ورنه از آتش گذر کن چون خلیل

یا مکن با پیلبانان دوستی
یا بنا کن خانه در خورد پیل

یا بنه بر جاده که مقصد گم کنی
یا منه پاے اندرین ره بے دلیل

یا کشش بر چهره نیل عاشقی
یا فرو در جامهٔ تقوی به نیل

شاه عالم را بقا و عز و مال
باد و هر چیزی که خواهد زین قبیل

حافظا گر معنی داری بیار
ورنه دعوی نیست غیر از قال و قیل

هر نکته که گفتم در وصف آن شمائل
هر کس شنید گفتا لله در قائل

دل داده‌ام بیاری عاشق کشی نگاری
مرضیة السجایا محمودة الخصائل

تحصیل عشق و رندی آسان نمود اول
جانم بسوخت آخر در کسب این فضائل

گفتم که کی ببخشی بر جان ناتوانم
گفت آن زمان که نبود جان در میانه حائل

حلاج بر سر دار این نکته خوش سراید
از شافعی نپرسید امثال این مسائل

دردا که پرورش و بارم نداد دلبر
چندانکه از جوانب انگیختم وسائل

در عین گوشه گیری بودم چو چشم مستت
اکنون شدم چو مستان بر روی تو مائل

از آب دیده صد ره طوفان نوح دیدم
از لوح سینه هرگز نقشت نگشت زائل

یارب ببینم او را

ای دوست دست حافظ تعویذ چشم زخم است
آیا بود که بینم در گردنت حمائل

هر کس که شد ز دیگران منظور تو در دل
حقا که بود طاعت او ضائع و باطل

برداشتن از عشق تو دل فکر محال است
از جان خود آسان بود از عشق تو مشکل

از عشق تو ناصح چه مرا منع نماید
ای دوست مگر هم تو کنی حل مسائل

گشتیم جهان را که ببینیم ندیدیم
همچون تو کسی زیبا در شکل و شمائل

ای زاهد خود بین بدر میکده مگذر
آن دلبر من بین که بود میر قبائل

از وصل تو شستند رقیبان ز رخ و دست
چون گشت مرا کام دل از وصل تو حاصل

حافظ ادب و بندگی پیر مغان کن
بر دامن او دست زن و از همه بگسل

بر چشم تو ای ابرویت خجسته خصال
بر هر خط تو ای آیت همایون فال

بنوش لعل تو ای آب زندگانی من
رنگ و بوی تو ای نوبهار حسن جمال

بآن صحیفهٔ عارض که گشته گلشن چشم
بآن حدیقهٔ بینش که شد مقال خیال

بآن عقیق که مار است مهر خاتم چشم
بآن گهر که شمار است در تیغ مقال

بلطف خلق تو و نفحهٔ شمامهٔ گل
ببوی زلف تو و نکهت نسیم شمال

بجلوهای تو و شیوهای رفتن چشم
بعشوهای تو و غمزهای چشم غزال

بگرد راه تو یعنی بسایهٔ امید
بنقش کف پای تو یعنی رشک آب زلال

بسرو ماه نمایت بآفتاب بلند
بآستان رفیعت بآسمان جلال

که بی رضای تو حافظ اگر التفات کند
بعمر باز نماند چه جای مال و منال

شممت روح وداد و شمت برق وصال
بیا که بوی ترا میرم ای نسیم وصال

احادیا بجمال الحبیب قف و انزل
که نیست صبر جمیلم ز اشتیاق جمال

شکایت شب هجران فروگذاشت ای دل
بشکر آنکه برافکند پرده روز وصال

چو یار بر سر صلح است و عذر می‌طلبد
توان گذشت ز جور رقیب در همه حال

بیا که پردهٔ گل ریز هفت خانهٔ چشم
کشیده‌ایم بتحریر کارگاه خیال

بجز خیال دهان تو نیست در دل تنگ
که کس مباد چو من در پی خیال محال

ملال مصلحتی می نمایم از جانان   کہ کس بجد نماند زجان خود ملال
مرا دلیست پریشان بدستِ غم پامال   چنانکہ ہیچکسش نیست واقفِ احوال

قتیل عشقِ تو شد حافظِ غریب ولی
بخاکِ ما گذری کن کہ خون مات حلال

ساقی بیار بادہ کہ آمد زمانِ گل   تا بشکنیم توبہ دگر در میانِ گل
کوری خار خندہ زنان تا چمن رویم   چون بلبلان نزول کنیم آشیانِ گل
در صحنِ بوستان قدحِ بادہ نوش کن   کایاستِ خوشدلی رسید از زبانِ گل
گل در چمن رسید مشو ایمن از فراق   یار و شراب خواہ و سرا بوستانِ گل

حافظ وصالِ گل طلبی ہمچو بلبلان
جان کن فدای خاکِ رہِ باغبانِ گل

آنکہ پامال جفا کرد چو خاک راہم   خاک می بوسم و عذر قدمش میخواہم
من نہ آنم کہ بجور از تو بنالم حاشا   چاکرِ معتقد و بندۂ دولتخواہم
ذرۂ خاکم و در کوی توام وقتِ خوش است   ترسم ای دوست کہ بادی ببرد ناگاہم
صوفیِ صومعۂ عالم قدسم لیکن   حالیا دیرِ مغانست حوالتگاہم
بستہ ام در خم گیسوی تو امید دراز   آن مبادا کہ کند دستِ طلب کوتاہم

پیر میخانه سحر جام جهان بینم داد
واندران آئنه از حسن تو کرد آگاهم

با من راه نشین خیز و سوے میکده آے
تا ببینی که دران حلقه چه صاحب جاهم

برسر شمع قدت شعله صفت مے لرزم
گرچه دانم که هواے تو کشد ناگاهم

خوشم آمد که سحر خسرو خاور میگفت
با همه پادشهی بنده توران شاهم

مست بگذشتی واز حافظت اندیشه نبود
آه اگر دامن حسن تو بگیرد آهم

بارها گفته ام و بار دگر میگویم
که من دلشده این ره نه بخود می پویم

در پس آئنه طوطی صفتم داشته اند
آنچه استاد ازل گفت بگو می گویم

من اگر خارم اگر گل چمن آرایے هست
که ازان دست که مے پروردم می رویم

دوستان عیب من بیدل حیران مکنید
گوهرے دارم و صاحب نظرے می جویم

گرچه با دلق ملمع مے گلگون عیب ست
مکنم عیب کزو رنگ ریا می شویم

خنده و گریه عشاق زجای دگرست
می سرایم بشبها و وقت سحر می مویم

حافظم گفت که خاک در میخانه مبوے
گو مکن عیب که من مشک ختن می بویم

باز آے ساقیا که هوا خواه خدمتم
مشتاق بندگی و دعاگوے دولتم

زانجا که فیض جام سعادت فروغ تست
بیرون شدن نمای ز ظلمات حیرتم تام
هر چند غرق بحر گناهم ز شش جهت
تا آشنای عشق شدم ز اهل رحمتم
عیبم مکن برندی و بدنامی اے فقیه
کاین بود سرنوشت ز دیوان فطرتم
مے خور که عاشقی نه بکسبست و اختیار
این موهبت رسید ز ایوان قسمتم
گر دم زنی ز طرهٔ مشکین آن نگار
فکرے کن اے صبا ز مکافات غیرتم
در ابرو تو تیر نظر تا بگوش هوش
آورده و کشیده و موقوف فرصتم مکان
من کز وطن سفر نگزیدم بعمر خویش
در عشق دیدن تو هواخواه غربتم
دریا و کوه در ره و من خسته و ضعیف
اے خضر پے خجسته مدد کن به همتم
دورم بصورت از در دولتسرای دوست
لیکن بجان و دل ز مقیمان حضرتم

حافظ به پیش چشم تو خواهد سپرد جان
در این خیالم ار بدهد عمر مهلتم

برخیز تا طریق تکلف رها کنیم
دکان معرفت بدو جو بها کنیم
بر دیگران نگار قبا پوش بگذرد
ما نیز جامه‌هاے صبوری قبا کنیم
هفتاد زلت از نظر خلق در حجاب
بهتر ز طاعتے که بروی و ریا کنیم
آنکو بغیر سابقه چندین نواختن کرد
ممکن بود که عفو کند گر خطا کنیم

پیر میخانه سحر جام جهان بینم داد
و اندران آئنه از حسن تو کرد آگاهم
با من راه نشین خیز و سوے میکده آے
تا ببینی که دران حلقه چه صاحب جاهم
بر سر شمع قدرت شعله صفت می لرزم
گرچه دانم که هوای تو کشد ناگاهم
خوشم آمد که سحر خسرو خاور میگفت
با همه پادشهی بندهٔ توران شاهم

مست بگذشتی و از حافظت اندیشه نبود
آه اگر دامن حسن تو بگیرد آهم

بارها گفته ام و بار دگر میگویم
که من دلشده این ره نه بخود می پویم
در پس آئنه طوطی صفتم داشته اند
آنچه استاد ازل گفت بگو میگویم
من اگر خارم اگر گل چمن آرایی هست
که ازان دست که مے پروردم می رویم
دوستان عیب من بیدل حیران مکنید
گوهرے دارم و صاحب نظرے می جویم
گرچه با دلق ملمع مے گلگون عیب است
مکنم عیب کزو رنگ ریا می شویم
خنده و گریهٔ عشاق ز جای دگر است
می سرایم بشب و وقت سحر می مویم

حافظم گفت که خاک در میخانه مبوے
گو مکن عیب که من مشک ختن می بویم

باز آے ساقیا که هوا خواه خدمتم
مشتاق بندگی و دعاگوے دولتم

زانجا که فیض جام سعادت فروغ تست
تاتم
بیرون شدن نمای ز ظلمات حیرتم
هر چند غرق بحر گناهم ز شش جهت
تا آشنای عشق شدم ز اهل رحمتم
عیبم مکن برندی و بدنامی ای فقیه
کاین بود سرنوشت ز دیوان فطرتم
می خور که عاشقی نه بکسبست و اختیار
این موهبت رسید ز ایوان قسمتم
گر دم زنی ز طرهٔ مشکین آن نگار
فکری بکن ای صبا ز مکافات غیرتم
در ابرو تو تیر نظر تا بگوش هوش
مکان
آورده و کشیده و موقوف فرصتم
من کز وطن سفر نگزیدم بعمر خویش
در عشق دیدن تو هواخواه غربتم
دریا و کوه در ره و من خسته و ضعیف
ای خضر پی خجسته مدد کن بهمتم
دورم بصورت از در دولتسرای دوست
لیکن بجان و دل ز مقیمان حضرتم
حافظ به پیش چشم تو خواهد سپرد جان
در این خیالم ار بدهد عمر مهلتم

برخیز تا طریق تکلف رها کنیم
دکان معرفت بر دو جو پر بها کنیم
بر دیگران نگار قباپوش بگذرد
ما نیز جامه‌های صبوری قبا کنیم
هفتاد زلت از نظر خلق در حجاب
بهتر ز طاعتی که بروی و ریا کنیم
آنکو بغیر سابقه چندین نواخت کرد
ممکن بود که عفو کند گر خطا کنیم

گر یک شبی بدستم افتد نگار من
مشکل بود که دامنش از کف رها کنیم
گفتم نگشت کام دلم حاصل از لبت
گفتا تو صبر کن که مرادت روا کنیم

حافظ وفا نیکن ایام سست عهد
این پنج روزه عمر بیا تا وفا کنیم

بشری اذ السلامة حلت بذی سلم
لله حمد معترف غایة النعم
آن خوش خبر کجاست کزین فتح مژده داد
تا جان فشانمش چو زر و سیم در قدم
از بازگشت شاه چه خوش طرفه نقش بست
آهنگ خصم او بسراپردهٔ عدم
پیمان شکن هر آینه گردد شکسته دل
ان العهود عند ملیک النهی ذمم
در نیل غم فتاده سپهرش بطنز گفت
الآن قد ندمت و ما ینفع الندم
می جست از سحاب امل رحمتی ولی
جز دیده‌اش معاینه بیرون نداد نم
ساقی بیا که دور گل است و زمان عیش
پیش آر جام و هیچ مخور غم ز بیش و کم
ای دل تو جام جم طلبی ملک جم مخواه
کاین بود قول بلبل بستانسرای جم
چون خون خصم آب صراحی بریز هی
با دوستان بعیش و طرب گیر جام جم
بشنو ز جام باده که این آل نور کیا
با بازگشت شه بدرون کیقباد و جم
حافظ ز گنج بادهٔ دارد قرارگاه
کالطیر فی الحدیقة واللیث فی الاجم

بعزم توبه سحر گفتم استخاره کنم — بهار توبه شکن میرسد چه چاره کنم
سخن درست بگویم نمیتوانم دید — که مے خورند حریفان و من نظاره کنم
بدور لاله دماغ مرا علاج کنید — گر از میانهٔ بزم طرب کناره کنم
اگر شبے بزبانم حدیث توبه رود — ز بے طهارتی آن را بمی غراره کنم
بتخت گل بنشانم بتے چو سلطانی — ز سنبل و سمنش ساز طوق و یاره کنم
مرا که نیست ره و رسم لقمه پرهیزے — همان به است که میخانه را اجاره کنم
ز روی دوست مرا چون گل مراد شکفت — حوالهٔ سر دشمن بسنگ خاره کنم
گدای میکده ام لیک وقت مستی بین — که ناز بر فلک و حکم بر ستاره کنم
اگر ز لعل لب یار بوسهٔ یابم — جوان شوم ز سر و زندگی دوباره کنم
چو غنچه با لب خندان بیاد مجلس شاه — پیاله گیرم و از شوق جامه پاره کنم
نه قاضیم نه مدرس نه محتسب نه فقیه — مرا چه سود که منع شرابخواره کنم

ز باده خوردن پنهان ملول شد حافظ
ببانگ بربط و نے رازش آشکاره کنم

بغیر از آنکه بشد دین و دانش از دستم — دگر بگو که ز عشقت چه طرف بربستم
اگرچه خرمن عمرم غم تو داد بباد — بخاک پاے عزیزت که عهد نشکستم

چو ذره گرچه حقیرم ببین بدولت عشق
که در هوای رخت چون بمهر پیوستم
بیار باده که عمریست تا من از سر هر
بکنج عافیت از بهر عیش ننشستم
اگر ز مردم هشیاری ای نصیحت‌گو
سخن بخاک میفکن چرا که من مستم
چگونه سر ز خجالت برآورم بر دوست
که خدمتی بسزا برنیامد از دستم
بسوخت حافظ و آن یار دلنواز نگفت
که مرهمی بفرستم چو خاطرش خستم

بگذار تا بشارع میخانه بگذریم
کز بهر جرعهٔ همه محتاج این دریم
جائیکه تخت و مسند جم میرود بباد
گر غم خوریم خوش نبود به که می خوریم
تا بو که دست در کمر او توان زدن
در خون دل نشسته چو یاقوت احمریم
روز نخست چون دم رندی زدیم و عشق
شرط آن بود که جز ره این شیوه نسپریم
واعظ مکن نصیحت شوریدگان که ما
با خاک کوی دوست بفردوس ننگریم
زان پیشتر که عمر گرانمایه بگذرد
بگذار تا مقابل روی تو بنگریم
چون صوفیان بحالت و رقصند در سماع
ما نیز هم بشعبده دستی برآوریم
از جرعهٔ تو خاک زمین قدر لعل یافت
بیچاره ما که پیش تو از خاک کمتریم
حافظ چو ره بکنگرهٔ کاخ وصل نیست
با خاک آستانهٔ این در بسر بریم

[illegible]

بتیغم گر زند دستش نگیرم دگر تیرم زند منت پذیرم
کمان ابرویت را گو مزن تیر که پیش دست و بازویت بمیرم
غم گیتی چو از پایم درآرد بجز ساغر نباشد دستگیرم
برآی ای آفتاب صبح امید که در دست شب هجران اسیرم
چو طفلان تا کی ای واعظ فریبی بسیب بوستان و جوی شیرم
من آن مرغم که هر شام و سحرگاه رسد تا سدره آواز صفیرم
بفریادم رس ای پیر خرابات بیک جرعه جوانم کن که پیرم
بگیسوی تو خوردم دوش سوگند که از پای تو من سر بر نگیرم

بسوز این خرقهٔ تقوی چو حافظ
که گر آتش شوم در وی نگیرم

بمژگان سیه کردی هزاران رخنه در دینم بیا کز چشم بیمارت هزاران درد برچینم
الا ای همنشین دل که یارانت برفت از یاد مرا روزی مباد آن دم که بی یاد تو بنشینم
ز تاب آتش دوری شدم غرق عرق چون گل بیار ای باد شبگیری نسیمی زان عرق چینم
شب رحلت هم از بستر روم تا قصر حورالعین اگر در وقت جان دادن تو باشی شمع بالینم
صباح الخیر زد بلبل کجائی ساقیا برخیز که غوغا میکند در سر خیال خواب دوشینم

ز تاب آتش دوری شدم غرق عرق چون گل

اگر به جای من غیری گزیند دوست حاکم اوست
حرامم باد اگر من جان به جای دوست بگزینم

جهان پیر است بی بنیاد ازین فرهادکش فریاد
که کرد افسون و نیرنگش ملول از جان شیرینم

جهان فانی و باقی فدای شاهد و ساقی
که سلطانی عالم را طفیل عشق می‌بینم

رموز عشق و سرمستی ز من بشنو نه از واعظ
که با جام و قدح هر شب قرین ماه و پروینم

حدیث آرزومندی که در این نامه ثبت افتاد
همانا بی غلط باشد که حافظ داد تلقینم

بیا تا گل برافشانیم و می در ساغر اندازیم
فلک را سقف بشکافیم و طرحی نو دراندازیم

اگر غم لشکر انگیزد که خون عاشقان ریزد
من و ساقی بهم سازیم و بنیادش براندازیم

چو در دست است رودی خوش بزن مطرب سرودی خوش
که دست افشان غزل خوانیم و پاکوبان سر اندازیم

صبا خاک وجود ما بدان عالی جناب انداز
بود کان شاه خوبان را نظر بر منظر اندازیم

یکی از عشق می‌لافد دگر طامات می‌بافد
بیا کاین داوری‌ها را به پیش داور اندازیم

بهشت عدن اگر خواهی بیا با ما به میخانه
که از پای خمت یکسر به حوض کوثر اندازیم

شراب ارغوانی را گلاب اندر قدح ریزیم
نسیم عطرگردان را شکر در مجمر اندازیم

بیا جانا معطر کن ز رویت مجلس ما را
که در پیشت غزل خوانیم و در پایت سر اندازیم

[illegible]

سخندانی و خوشخوانی نمی‌ورزند در شیراز
بیا حافظ که تا خود را به ملکی دیگر اندازیم

بی تو ای سرو روان با گل و گلشن چه کنم
زلف سنبل چه کشم عارض سوسن چه کنم

آه کز طعنه بدخواه ندیدم رویت
نیست چون آینه‌ام روی ز آهن چه کنم

برو ای زاهد و بر دردکشان خرده مگیر
کار فرمای قدر میکند این من چه کنم

بارق غیرت چو چنین می جهد از مکمن غیب
تو بفرما که من سوخته خرمن چه کنم

مددی گر بچراغی نکند آتش طور
چاره تیره شب وادی ایمن چه کنم

شاه ترکان چو پسندید و بچاهم انداخت
دستگیر ار نشود دست تهمتن چه کنم

خون من ریختی از ناوک قتال ز فراق
خود بگو با تو من ای دیده روشن چه کنم

[illegible]

حافظا خلد برین خانه موروث منست
اندرین منزل ویرانه نشیمن چه کنم

تا سایه مبارکت افتاد بر سرم
دولت غلام من شد و اقبال چاکرم

شد سالها که از سر من بخت رفته بود
از دولت وصال تو باز آمد از درم

بیدار در زمانه ندیدی کسی مرا
در خواب اگر خیال تو گشتی مصورم

من هر دو چشم تو بپایان برم ولی
باور مکن که بی تو زمانی بسر برم

زان شب که باز در دل تنگم در آمدی
چون شمع در گرفت دماغ معطرم

درد مرا طبیب نداند دوا که من
بی دوست خسته خاطر و با درد خوگرم

گفتی بیار رخت اقامت بکوی ما
من خود بجان خود که ازین کو نگذرم

هر کس غلام شاهی و مملوک صاحبیست
حافظ کمینه بندهٔ سلطان کشورم

مرا می بینی و دردم زیادت میکنی دردم
ترا می بینم و شوقم زیادت می شود هردم
بسامانم نمی پرسی نمیدانم چه سر داری
بدرمانم نمیکوشی نمیدانی مگر دردم
نه راه است اینکه بگذاری مرا جانا و بگریزی
گذاری آر و بازم پرس تا خاک رهت گردم
ندارم دستت از دامن بجز در خاک آن دم هم
چو بر خاکم گذار آری بگیرد دامنت گردم
فرو رفت از غم عشقت دمم دم میدهی تا کی
دمار از من بر آوردی نمیگوئی بر آوردم
شبی دل را بتاریکی ز زلفت باز می جستم
رخت میدیدم و جامی ز لعلت باز میخوردم
کشیدم در برت ناگاه و شد در تاب گیسویت
نهادم بر لبت لب را و جان و دل فدا کردم

تو خوش میباش با حافظ برو گو خصم جان میده
چو گرمی تو می بینم چه باک از خصم دم سردم

تو همچو صبحی و من شمع خلوت سحرم
تبسمی کن و جان بین که چون همی سپرم
چنین که در دل من داغ زلف سرکش تست
بنفشه زار شود تربتم چو در گذرم
بر آستان امیدت گشاده ام در چشم
که یک نظر فگنی چون فگندی از نظرم

غلام مردم چشمم که با سیاه دلی
هزار قطره ببارد چو درد دل شمرم
چه شکر گویمت ای خیل غم عفاک الله
که روز بیکسی آخر نمیروی ز سرم
بهر نظر بت ما جلوه میکند لیکن
کس آن کرشمه نبیند که من همی نگرم
بخاک حافظ اگر یار بگذرد چو نسیم
چو غنچه در لحد تنگ خود کفن بدرم

چرا نه در پی عزم دیار خود باشم
چرا نه خاک کف پای یار خود باشم
غم غریبی و غربت چو بر نمی‌تابم
بشهر خود روم و شهریار خود باشم
ز محرمان سراپرده وصال شوم
ز بندگان خداوندگار خود باشم
چو کار عمر نه پیداست باری آن اولی
که روز واقعه پیش نگار خود باشم
ز دست بخت گران خواب و کار بیسامان
اگر کنم گله راز دار خود باشم
همیشه پیشه من عاشقی و رندی بود
دگر بکوشم و مشغول کار خود باشم
بود که لطف ازل رهنمون شود حافظ
وگرنه تا بابد شرمسار خود باشم

[illegible]

چل سال بیش رفت که من لاف میزنم
کز چاکران پیر مغان کمترین منم
هرگز بیمن عاطفت پیر میفروش
ساغر تهی نشد ز می صاف روشنم

در حق من بدردکشی ظن بد مبر
کالوده گشت خرقه ولی پاکدامنم

شهباز دست پادشهم این چه حالتست
کز یاد برده‌اند هوای نشیمنم

حیفست بلبلی چو من اکنون درین قفس
با این لسان عذب که خامش چو سوسنم

آب و هوای پارس عجب سفله پرورست
کو همرهی که خیمه ازین خاک برکنم

تورانشه خجسته که در من یزید فضل
شد منت مواهب او طوق گردنم

حافظ بزیر خرقه قدح تا بکی کشی
در بزم خواجه پرده ز کارت برافگنم

حاشا که من بموسم گل ترک می کنم
من لاف عقل میزنم این کار کی کنم

مطرب کجاست تا همه محصول زهد و علم
در کار بانگ بربط و آواز نی کنم

از قال و قیل مدرسه حالی دلم گرفت
یکچند نیز خدمت معشوق و می کنم

کو پیک صبح تا گله‌های شب فراق
با آن خجسته طالع فرخنده پی کنم

کی بود در زمانه وفا جام می بیار
تا من حکایت جم و کاوس کی کنم

از نامهٔ سیاه نترسم که روز حشر
با فیض لطف او صد ازین نامه طی کنم

خاک مرا چو در ازل از می سرشته‌اند
با مدعی بگو که چرا ترک می کنم

این جان عاریت که بحافظ سپرد دوست
روزی رخش ببینم و تسلیم وی کنم

حالیا مصلحت وقت در آن می بینم
که کشم رخت بمیخانه و خوش بنشینم
جز صراحی و کتابم نبود یار و ندیم
تا حریفان دغا را بجهان کم بینم
بسکه در خرقهٔ سالوس زدم لاف صلاح
شرمسار رخ ساقی و می رنگینم
جام می گیرم و از اهل ریا دور شوم
یعنی از اهل جهان پاکدلی بگزینم
سر بآزادگی از خلق برآرم چون سرو
گر دهد دست که دامن ز جهان برچینم
سینهٔ تنگ من و بار غم او هیهات
مرد این بار گران نیست دل مسکینم
دل و جانم بخیال سر زلف تو بسوخت
ور گوا بایدت اینک نفس مشکینم
بر دلم گرد ستمهاست خدایا مپسند
که مکدر شود آیینهٔ مهرآیینم
بندهٔ آصف عهدم دلم آزرده مکن
که اگر دم زنم از چرخ بخواهد کینم
من اگر رند خراباتم و گر حافظ شهر
این متاعم که تو می بینی و کمتر زینم

حجاب چهرهٔ جان می شود غبار تنم
خوشا دمی که ازین چهره پرده برفکنم
چنین قفس نه سزای من خوش الحانست
روم بگلشن رضوان که مرغ آن چمنم
عیان نشد که چرا آمدم کجا بودم
دریغ و درد که غافل ز کار خویشتنم
چگونه طواف کنم در فضای عالم قدس
چو در سراچهٔ ترکیب تخته بند تنم

اگر ز خون دلم بوی عشق می آید
عجب مدار که همدرد نافهٔ ختنم

مرا که منظر حور است مسکن و ماوی
چرا بکوی خراباتیان بود وطنم

طراز پیرهن زرکشم مبین چون شمع
که سوزهاست نهانی درون پیرهنم

بیا و هستی حافظ ز پیش او بردار
که با وجود تو کس نشنود ز من که منم

تم

خرم آن روز کزین منزل ویران بروم
راحت جان طلبم وز پی جانان بروم

گرچه دانم که بجائی نبرد راه غریب
من ببوی خوش آن زلف پریشان بروم

چون صبا با دل بیمار و تن بی طاقت
بهواداری آن سرو خرامان بروم

دلم از وحشت زندان سکندر بگرفت
رخت بربندم و تا ملک سلیمان بروم

در ره او چو قلم گر بسرم باید رفت
با دل زخم کش و دیدهٔ گریان بروم

نذر کردم گر این غم بسر آید روزی
تا در میکده شادان و غزلخوان بروم

بهواداری او ذره صفت رقص کنان
تا لب چشمهٔ خورشید درخشان بروم

تازکان را چه غم حال گرفتاران نیست
ساربانان مددی تا خوش و آسان بروم

ور چو حافظ نبرم ره ز بیابان بیرون
همره کوکبهٔ آصف دوران بروم

[illegible]

خیال روے تو در کارگاه دیده کشیدم
بصورت تو نگارے ندیدم و نشنیدم
امید خواجگیم بود بندگی تو کردم
هواے سلطنتم بود خدمت تو گزیدم
اگر چه در طلبت همعنان باد شمالم
بگرد سرو خرامان قامتت نرسیدم
امید در سر زلفت بروز عهد نبستم
طمع بدور دهانت ز کام دل ببریدم
گناه چشم سیاه تو بود و ناوک غمزه
که من چو آهوی وحشی ز آدمی برمیدم
ز شوق چشمهٔ نوشت چه قطرها که فشاندم
ز لعل روح فزایت چه عشوها که خریدم
ز غمزه بر دل ریشم چه تیرها که گشادی
ز غصه بر سر کویت چه بارها که کشیدم
ز کوے یار بیار ای نسیم صبح غبارے
که بوی خون دل ریش زان غبار شنیدم
چو غنچه بر سرم از کوے او گذشت نسیمی
که پرده بر دل خونین بهواے او بدریدم

[illegible]
[illegible]

بخاک پاے تو سوگند و نور دیدهٔ حافظ
که بے رخ تو فروغ از چراغ دیده ندیدم

خیال روے تو گر بگذرد بگلشن چشم
دل از پے نظر آید بسوے روزن چشم
بیا که لعل و گهر در نثار مقدم تو
ز گنج خانهٔ دل میکشم بمخزن چشم
سزاے تکیه گهت منظرے نمی بینم
منم بعالم و این گوشهٔ معین چشم
سحر سرشک روانم سر خرابی داشت
گرم نه خون جگر می گرفت دامن چشم

نخست روز که دیدم رخ تو دل میگفت ‌ ‌ اگر رسد خللے خون من بگردن چشم
ببوی مژدهٔ وصل تو تا سحر همه شب ‌ ‌ براه باد نهادم چراغ روشن چشم

بمردمے که دل دردمند حافظ را
مزن بناوک دلدوز مردم افگن چشم

خیز تا از در میخانه گشادے طلبیم ‌ ‌ بره دوست نشینیم و مرادے طلبیم
زاد راه حرم دوست نداریم مگر ‌ ‌ بگدائی ز در میکده زادے طلبیم
اشک آلودهٔ ما گرچه روانست ولے ‌ ‌ برسالت سوی آن پاک نهادے طلبیم
لذت داغ غمت بر دل ما باد حرام ‌ ‌ اگر از جور غم عشق تو دادے طلبیم
نقطهٔ خال تو بر لوح بصر نتوان زد ‌ ‌ مگر از مردمک دیده مدادے طلبیم
عشوهٔ از لب شیرین تو دل خواست بجان ‌ ‌ بشکر خنده لبت گفت مزادے طلبیم
تا بود نسخهٔ عطری دل سودا زده را ‌ ‌ از خط غالیه سای تو سوادے طلبیم
چون غمت را نتوان یافت مگر در دل شاد ‌ ‌ ما بامید غمت خاطر شادے طلبیم

بر در مدرسه تا چند نشینی حافظا
خیز تا از در میخانه گشادے طلبیم

خیز تا خرقهٔ صوفی بخرابات بریم ‌ ‌ زرق و طامات ببازار خرافات بریم

تا همه خلوتیان جام صبوحی گیرند
چنگ صبحی به در پیر مناجات بریم

ور نهد در ره ما خار ملامت زاهد
از گلستانش به زندان مکافات بریم

شرممان باد ز پشمینهٔ آلودهٔ خویش
گر بدین فضل و هنر نام کرامات بریم

قدر وقت ار نشناسد دل و کاری نکند
بس خجالت که ازین حاصل اوقات بریم

سوی رندان قلندر به ره آورد سفر
دلق پشمینه و سجادهٔ طامات بریم

با تو آن عهد که در وادی ایمن بستیم
همچو موسی ارنی گوی به میقات بریم

فتنه میبارد ازین طاق مقرنس برخیز
تا به میخانه پناه از همه آفات بریم

در بیابان فنا گم شدن آخر تا کی
ره بپرسیم مگر پی به مهمات بریم

باده نوشیدن پنهان نه نشان کرم است
این همه بانگ بر ارباب کرامات بریم

خاک کوی تو به صحرای قیامت فردا
همه بر فرق سر از بهر مکافات بریم

حافظ آب رخ خود بر در هر سفله مریز
حاجت آن به که بر قاضی حاجات بریم

در خرابات مغان گر گذر افتد بازم
حاصل خرقه و سجاده روان دربازم

حلقهٔ توبه گر امروز چو زهاد زنم
خازن میکده فردا نکند در بازم

ور چو پروانه دهد دست فراغ بالی
جز بدان عارض شمعی نبود پروازم

ماجرای دل سرگشته نگویم باکس · زانکه جز تیغ غمت نیست کسی دمسازم
صحبت حور نخواهم که بود عین قصور · با خیال تو اگر با دگری پردازم
سر سودای تو در سینه بماندی پنهان · چشم تردامن اگر فاش نکردی رازم
مرغ سان از قفس خاک هوائی گشتم · بامیدی که مگر صید کند شهبازم
همچو چنگم بکناری ندهی کام دلم · با هوسی از لب خود ده نفسی بنوازم

[illegible]

گر بهر موی سری بر تن حافظ باشد
همچو زلفت همه را در قدمت اندازم

در خرابات مغان نور خدا می‌بینم · وین عجب بین که چه نوری ز کجا می‌بینم
کیست دردی‌کش این میکده یا رب که درش · قبلهٔ حاجت و محراب دعا می‌بینم
جلوه بر من مفروش ای ملک الحاج که تو · خانه می‌بینی و من خانه خدا می‌بینم
سوز دل اشک روان آه سحر نالهٔ شب · این همه از نظر لطف شما می‌بینم
خواهم از زلف بتان نافه گشائی کردن · فکر دورست همانا که خطا می‌بینم
هر دم از روی تو نقشی زندم راه خیال · با که گویم که درین پرده چها می‌بینم
کس ندیدست ز مشک ختن و نافهٔ چین · آنچه من هر سحر از باد صبا می‌بینم
دوستان عیب نظربازی حافظ مکنید · که من او را ز محبان خدا می‌بینم

دوستان عیب نظربازی حافظ مکنید
که من او را ز محبان خدا می‌بینم

دردم از یار است و درمان نیز هم
دل فدای او شد و جان نیز هم

آنکه میگویند آن بهتر ز حسن
یار ما این دارد و آن نیز هم

هر دو عالم یک فروغ روی اوست
گفتمت پیدا و پنهان نیز هم

دوستان در پرده میگویم سخن
گفته خواهد شد بدستان نیز هم

یاد باد آنکو بقصد جان ما
عهد را بشکست و پیمان نیز هم

خون ما آن نرگس مستانه ریخت
وان سر زلف پریشان نیز هم

عاشق از قاضی نترسد می بیار
بلکه از یرغوی سلطان نیز هم

اعتمادی نیست بر کار جهان
بلکه بر گردون گردان نیز هم

چون سر آمد دولت شبهای وصل
بگذرد ایام هجران نیز هم

محتسب داند که حافظ عاشق است
و آصف ملک سلیمان نیز هم

از غم [illegible] چنان شیفته کردی یارم
گر خیال [illegible] پروا دارم

هر که از ناله شبگیر من آگاه شود
هیچ شکی نیست که چون [illegible] دارم

گفته بودی که بمیر و که بمیرم حالا
آنچنانم که به بینی و ندانی بازم

بعد ازین با غم و غصه ز تقریر قدم یا
گو همه خلق بدانند که شاهدبازم

دو سه کودی که نبودی ز غم خویش مرا
هیچ غم نیست تو دانی که همی شد سازم

از زبان بد دل من تا به ره عشق آید
که به حالت آیند هم گر بکشی اندازم

گر از آن دام تو هم فیض دوام نبخشی
هم بخاک به سر کوی تو بود پردازم

حافظ افتاد زبان شد به همه بیرون پرواز
پیش و پس شمع تو چو شمع افتاده گدازم

در نهانخانه عشرت صنمی خوش دارم
کز سر زلف و رخش نعل در آتش دارم

گر بکاشانه رندان قدمی خواهی زد
نقل شعر و شکرین و می بیغش دارم

در تو زین دست مرا بی سر و سامان داری
من به آه سحرت زلف مشوش دارم

عاشق و رندم و میخواره به آواز بلند
وین همه منصب از آن حور پریوش دارم

گر چنین چهره گشاید خط زنگاری دوست
من رخ زرد به خونابه منقش دارم

ناوک غمزه بیار و رسن زلف که من
جنگها با دل مجروح بلاکش دارم

یک سر موی [illegible] که نیاید
سالها [illegible] که آتش دارم

حافظا چون غم و شادی جهان در گذر است
بهتر آنست که من خاطر خود خوش دارم

دوستان وقت گل آن به که به عشرت کوشیم
سخن پیر مغان است و به جان بنیوشیم

نیست در کس کرم و وقت طرب می‌گذرد
چاره آن است که سجاده به می بفروشیم

خوش هواییست فرح‌بخش خدایا بفرست
نازنینی که به رویش می گلگون نوشیم

ارغنون ساز فلک رهزن اهل هنر است
چون ازین غصه ننالیم و چرا نخروشیم

گل به جوش آمد و از می نزدیمش آبی
لاجرم ز آتش حرمان و هوس می‌جوشیم

حافظ این حال عجب با که توان گفت که ما
بلبلانیم که در موسم گل خاموشیم

دوش بیماری چشم تو ببرد از دستم
لیکن از لطف لبت صورت جان می‌بستم

عشق من با خط مشکین تو امروزی نیست
دیرگاهست کزین جام هلالی مستم

عافیت چشم مدار از من میخانه‌نشین
که دم از خدمت رندان زده‌ام تا هستم

در ره عشق از آن سوی فنا صد خطر است
تا نگویی که چو عمرم به سر آمد رستم

بوسه بر درج عقیق تو حلال است مرا
که به افسوس و جفا مهر وفا نشکستم

بعد ازینم چه غم از تیر کج‌انداز حسود
که به محبوب کمان‌ابروی خود پیوستم

از ثبات خودم این نکته خوش آمد که به جور
در سر کوی تو از پای طلب ننشستم

صنمی لشکریم غارت دل کرد و برفت
آه اگر عاطفت شاه نگیرد دستم

رتبت دانش حافظ به فلک بر شده بود
کرد غمخواری بالای بلندت پستم

دوش سودای رخش گفتم ز سر بیرون کنم
گفت کو زنجیر تا تدبیر این مجنون کنم

قامتش را سرو گفتم سر کشید از من به خشم
دوستان از راستی می‌رنجد نگارم چون کنم

نکته ناسنجیده گفتم دلبرا معذور دار
عشوه‌ای فرمای تا من طبع را موزون کنم

زرد رویی می‌کشم زان طبع نازک بی‌گناه
ساقیا جامی بده تا چهره را گلگون کنم

من که ره بردم به گنج حسن بی‌پایان دوست
صد گدای همچو خود را بعد از این قارون کنم

ای نسیم منزل لیلی خدا را تا به کی
ربع را برهم زنم اطلال را جیحون کنم

ای مه صاحب قران از بنده حافظ یاد کن
تا دعای دولت آن حسن روزافزون کنم

دیده دریا کنم و صبر به صحرا فکنم
واندر این کار دل خویش به دریا فکنم

از دل تنگ گنهکار برآرم آهی
کآتش اندر گنه آدم و حوا فکنم

خورده‌ام تیر فلک باده بده تا سرمست
عقده در بند کمر ترکش جوزا فکنم

جرعه جام بر این تخت روان افشانم
غلغل چنگ در این گنبد مینا فکنم

مایه خوشدلی آنجاست که دلدار آنجاست
می‌کنم جهد که خود را مگر آنجا فکنم

بند برقع بگشا ای مه خورشید لقا
تا چو زلفت سر سودا زده در پا فکنم

حافظا تکیه بر ایام چو سهو است و خطا
من چرا عشرت امروز به فردا فکنم

دیشب به سیل اشک ره خواب می‌زدم
نقشی به یاد خط تو بر آب می‌زدم

روی نگار در نظرم جلوه می‌نمود
وز دور بوسه بر رخ مهتاب می‌زدم

ابروی یار در نظر و خرقه سوخته
جامی به یاد گوشه محراب می‌زدم

چشمم به روی ساقی و گوشم به قول چنگ
فالی به چشم و گوش درین باب می‌زدم

نقش خیال روی تو تا وقت صبحدم
بر کارگاه دیده بی‌خواب می‌زدم

هر مرغ فکر کز سر شاخ طرب بجست
بازش ز طره تو به مضراب می‌زدم

ساقی به صوت این غزلم کاسه می‌گرفت
می‌گفتم این سرود و می ناب می‌زدم

خوش بود وقت حافظ و فال مراد و کام
بر نام عمر و دولت احباب می‌زدم

روز عید است و من امروز در آن تدبیرم
که دهم حاصل سی روزه و ساغر گیرم

چند وقتیست که دورم ز ایاغ ساقی جام
بس خجالت که پدید آمد ازین تقصیرم

من خلوت ننشینم پس ازین در شهر
زاهد خودبین بر ما ننهد ز تقصیرم

چند پیرانه و برو خطا شد سر هم لیکن
حسن بند آخر که دگر [illegible] پیرم

آنکه بر خاک در میکده جا داشت کجاست
تا نوهم پرستیدم از سر [illegible] پیرم

میکشیدم همی سجاده تقوی بر دوش
آه اگر خلق شود [illegible] پیرم

خلق گویند که حافظ سخن [illegible]
سال خورده [illegible] پیرم

روزگاری شد که در میخانه خدمت میکنم
در لباس فقر کار اهل دولت میکنم

تا کی اندر دام وصل آرم تذروی خوش خرام
در کمینم و انتظار وقت فرصت میکنم

واعظ ما بوی حق نشنید بشنو کین سخن
در حضورش نیز میگویم نه غیبت میکنم

چون صبا افتان و خیزان میروم تا کوی دوست
وز رفیقان ره استمداد همت میکنم

خاک کویت زحمت ما بر نتابد بیش ازین
لطفها کردی بتا تخفیف زحمت میکنم

زلف دلبر دام راه و غمزه‌اش تیر بلا
یاد دار ای دل که چندینت نصیحت میکنم

دیده بدبین بپوشان ای کریم عیب پوش
زین دلیریها که من در کنج خلوت میکنم

عاشق ار گردد حساب روز محشر با کسی
فال فردا میزنم امروز عشرت میکنم

از یمین عرش آمین میکند روح الامین
چون دعای پادشاه ملک و ملت میکنم

خسروا امید جاه و مال دارم این سبب
التماس آستان بوسی حضرت میکنم

حافظم در محفلی دردی کشم در مجلسی
بنگر این شوخی که چون با خلق صنعت میکنم

ز دست کوته خود زیر بارم
که از بالا بلندان شرمسارم

مگر زنجیر زلفت گیردم دست
وگرنه سر به شیدائی برآرم

ز چشم من بپرس اوضاع گردون
که شب تا روز اختر میشمارم

چه مستی خوردم من از جام عشقت
که هشیاری و بیداری ندارم

بدین شکرانه میبوسم لب جام
که کرد آگه ز دور روزگارم

من از بازوی خود دارم بسی شکر
که زور مردم آزاری ندارم

اگر گفتم دعای میفروشان
چه باشد حق نعمت میگزارم

[illegible] ز زلفش روان در پیش دوشتا
که کار آسمان را [illegible]

فراز مسند [illegible] تخت داری برگرفتن
بجا باشد به شکرانه اگر جان بسپارم

سری دارم چو حافظ مست لیکن
به لطف آن سری امیدوارم

زلف بر باد مده تا ندهی بر بادم
ناز بنیاد مکن تا نکنی بنیادم

رخ برافروز که فارغ کنی از برگ گلم
قد برافراز که از سرو کنی آزادم

زلف را حلقه مکن تا نکنی دربندم
چهره را آب مده تا ندهی بربادم

شهرهٔ شهر مشو تا ننهم سر در کوه
شور شیرین منما تا نکنی فرهادم

می مخور با دگران تا نخورم خون جگر
سر مکش تا نکشد سر بفلک فریادم

مهر از دست منه تا نشود دل [illegible] چال
دست گیرم که ز هجر تو زپا افتادم

یار بیگانه مشو تا نبری از خویشم
غم اغیار مخور تا نکنی ناشادم

رحم کن بر من مسکین و بفریادم رس
تا بخاک در آصف نرسد فریادم

شمع هر جمع مشو ورنه بسوزی ما را
یاد هر قوم مکن تا نروی از یادم

حافظ از جور تو حاشا که بگرداند روی
من ازان روز که دربند توام آزادم

سالها پیروی مذهب رندان کردم
تا بفتوی خرد حرص بزندان کردم

من بسرمنزل عنقا نه بخود بردم راه
قطع این مرحله با مرغ سلیمان کردم

از خلاف آمد عادت بطلب کام که من
کسب جمعیت ازان زلف پریشان کردم

سایه بر دل ریشم فکن ای گنج مراد
که من این خانه بسودای تو ویران کردم

توبه کردم که نبوسم لب ساقی و کنون
می گزم لب که چرا گوش بنادان کردم

نقش مستوری و مستی نه بدست من و تست
آنچه استاد ازل گفت بکن آن کردم

دارم از لطف ازل جنت فردوس طمع
گرچه دربانی میخانه فراوان کردم

اینکه پیرانه سرم صحبت یوسف بنواخت
اجر صبریست که در کلبهٔ احزان کردم

گر بدیوان غزل صدرنشینم چه عجب
سالها بندگی صاحب دیوان کردم

هیچکس را نرسد در حکم چرا به فلک
آن شنیدم که من از همت سلطان کردم

صبح خیزی و سلامت طلبی چون حافظ
هر چه کردم همه از دولت قرآن کردم

[illegible]

[illegible]

سرم خوش است و ببانگ بلند می‌گویم
که من نسیم حیات از پیاله می‌جویم

عبوس زهد بوجه خمار ننشیند
مرید خرقهٔ دردی کشان خوش‌خویم

گرم نه پیر مغان در بروی بگشاید
کدام در بزنم چاره از کجا جویم

مکن در این چمنم سرزنش بخودروئی
چنانچه پرورشم میدهند میرویم

تو خانقاه و خرابات در میانه مبین
خدا گواست بهر جا که هست با اویم

ز شوق نرگس مست و بلند بالائی
چو لاله با قدح افتاده بر لب جویم

شدم فسانه بسرگشتگی و ابروی دوست
کشیده در خم چوگان خویش چون گویم

غبار راه طلب کیمیای بهروزیست
غلام دولت آن خاک عنبرین بویم

نصیحتم چه کنی ناصحا چه میدانی
که من نه معتقد مرد عافیت جویم

بیاید که بتولای حافظا از دل پاک
غبار زرق بفیض قدح فرو شوئیم

صنما با غم عشق تو چه تدبیر کنم
تا بکی در غم تو ناله شبگیر کنم

دل دیوانه از آن شد که پذیرد [illegible]
مگرش هم ز سر زلف تو زنجیر کنم

آنچه در مدت هجر تو کشیدم هیهات
در دو صد نامه محال است که تحریر کنم

با سر زلف تو مجموع پریشانی خود
کو مجالی که یکایک همه تقریر کنم

[illegible]
[illegible]

آن زمان کارزوی دیدن جانم باشد
در نظر نقش رخ خوب تو تصویر کنم

گر بدانم که وصال تو بدین دست دهد
دل و دین را همه در بازم و توفیر کنم

دور شو از برم ای واعظ و افسانه مگو
من نه آنم که دگر گوش بتزویر کنم

نیست امکان خلاصی ز غم او ای حافظ
چونکه تقدیر چنین بود چه تدبیر کنم

صوفی بیا که خرقه سالوس برکشیم
وین نقش زرق را خط بطلان بسر کشیم

نذر و فتوح صومعه در وجه می نهیم
دلق ریا به آب خرابات برکشیم

سر قضا که در تتق غیب منزویست
مستانه‌اش نقاب ز رخسار برکشیم

بیرون جهیم سرخوش و از بزم صوفیان
غارت کنیم باده و شاهد به بر کشیم

کام جهان برآر که بخشد خدا گناه
روزی که رخت جان به جهانی دگر کشیم

کو عشوهٔ ز ابروی تو تا چو ماه نو
گوی سپهر در خم چوگان زر کشیم

فردا اگر نه روضهٔ رضوان به ما دهند
غلمان ز غرفه حور ز جنت به در کشیم

[illegible]

حافظ نه حد ماست چنین لافها زدن
پا از گلیم خویش چرا بیشتر کشیم

عاشق روی جوانی خوش نوخاسته ام
وز خدا صحبت او را به دعا خواسته ام

عاشق و رند و نظربازم و می‌گویم فاش
تا بدانی که به چندین هنر آراسته ام

شرمم از خرقهٔ آلودهٔ خود می‌آید
که به هر پاره دو صد شعبده آراسته ام

خوش بسوز از غمش ای شمع که اینک من نیز
هم بدین کار کمربسته و برخاسته ام

با چنین حیرتم از دست بشد صرفهٔ کار
در غم افزوده ام آنچه از دل و جان کاسته ام

پاسبان حرم دل شده ام شب همه شب
بو که سیری بکند آن مه ناکاسته ام

[illegible]

همچو حافظ به خرابات روم جامه قبا
بو که در بر کشد آن دلبر نوخاسته ام

عشقبازی و جوانی و شراب لعل فام
مجلس انس و حریف همدم و شرب مدام

ساقی شکردهان و مطرب شیرین سخن / همنشین نیک کردار و حریف نیکنام
شاهدی در لطف و پاکی رشک آب زندگی / دلبری در حسن و خوبی غیرت ماه تمام
باده گلرنگ تلخ و عذب و خوشخوار و سبک / نقلش از لعل نگار و نقلش از یاقوت خام
بزمگاهی دلنشین چون قصر فردوس برین / گلشنی پیرامنش چون روضه دارالسلام
صف‌نشینان نیکخواه و پیشکاران باادب / دوستداران صاحب اسرار و حریفان دوستکام
غمزه ساقی بیغمای خرد آهخته تیغ / زلف جانان از برای صید دل گسترده دام
هر کرا این صحبت نجوید خوشدلی بر وی ملال / وانکه این عشرت نخواهد زندگی بر وی حرام

نکته‌دانی بذله‌گو چون حافظ شیرین سخن
بخشش‌آموزی جهان‌افروز چون حاجی قوام

عمریست تا به راه غمت رو نهاده‌ایم / روی و ریای خلق بیکسو نهاده‌ایم
هم جان بدان دو نرگس جادو سپرده‌ایم / هم دل بدان دو سنبل هندو نهاده‌ایم
ما ملک عافیت نه بلشکر گرفته‌ایم / ما تخت سلطنت نه ببازو نهاده‌ایم
در گوشه امید چو نظارگان ماه / چشم طلب بر آن خم ابرو نهاده‌ایم
بی زلف سرکشت سر سودائی از ملال / همچون بنفشه بر سر زانو نهاده‌ایم
ننهاده‌ایم بار جان بر دل ضعیف / وین کار با رخسته بیسر نهاده‌ایم

ALIGARH

تا سحر چشم یار چه بازی کند که باز
بنیاد بر کرشمهٔ جادو نهاده‌ایم

طاق و رواق مدرسه قیل و قال فضل
زنهار [illegible] نهاده‌ایم

عمری گذشت تا به امید اشارتی
چشمی بدان دو نرگس جادو نهاده‌ایم

تا سرو [illegible]
در راه جام و ساقی مه‌رو نهاده‌ایم

هشیار [illegible] دست و پا بدل
زنجیر و بند زان خم گیسو نهاده‌ایم

[illegible]
در راه یار سلسلهٔ گیسو نهاده‌ایم

[illegible]
پیوسته سر به دو گوشهٔ ابرو نهاده‌ایم

گفتی که حافظا دل سرگشته‌ات کجاست
در حلقه‌های آن خم گیسو نهاده‌ایم

[illegible]
[illegible] ارغوان نمی‌بینیم

[illegible]
که در این شهر این نشان نمی‌بینیم

[illegible]
[illegible] که اهل وصل در جهان نمی‌بینیم

[illegible]
[illegible] آن چنان نمی‌بینیم

[illegible]
[illegible] میان نمی‌بینیم

[illegible]
که یاد داشته [illegible] عیان نمی‌بینیم

قد تو تا بشد از جویبار دیدهٔ من
بجای سرو جز آب روان نمی‌بینم

من و سفینهٔ حافظ که اندرین دریا
بضاعت سخن درفشان نمی‌بینم

فاش می‌گویم و از گفتهٔ خود دلشادم
بندهٔ عشقم و از هر دو جهان آزادم

طایر گلشن قدسم چه دهم شرح فراق
که درین دامگه حادثه چون افتادم

من ملک بودم و فردوس برین جایم بود
آدم آورد درین دیر خراب آبادم

سایهٔ طوبی و دلجویی حور و لب حوض
بهوای سر کوی تو برفت از یادم

نیست بر لوح دلم جز الف قامت یار
چکنم حرف دگر یاد نداد استادم

کوکب بخت مرا هیچ منجم نشناخت
یا رب از مادر گیتی بچه طالع زادم

تا شدم حلقه بگوش در میخانهٔ عشق
هر دم آید غمی از نو بمبارکبادم

گر خورد خون دلم مردمک دیده رواست
که چرا دل بجگرگوشهٔ مردم دادم

پاک کن چهرهٔ حافظ بسر زلف ز اشک
ورنه این سیل دمادم بکند بنیادم

ایضا
وله

دوستی با پیر مغان دارم و عهدیست قدیم
که حرامست می آن را که نه یارست ندیم

چاک خواهم زدن این دلق ریایی چکنم
روح را صحبت ناجنس عذابیست الیم

تا مگر جرعه فشاند لب جانان بر من
سالها زان شده ام بر در میخانه مقیم
مگرش صحبت دیرین من از یاد برفت
ای نسیم سحری یاد دهش عهد قدیم
بعد صد سال اگر بر سر خاکم گذری
سر برآرد ز گلم رقص کنان عظم رمیم
فکر بهبود خود ای دل ز در دیگر کن
درد عاشق نشود به بمداوای حکیم
گوهر معرفت اندوز که با خود ببری
که نصیب دگران ست نصاب زر و سیم
دام سخت ست مگر یار شود لطف خدا
ورنه آدم نبرد صرفه ز شیطان رجیم
غنچه گو تنگدل از کار فروبسته مباش
کز دم صبح مدد یابی و انفاس نسیم
دلبر از ما بصد امید گرفت اول دل
ظاهرا عهد فرامش نکند خلق کریم

حافظ ار سیم و زرت نیست برو شاکر باش
چه به از دولت لطف سخن و طبع سلیم

گر ازین منزل غربت بسوی خانه روم
نذر کردم که هم از راه بمیخانه روم
زین سفر گر بسلامت بوطن باز رسم
دگر آنجا که روم عاقل و فرزانه روم
تا بگویم که چه کشفم شد ازین سیر و سلوک
بر در میکده با بربط و پیمانه روم
آشنایان ره عشق گرم خون بخورند
ناکسم گر بشکایت سوی بیگانه روم
بعد ازین دست من و زلف چو زنجیر نگار
تا بکی از پی کام دل دیوانه روم

گر به تیغم بکشد ابروی چو محرابش باز — سجدهٔ شکر کنم در پی شکرانه روم

خرم آن دم که چو جافزا بتولاے وزیر
سرخوش از میکده با دوست بکاشانه روم

تا [illegible]

گرچه از آتش دل چون خم می در جوشم — مهر بر لب زده خون می خورم و خاموشم
قصد جان است طمع در لب جانان کردن — تو مرا بین که درین کار بجان میکوشم
من کی آزاد شوم از غم دل چون هر دم — هندوی زلف بتی حلقه کند در گوشم
حاش لله که نیم معتقد طاعت خویش — این قدر هست که گه گه قدحی مینوشم
هست امیدم که علی رغم عدو روز جزا — فیض عفوش ننهد بار گنه بر دوشم
پدرم روضهٔ رضوان بدو گندم بفروخت — ناخلف باشم اگر من بجوی نفروشم
خرقه پوشی من از غایت دینداری نیست — پرده بر سر صد عیب نهان می پوشم
من که خواهم که ننوشم بجز از راوق مے — چکنم گر سخن پیر مغان ننیوشم

[illegible]

گر ازین دست زند مطرب مجلس ره عشق
شعر جافزا ببرد وقت سماع از هوشم

گرچه افتاده زلفش گرهی در کارم — همچنان چشم امید از کرمش میدارم
به طرب حمل مکن سرخی رویم که چو جام — خون دل عکس برون میدهد از رخسارم

پردهٔ مطربم از دست برون خواهد برد
آه اگر زانکه دران پرده نباشد بارم

منم آن شاعر ساحر که بافسون سخن
از نی کلک همه شهد و شکر می بارم

بصد امید نهادیم درین بادیه پای
ای دلیل دل گم گشته فرو مگذارم

چون نفس درگذر باد کسی یارم نیست
با که گویم که بگوید سخنی با یارم

دیدهٔ بخت بافسانهٔ او شد در خواب
کو نسیمی ز عنایت که کند بیدارم

دوش میگفت که حافظ همه رویست و ریا
بجز از خاک درت با که بگو روآرم

گرچه ما بندگان پادشهیم
پادشاهان ملک صبحگهیم

گنج در آستین و کیسه تهی
جام گیتی نما و خاک رهیم

هوشیار حضور و مست غرور
بحر توحید و غرقهٔ گنهیم

شاهد بخت چون کرشمه کند
ماش آئینهٔ رخ چو مهیم

شاه بیدار بخت را هر شب
ما نگهبان افسر و کلهیم

گو غنیمت شمار صحبت ما
که تو در خواب و ما بدیده گهیم

شاه منصور واقف است که ما
روی همت بهر کجا که نهیم

دشمنان را ز خون کفن سازیم
دوستان را قبای فتح دهیم

رنگ تزویر پیش ما نبود   شیر سرخیم و افعی سیهیم

دام حافظ بگو که باز دهند
کردهٔ اعتراف و ما گوهیم

گر دست دهد خاک کف پای نگارم   بر لوح بصر خط غبارے بنگارم
پروانهٔ او گر برسد در طلب جان   چون شمع همان دم بدمے جان بسپارم
گر قلب دلم را نهد دوست عیارے   من نقد روان در دمش از دیده بیارم
دامن مفشان بر من خاکی که پس از مرگ   زین در نتواند که برد باد غبارم
از بوے کنار تو شدم غرقهٔ امید   از موج سرشکم که رساند بکنارم
زلفین سیاه تو بدلداری عشاق   دادند قرارے و ببردند قرارم
امروز مکش سر ز وفاے من و اندیش   زان شب که من از غم به دعا دست برآرم
اے ساقی ازان باده یکے جرعه بیاده   کان بوے شفا میدهد از رنج خمارم

شاد بیش نه شمارم   [illegible]

حافظ لب لعلش چو مرا جان عزیز است
عمرے بود آن لحظه که جان را بلب آرم

گر دست دهد در شکن زلفین تو بازم   چون گوے چه سرها که بچوگان تو بازم
زلف تو مرا عمر دراز است ولے نیست   در دست سر موئے ازان زلف درازم

پروانه راحت بده ای شمع که امشب
از آتش دل پیش تو چون شمع گدازم

چون نیست نماز من آلوده نمازے
در میکده زان کم نشود سوز و گدازم

در مسجد و میخانه خیالت اگر آید
محراب کمانخانهٔ ابروے تو سازم

گر خلوت ما را شبے از رخ بفروزی
چون صبح در آفاق جهان سرفرازم

آن دم که بیک خنده دهم جان چو صراحی
مستان تو خواهم که گذارند نمازم

محمود بود عاقبت کار درین راه
ور سر برود در سر سودای ایازم

[illegible]

حافظ غم دل با که بگویم که درین دور
جز جام نشاید که بود محرم رازم

گر من از سرزنش مدعیان اندیشم
شیوهٔ مستی و رندی نرود از پیشم

زهد رندان نوآموخته راهی بدهیست
من که بدنام جهانم چه صلاح اندیشم

شاه شوریده سران خوان من بی سامان را
زانکه در کم خردی از همه عالم بیشم

بر جبین نقش کن از خون دل من خالی
تا بدانند که قربان تو کافرکیشم

اعتقادے بنما و بگذر بهر خدا
تا ندانی که درین خرقه چه نادرویشم

شعر خونبار من ای دوست بر یار بخوان
که ز مژگان سیه بر رگ جان زد نیشم

دامن از رشحهٔ خون دل ما درهم چین
که اثر در تو کند گر بخراشی ریشم

[illegible]

من اگر رندم وگر شیخ چه کارم با کس
حافظ راز خود و عارف وقت خویشم

ما برآریم شبے دست و دعائے بکنیم غم هجران ترا چاره ز جائے بکنیم
دل بیمار شد از دست رفیقان مددے تا طبیبش بسر آریم و دوائے بکنیم
خشک شد بیخ طرب راه خرابات کجاست تا دران آب و هوا نشو و نمائے بکنیم
آنکه بے جرم برنجید و به تیغم زد و رفت بازش آرید خدا را که صفائے بکنیم
در ره نفس کزو سینهٔ ما بتکده شد تیر آهے بگشائیم و غزائے بکنیم
مدد از خاطر رندان طلب اے دل ورنه کار صعب است مبادا که خطائے بکنیم
سایهٔ طائر کم حوصله کارے نکند طلب سایهٔ میمون همائے بکنیم

[illegible]

دلم از پرده بشد حافظ خوش لهجه کجاست
تا بقول و غزلش ساز و نوائے بکنیم

ما سرخوشان مست دل از دست داده ایم همراز عشق و همنفس جام باده ایم
بر ما بسے کمان ملامت کشیده اند تا کار خود ز ابروے جانان گشاده ایم
اے گل تو دوش جام صبوحی کشیده ما آن شقایقیم که با داغ زاده ایم
پیر مغان ز توبهٔ ما گر ملول شد گو باده صاف کن که بعذر ایستاده ایم

[illegible]

کار از تو می‌رود مددی ای دلیل راه   انصاف میدهیم که از ره فتاده ایم
چون لاله می مبین و قدح در میان کار   این داغ بین که بر دل خونین نهاده ایم

گفتی که حافظ این همه رنگ خیال چیست
نقش غلط مخوان که همان لوح ساده ایم

ما ورد سحر بر در میخانه نهادیم   اوقات دعا در ره جانانه نهادیم
سلطان ازل گنج غم عشق بما داد   تا روی درین منزل ویرانه نهادیم
در خرقهٔ صد عاقل و زاهد زند آتش   این داغ که ما بر دل دیوانه نهادیم
در دل ندهم ره پس ازین مهر بتان را   مهر لب او بر در این خانه نهادیم
آن بوسه که زاهد ز پیش داد بما دست   از روی صفا بر لب جانانه نهادیم
چون میرود این کشتی سرگشته که آخر   جان در سر این گوهر یکدانه نهادیم
المنة لله که چو ما بیدل و دین بود   آن را که خرد پرور و فرزانه نهادیم
در خرقه ازین بیش منافق نتوان بود   بنیاد ازین شیوهٔ رندانه نهادیم

[illegible]
شه
نسخه

قانع بخیالی ز تو بودیم چو حافظ
یا رب چه گدا همت و شاهانه نهادیم

ما درین در نه پی حشمت و جاه آمده ایم   از بد حادثه اینجا به پناه آمده ایم

رهرو منزل عشقیم و ز سرحد عدم
تا باقلیم وجود این همه راه آمده‌ایم
سبزهٔ خط تو دیدیم و ز بستان بهشت
بطلبکاری این مهرگیاه آمده‌ایم
با چنین گنج که شد خازن او روح امین
بگدائی بدر خانهٔ شاه آمده‌ایم
لنگر حلم تو ای کشتی توفیق کجاست
که درین بحر کرم غرق گناه آمده‌ایم
آبرو میرود ای ابر خطاپوش ببار
که بدیوان عمل نامه سیاه آمده‌ایم
حافظ این خرقهٔ پشمینه بینداز که ما
از پی قافله با آتش آه آمده‌ایم

ما ز یاران چشم یاری داشتیم
خود غلط بود آنچه ما پنداشتیم
تا درخت دوستی کی بر دهد
حالیا رفتیم و تخمی کاشتیم
گفتگو آئین درویشی نبود
ورنه با تو ماجراها داشتیم
شیوهٔ چشمت فریب جنگ داشت
ما غلط کردیم و صلح انگاشتیم
نکته‌ها رفت و شکایت کس ندید
جانب حرمت فرو نگذاشتیم
گلبن حسنت نه خود شد دلفریب
ما دم همت بر او بگماشتیم
چون نهادی دل بمهر دیگران
ما امید از وصل تو برداشتیم
گفت خود دادی بما دل حافظا
ما محصل بر کسی نگماشتیم

ما نگوییم بد و میل بناحق نکنیم / جامهٔ کس سیه و دلق خود ازرق نکنیم
رقم مغلطه بر دفتر دانش نکشیم / سر حق با ورق شعبده ملحق نکنیم
عیب درویش و توانگر بکم و بیش بدست / کار بد مصلحت آنست که مطلق نکنیم
خوش برانیم جهان در نظر راهروان / فکر اسپ سیه و زین مغرق نکنیم
آسمان کشتی ارباب هنر میشکند / تکیه آن به که برین بحر معلق نکنیم
شاه اگر جرعهٔ رندان نه بحرمت نوشد / التفاتی بمی صاف مروق نکنیم
گر بدی گفت حسودی و رفیقی رنجید / گو تو خوش باش که ما گوش باحمق نکنیم

[illegible]

حافظ ار خصم خطا گفت نگیریم برو
ور بحق گفت جدل با سخن حق نکنیم

[illegible]

مرا عهدیست با جانان که تا جان در بدن دارم / هواداران کویش را چو جان خویشتن دارم
صفای خلوت خاطر از آن شمع چگل جویم / فروغ چشم و نور دل از آن ماه ختن دارم
بکام و آرزوی دل چو دارم خلوتی حاصل / چه فکر از خبث بدگویان میان انجمن دارم
شراب خوشگوارم هست و یار مهربان ساقی / ندارد هیچکس یاری چنین یاری که من دارم
مرا در خانه سروی هست کاندر سایهٔ قدش / فراغ از سرو بستانی و شمشاد چمن دارم
سزد کز خاتم لعلش زنم لاف سلیمانی / چو اسم اعظم باشد چه باک از اهرمن دارم

خدا را ای رقیب امشب زمانی دیده بر هم نه
که من با لعل خاموشش نهانی صد سخن دارم

گرم صد لشکر از خوبان بقصد دل کمین سازند
بحمد الله والمنة بتی لشکر شکن دارم

الا ای پیر فرزانه مکن عیبم ز میخانه
که من در ترک پیمانه دلی پیمان شکن دارم

چو در گلزار اقبالش خرامانم بحمد الله
نه میل لاله و نسرین نه برگ یاسمن دارم

برندی شهره شد حافظ پس از چندین ورع اما
چه غم دارم چو در عالم امین الدین حسن دارم

مرحبا طایر فرخ پی فرخنده پیام
خیر مقدم چه خبر یار کجا راه کدام

یا رب این قافله را لطف ازل بدرقه باد
که از و خصم بدام آید و معشوق بکام

ماجرای من و معشوق مرا پایان نیست
هر چه آغاز ندارد نپذیرد انجام

چشم خونبار مرا آب نه در خور باشد
من له القتل دوا عجبا کیف ینام

تو ترحم نکنی بر من بیدل دانم
ذاک دعوای و ها انت و تلک الایام

گل ز حد برد تنعم ز کرم رخ بنمای
سرو می نازد و خوش نیست خدا را بخرام

مرغ روحم که همی زد ز سر سدره صفیر
عاقبت دانه خال تو فکندش در دام

زلف دلدار چو زنار همی فرماید
برو ای شیخ که شد بر تنم این خرقه حرام

حافظ ار میل بابروی تو دارد شاید
جای در گوشه محراب کنند اهل کلام

ایضاً

مرو که در غم هجر تو از جهان برویم
بیا که پیش تو از خویش بر زبان برویم
سخن بگوے که پیش لب تو جان بدهیم
رها مکن که درین حسرت از جهان برویم
روا مدار که جان بر لب است و از جهان
ندیده کام دل از آن لب و دهان برویم
خوش آن زمان که ببینیم بر آن لب تو
تو خود بگوے که ما از برت چسان برویم
گداے کوے شماییم و حاجتے داریم
روا مدار که محروم از آستان برویم
نشان وصل باده بهر طریق که هست
که بارے از پے وصل تو با نشان برویم
مگو که حافظ ازین در برو براے خدا
که هر چه راے تو باشد چنین بران برویم

ایضاً

بزن بر دل ز نوک غمزه تیرم
که پیش چشم بیمارت بمیرم
نصاب حسن در حد کمال است
زکاتم ده که مسکین و فقیرم
قدح پر کن که من از دولت عشق
جوان بخت جهانم گرچه پیرم
چنان پر شد فضاے سینه از دوست
که فکر خویش گم شد از ضمیرم
مبادا جز حساب مطرب و می
اگر حرفے کشد کلک دبیرم
دران غوغا که کس کس را نپرسد
من از پیر مغان منت پذیرم
چو طفلان زاهدا تا کے فریبی
بسیب بوستان و شهد و شیرم

من آن مرغم که هر شام و سحرگاه
ز بام عرش می‌آید صفیرم
قراری کرده‌ام با می‌فروشان
که روز غم بجز ساغر نگیرم
خوشا آن دم که استغنای مستی
فراغت بخشد از شاه و وزیرم
فراوان گنج غم در سینه دارم
اگرچه مدعی بیند فقیرم
من آندم برگرفتم دل ز حافظ
که ساقی گشت یار ناگزیرم

[illegible]

مژدهٔ وصل تو کو کز سر جان برخیزم
طایر قدسم و از دام جهان برخیزم
یارب از ابر هدایت برسان بارانی
پیشتر زانکه چو گردی ز میان برخیزم
بولای تو که گر بندهٔ خویشم خوانی
از سر خواجگی کون و مکان برخیزم
بر سر تربت من با می و مطرب بنشین
تا ببویت ز لحد رقص‌کنان برخیزم
گرچه پیرم تو شبی تنگ در آغوشم گیر
تا سحرگه ز کنار تو جوان برخیزم
تو مپندار که از خاک سر کوی تو من
بجفای فلک و جور زمان برخیزم
سرو بالا بنما ای بت شیرین حرکات
که چو حافظ ز سر جان و جهان برخیزم

ت از سر برو جوان

من ترک عشقبازی و ساغر نمی‌کنم
صد بار توبه کردم و دیگر نمی‌کنم

[illegible]

باغ بهشت و سایهٔ طوبی و قصر حور
با خاک کوی دوست برابر نمی کنم

تلقین درس اهل نظر یک اشارتست
گردم اشارتی و مکرر نمی کنم

هرگز نمی شود ز سر خود خبر مرا
تا در میان میکده سر بر نمی کنم

شیخم بطنز گفت حرامست می مخور
گفتم مگو که گوش بهر خر نمی کنم

پیر مغان حکایت معقول میکند
معذورم ار محال تو باور نمی کنم

این تقویم بس ست که چون واعظان شهر
ناز و کرشمه بر سر منبر نمی کنم

زاهد بطعنه گفت برو ترک عشق کن
محتاج جنگ نیست برادر نمی کنم

ت درخطاب چهره ت مقبول ت ناصح

حافظ جناب پیر مغان مأمن وفاست
من ترک خاک بوسی این در نمی کنم

من دوستدار روی خوش و موی دلکشم
مدهوش چشم مست و می صاف بی غشم

در عاشقی گزیر نباشد ز سوز و ساز
استاده ام چو شمع مترسان ز آتشم

من آدم بهشتیم اما درین سفر
حالی اسیر عشق جوانان مهوشم

بختار مدد کند که کشم رخت سوی دوست
گیسوی حور گرد فشاند ز مفرشم

شیراز معدن لب لعلست و کان حسن
من جوهری مفلسم ایرا مشوشم

از بسکه چشم مست درین شهر دیده ام
حقا که می نمی خورم اکنون و سرخوشم

شهریست پر کرشمه و خوبان ز شش جهت
چیزیم نیست ورنه خریدار هر ششم
گفتی ز سر عهد ازل نکته بگوی
آنگه بگویمت که دو پیمانه درکشم
حسن عروس طبع مرا جلوه آرزوست
آیینه ندارم ازان آه می‌کشم

حافظ ز تاب فکرت بیجا صلی بسوخت
ساقی کجاست تا زند آبی بر آتشم

من که باشم که بران خاطر عاطر گذرم
لطفها میکنی ای خاک درت تاج سرم
دلبرا بنده نوازیت که آموخت بگو
که من این ظن برقیبان تو هرگز نبرم
همتم بدرقهٔ راه کن ای طایر قدس
که درازست ره مقصد و من نوسفرم
ای نسیم سحری بندگی ما برسان
که فراموش مکن وقت دعای سحرم
خرم آن روز کزین مرحله بربندم رخت
در سر کوی تو پرسند رفیقان خبرم
پایهٔ نظم بلندست و جهانگیر بگو
تا کند پادشه بحر دهان پر گهرم
راه خلوتگه خاصم بنما تا پس ازین
می خورم با تو و دیگر غم دنیا نخورم

حافظا شاید اگر در طلب گوهر وصل
دیده دریا کنم از اشک و درو غوطه خورم

من نه آن رندم که ترک شاهد و ساغر کنم
محتسب داند که من این کارها کمتر کنم

[illegible]

چون صبا مجموعهٔ گل را بآب لطف شست
کج دلم خوان گر نظر بر صفحهٔ دفتر کنم
لاله ساغرگیر و نرگس مست و بر ما نام فسق
داوری دارم بسی یا رب کرا داور کنم
عشق دردانه‌ست و من غواص و دریا میکده
سر فرو بردم در آنجا تا کجا سر بر کنم
گرچه گرد آلود فقرم شرم باد از همتم
گر بآب چشمهٔ خورشید دامن تر کنم
من که دارم در گدائی گنج سلطانی بدست
کی طمع در گردش گردون دون پرور کنم
عاشقان را گر در آتش می پسندد لطف یار
تنگ چشمم گر نظر بر چشمهٔ کوثر کنم

[illegible]

عهد و پیمان فلک را نیست چندان اعتبار
عهد با پیمانه بندم شرط با ساغر کنم
بازکش یکدم عنان ای ترک شهرآشوب من
تا ز اشک و چهره راهت پر زر و گوهر کنم
با وجود بینوائی روسیه بادم چو ماه
گر قبول فیض خورشید بلند اختر کنم
من که امروزم بهشت نقد حاصل میشود
وعدهٔ فردای زاهد را چرا باور کنم
شیوهٔ رندی نه لائق بود وضعم را ولی
چون در افتادم چرا اندیشهٔ دیگر کنم
دوش لعلت عشوه‌ها میداد عاشق را ولی
من نه آنم کز وی این افسانه‌ها باور کنم
گوشهٔ محراب ابروی تو میخواهم ز بخت
تا در آنجا همچو مجنون درس عشق از بر کنم
وقت گل گوئی که زاهد شو بچشم و جان و دل
می روم تا مشورت با شاهد و ساغر کنم
ز [illegible] گل چه سود و نیست حافظا گرش دار
تا عود سے خوانم و اندیشهٔ دیگر کنم

[illegible]

نماز شام غریبان چو گریه آغازم
بمویه‌های غریبانه قصه پردازم

بیاد یار و دیار آنچنان بگریم زار
که از جهان ره و رسم سفر براندازم

من از دیار حبیبم نه از بلاد غریب
مهیمنا برفیقان خود رسان بازم

خدای را مددی ای دلیل راه که من
بکوی میکده دیگر علم برافرازم

خرد ز پیری من کی حساب برگیرد
که باز با صنمی طفل عشق می‌بازم

بجز صبا و شمالم نمی‌شناسد کس
عزیز من که بجز باد نیست همرازم

هوای منزل یار آب زندگانی ماست
صبا بیار نسیمی ز خاک شیرازم

سرشکم آمد و عیبم بگفت روی بروی
شکایت از که کنم خانگیست غمازم

ز چنگ زهره شنیدم که صبحدم میگفت
مرید حافظ خوش لهجهٔ خوش آوازم

[illegible]

هر چند پیر و خسته دل و ناتوان شدم
هر گه که یاد روی تو کردم جوان شدم

شکر خدا که هر چه طلب کردم از خدا
بر منتهای مطلب خود کامران شدم

در شاهراه دولت سرمد بتخت بخت
با جام می بکام دل دوستان شدم

از آن زمان که فتنهٔ چشمت بما رسید
ایمن ز شر فتنهٔ آخرزمان شدم

ای گلبن جوان بر دولت بخور که من
در سایهٔ تو بلبل باغ جهان شدم

اول ز حرف لوح وجودم خبر نبود   در مکتب غم تو چنین نکته دان شدم
قسمت حوالتم بخرابات میکند   هر چند اینچنین شدم و آنچنان شدم
من پیر سال و ماه نیم یار بیوفاست   بر من چو عمر میگذرد پیر از آن شدم
آن روز بر دلم در معنی گشاده شد   کز ساکنان درگه پیر مغان شدم
دوشم نوید داد و بشارت که حافظا
باز آ که من بعفو گناهت ضمان شدم

اگر بر خیزد از دستم که با دلدار بنشینم   ز جام وصل می نوشم ز باغ خلد گل چینم
شراب تلخ صوفی سوز بنیادم بخواهد برد   لبم بر لب نه ای ساقی و بستان جان شیرینم
لبت شکر بمستان داد و چشمت می بمیخواران   منم کز غایت حرمان نه با آنم نه با اینم
مگر دیوانه خواهم شد درین سودا که شب تا روز   سخن با ماه میگویم پری در خواب می بینم
چو هر خاکی که باد آورد فیضی برد از انعامت   ز حال بنده یاد آور که خدمتگار دیرینم
ز هر کو نقش نظمی زد کلامش دلپذیر آید   تذرو طرفه می گیرم که چالاکست شاهینم
وگر باور نمیداری رو از صورتگر چین پرس   که مانی نسخه میخواهد ز نوک کلک مشکینم
وفاداری و حق گوئی نه کار هر کسی باشد   غلام آصف دوران جلال الحق والدینم
رموز عشق و سرمستی ز من بشنو نه از حافظ   که با جام و قدح هر شب حریف ماه و پروینم

[illegible]

این چه شوریست که در دور قمر می بینم
همه آفاق پر از فتنه و شر می بینم

هر کسی روز بهی می طلبد از ایام
مشکل اینست که هر روز بتر می بینم

ابلهان را همه شربت ز گلاب و قند است
قوت دانا همه از خون جگر می بینم

اسپ تازی شده مجروح بزیر پالان
طوق زرین همه در گردن خر می بینم

دختران را همه جنگ است و جدل با مادر
پسران را همه بدخواه پدر می بینم

هیچ رحمی نه برادر به برادر دارد
هیچ شفقت نه پدر را به پسر می بینم

پند حافظ بشنو خواجه برو نیکی کن
زانکه این پند به از دُرّ و گهر می بینم

[illegible]

دیدار شد میسر و بوس و کنار هم
از بخت شکر دارم و از روزگار هم

زاهد برو که طالع اگر طالع من است
جامم بدست باشد و زلف نگار هم

ما عیب کس برندی و مستی نمی کنیم
لعل بتان خوش است و می خوشگوار هم

ای دل بشارتی دهمت محتسب نماند
وز می جهان پر است و بت میگسار هم

آن شد که چشم بدنگران بود از کمین
خصم از میان برفت و سرشک از کنار هم

خاطر بدست تفرقه دادن نه زیرکیست
مجموعهٔ بخواه و صراحی بیار هم

بر خاکیان عشق فشان جرعهٔ لبش
تا خاک لعل گون شود و مشکبار هم

چون آبروی لالہ و گل فیض حسن تست
اے ابر لطف بر من خاکے ببار ہم
چون کائنات جملہ ببوے تو زندہ اند
اے آفتاب سایہ ز من برمدار ہم
اہل نظر اسیر تو اند از خدا بترس
وز انتصاف آصف جم اقتدار ہم
بر یاد راے انور او آفتاب صبح
جان میکند فدا و کواکب نثار ہم
گوے زمین ربودۂ چوگان عدل تست
وین برکشیدہ گنبد نیلی حصار ہم
تا از نتیجۂ فلک و طور دور اوست
تبدیل سال و ماہ و خزان و بہار ہم
خالی مباد کاخ جلالت ز سروران
وز ساقیان سرو قد گلعذار ہم
برہان ملک و دین کہ ز دست وزارتش
ایام کان یمین شد و دریا یسار ہم
عزم مبارک عنان تو در جنبش آورد
این پایدار مرکز عالی مدار ہم
حافظ کہ در ثناے تو چندین گہر فشاند
پیش کف تو شد خجل و شرمسار ہم

صلاح از ما چہ میجوئی کہ مستان را صلا گفتیم
بدور نرگس مستت سلامت را دعا گفتیم
در میخانہ را بگشا کہ ہیچ از خانقہ نکشود
گرت باور بود ورنہ سخن این بود و ما گفتیم
من از چشم خوش ساقی خراب افتادہ ام لیکن
بلائے کز حبیب آید ہزارش مرحبا گفتیم
قدت گفتم کہ شمشاد ست بس خجلت ببار آورد
کہ این نسبت چرا کردیم و این بہتان چرا گفتیم

اگر بر من نبخشائی پشیمانی خوری آخر
بخاطر دار این معنی که در خدمت کجا گفتیم
جگر چون نافه ام خون گشت کم زینم نمی باید
جزای آنکه با زلفش سخن از چین خطا گفتیم

تو آتش گشتی ای حافظ ولی با یار در نگرفت
ز بدعهدی گل گوئی حکایت با صبا گفتیم

عمریست تا من در طلب هر روز گامی میزنم
دست شفاعت هر دمی در نیکنامی میزنم
بی ماه مهر افروز خود تا بگذرانم روز خود
دامی براهی می نهم مرغی بدامی میزنم
تا بو که یابم آگهی زان سایهٔ سرو سهی
گلبانگ عشق از هر طرف بر خوش خرامی میزنم
هر چند کان آرام دل دانم نبخشد کام دل
نقش خیالی میکشم فال دوامی میزنم
اورنگ کو گلچهر کو نقش وفا و مهر کو
حالی من اندر عاشقی داو تمامی میزنم
دانم سر آید قصه ام چندان نماند غصه ام
زین آه خون افشان که من هر صبح و شامی میزنم

[illegible]

با آنکه از خود غائبم وز می چو حافظ تائبم
در مجلس روحانیان گه گاه جامی میزنم

برو ای طبیبم از سر که خبر ز سر ندارم
بخدا اگر غم جان که ز جان خبر ندارم
[illegible] قسمتم شد که ز بیخودی شوم به
[illegible] ترشی [illegible] که نظر دگر ندارم
[illegible] ار خوری با زین لب که نه [illegible] لب
نفسی بجز تو با کس [illegible] وگر ندارم

ز زرت کشند دیده بزرت کشند در بر
من بینوای مضطر چکنم که زر ندارم

دگرم مگو که خواهم که ز درگهت برانم
تو برین و من بر آنم که دل از تو بر ندارم

من اگرچه می پرستم بامید می بدستم
ببرید دل ز دستم که دل دگر ندارم

دل حافظ ار بجوئی غم دل به سینه جوئی
چه گویمت بگوئی سر درد سر ندارم

ای نور چشم من سخنی هست گوش کن
تا ساغرت پرست بنوشان و نوش کن

پیران سخن بتجربه گفتند گفتمت
هان ای پسر که پیر شوی پند گوش کن

بر هوشمند سلسله ننهاده است عشق
خواهی که زلف یار کشی ترک هوش کن

تسبیح و خرقه لذت مستی نبخشدت
همت درین عمل طلب از میفروش کن

با دوستان مضایقه در عمر و مال نیست
صد جان فدای یار نصیحت نیوش کن

در راه عشق وسوسهٔ اهرمن بسیست
هشدار و گوش دل به پیام سروش کن

برگ نوا تبه شد و ساز طرب نماند
ای چنگ ناله برکش و ای دف خروش کن

ساقی که جامت از می صافی تهی مباد
چشم عنایتی بمن دردنوش کن

سرمست در قبای زرافشان چو بگذری
یک بوسه نذر حافظ پشمینه پوش کن

افسر سلطان گل پیدا شد از طرف چمن
مقدمش یا رب مبارک باد بر سرو و سمن
خوش بجای خویشتن بود این نشست خسروی
تا نشیند هر کسی اکنون بجای خویشتن
تا ابد معمور باد این خانه کز خاک درش
هر نفس با بوی رحمن می وزد باد یمن
خاتم جم را بشارت ده بحسن خاتمت
کاسم اعظم کرد ازو کوتاه دست اهرمن
خنگ چوگانی چرخت رام شد در زیر زین
شهسوارا خوش بمیدان آمدی گویی بزن
جویبار ملک آب از سر شمشیر تست
تو درخت عدل بنشان بیخ بدخواهان بکن
شوکت پور پشنگ و تیغ عالمگیر تو
در همه شهنامه ها شد داستان انجمن
بعد ازین نشگفت اگر با نکهت خلق خوشت
خیزد از صحرای ایران نافه مشک ختن
گوشه گیران انتظار جلوه خوش میکنند
برشکن طرف کلاه و برقع از رخ برفکن
ای صبا بر ساقی بزم اتابک عرضه دار
تا ازان جام زرافشان جرعه بخشد بمن

مشورت با عقل کردم گفت حافظ می بنوش
ساقیا می ده بقول مستشار مؤتمن

ای خسرو خوبان نظری سوی گدا کن
رحمی بمن سوخته بی سر و پا کن
دارد دل درویش تمنای نگاهی
زان چشم سیه مست بیک غمزه دوا کن
گر لاف زند ماه که ماند بجمالت
بنمای رخ خویش و مه انگشت نما کن

اے سرو چمان از چمن و باغ وفائے
بخرام درین بزم و دو صد جلوہ گلکن

شمع و گل و پروانه و بلبل همه جمع اند
اے دوست بیا رحم بتنهائی ما کن

با دل شدگان جور و جفا تا بکے آخر
آهنگ وفا ترک جفا بهر خدا کن

مشنو سخن دشمن بدگوے حسد را
با حافظ مسکین خود ای دوست وفا کن

اے روئے ماہ منظر تو نوبهار حسن
خال و خط تو مرکز لطف و مدار حسن

در چشم پر خمار تو پنهان فسون سحر
در زلف بیقرار تو پیدا قرار حسن

ماهی نتافت چون رخت از برج خسروی
سروے نخاست چون قدت از جویبار حسن

خرم شد از ملاحت عهد تو دلبری
فرخ شد از لطافت تو روزگار حسن

از دام زلف و دانهٔ خال تو در جهان
یک مرغ دل نماند نگشته شکار حسن

دائم بلطف دایه طبع از میان جان
مے پرورد بناز ترا در کنار حسن

گرد لبت بنفشه از ان تازه و تر است
کاب حیات می خورد از جویبار حسن

حافظ طمع برید که بیند نظیر دوست
دیار نیست غیر تو اندر دیار حسن

بالا بلند عشوه گر سرو ناز من
کوتاه کرد قصهٔ زهد دراز من

دیدی دلا که آخر پیری و زهد و علم
با من چه کرد دیدهٔ معشوقه باز من
از آب دیده بر سر آتش نشسته ام
کو فاش کرد در همه آفاق راز من
می ترسم از خرابی ایمان که می برد
محراب ابروی تو حضور نماز من
مستغنیا یار و یاد حریفان نمیکند
یادش بخیر ساقی مسکین نواز من
یا رب کی آن صبا بوزد کز نسیم او
گردد شمامهٔ کرمش کارساز من
بر خود چو شمع خنده زنان گریه میکنم
تا با تو سنگدل چه کند سوز و ساز من
نقشی بر آب میزنم از گریه حالیا
تا کی شود قرین حقیقت مجاز من
محمود را شبی که بآخر رسید عمر
میداد جان بزاری و میگفت یا ایاز من
گفتم بدلق زرق بپوشم نشان عشق
غماز بود اشک و عیان کرد راز من
زاهد چو از نماز تو کاری نمیرود
هم مستی شبانه و راز و نیاز من

حافظ ز غصه سوخت بگو حالش ای صبا
با شاه دوست پرور دشمن گداز من

بهار گل طرب انگیز گشت و توبه شکن
بشادی رخ گل بیخ غم ز دل بر کن
طریق صدق بیاموز ز آب صاف ای دل
براستی طلب آزادگی ز سرو چمن
رسید باد صبا غنچه از هواداری
ز خود برون شد و بر تن درید پیراهن

زدستبرد صبا گرد گل کلاله ببین
شکنج گیسوی سنبل نگر بروی سمن
عروس غنچه بدین زیور و تبسم خوش
معاینه دل و دین مے برد بوجه حسن
صفیر بلبل شوریده و نفیر هزار
برای وصل گل آمد برون ز کلبه حزن

[illegible]
حدیث غصه دوران ز جام جو حافظ
بقول مطرب و فتوی پیر صاحب فن
[illegible]

چندانکه گفتم غم با طبیبان
درمان نکردند مسکین غریبان
آن گل که هر دم در دست خار است
گو شرم بادش از عندلیبان
ما درد پنهان با یار گفتیم
نتوان نهفتن درد از طبیبان
یارب امان ده تا باز بیند
چشم محبان روی حبیبان
درج محبت بر مُهر خود نیست
یارب مبادا کام رقیبان
ای منعم آخر بر خوان وصلت
تا چند باشم از بی نصیبان

حافظ نگشتی رسوای گیتی
گر مے شنیدی پند غریبان

چو گل هر دم ببویت جامه بر تن
کنم چاک از گریبان تا بدامن
تنت را دید گل گوئے که در باغ
چو مستان جامه را بدرید بر تن

من از دست غمت مشکل برم جان
ولی دل را تو آسان بردی از من

بقول دشمنان برگشتی از دوست
نگردد هیچ کس با دوست دشمن

تنت در جامه چون در جام باده
دلت در سینه چون در سیم آهن

ببار ای شمع اشک از دیده چون میغ
که سوز دل شود بر خلق روشن

مرو کز سینه ام آه جگر سوز
برآید همچو دود از راه روزن

دلم را مشکن و در پا مینداز
که دارد در سر زلف تو مسکن

چو دل را بست در زلف تو حافظ
بدینسان کار او در پا میفکن

چون شوم خاک رهش دامن بیفشاند ز من
ور بگویم دل بگردان رو بگرداند ز من

گر چو شمعش پیش میرم در غمم خندد چو صبح
ور برنجم خاطر نازک برنجاند ز من

عارض رنگین بهر کس می نماید همچو گل
ور بگویم باز پوشان باز پوشاند ز من

دوستان جان داده ام از بهر دهانش بنگرید
کو بچیزی مختصر چون باز میماند ز من

او بخونم تشنه و من بر لبش تا چون شود
کام بستانم از و یا داد بستاند ز من

چشم خود را گفتم آخر یک نظر سیرش ببین
گفت میخواهی مگر تا جوی خون راند ز من

گر چو فرهادم بتلخی جان برآید باک نیست
بس حکایتهای شیرین باز میماند ز من

ختم کن حافظا کہ گر زینگونہ خوانی درس عشق
عشاق در ہر گوشۂ افسانۂ خوانند من

خدا را کم نشین با خرقہ پوشان
رُخ از رندان بی سامان مپوشان

درین خرقہ بسے آلودگی ہست
خوشا وقتِ قبای میفروشان

چو مستم کردہ مستور منشین
چو نوشم دادہ زہرم منوشان

چو نازک طبعی و طاقت نیاری
گرانیہای مشتی دلق پوشان

درین صوفی وشان دردے ندیدم
کہ صافی باد عیشِ دردنوشان

لبِ میگون و چشمِ مست بکشای
کہ از شوقت می لعل است جوشان

بیا و زرقِ این سالوسیان بین
صراحی خون دل و بربط خروشان

ز دل گرمی حافظ بر حذر باش
کہ دارد سینۂ چون دیگ جوشان

دانی کہ چیست دولت دیدار یار دیدن
در کوے او گدائی بر خسروی گزیدن

از جان طمع بریدن آسان بود ولیکن
از دوستانِ جانی مشکل توان بریدن

خواہم شدن بہ بستان چون غنچہ با دل تنگ
وانجا بہ نیکنامی پیراہنے دریدن

گہ چون نسیم با گل رازِ نہفتہ گفتن
گہ سرِ عشقبازی از بلبلان شنیدن

بوسیدن لب یار اول ز دست مگذار
کاخر ملول گردی از دست و لب گزیدن

فرصت شمار صحبت کزین دو راه منزل
چون بگذریم دیگر نتوان بهم رسیدن

گوئی برفت حافظ از یاد شاه یحیی
یا رب بیادش آور درویش پروریدن

دلم را در سر زلف تو مسکن
بدنیا نش مسپر و مگذار و مشکن

وگر دل سرکشد چون زلف از خط
بدست آرش ولے در پاش مفکن

چو شمع ار پیش آئی در شب تار
شود چشمم بدیدار تو روشن

بگلزارم چه کار اکنون که گشته است
جهان بر چشمم از روی تو گلشن

ز سرو قامتت چشمم آزاد
همه تن گر زبان باشم چو سوسن

ز مهرت گر نتابم ذره گردے
چو خورشیدم فرود آید ز روزن

کجا بر تنگ شکر دست یابد
گر اندیشه مگس از باد بیزن

چو حافظ ماجرای عشقبازی
نمی گوید کسے بر وجه احسن

ز در درآ و شبستان ما منور کن
دماغ مجلس روحانیان معطر کن

بچشم و ابروی جانان سپرده ام دل و جان
بیا بیا و تماشای طاق و منظر کن

[illegible]

ازان شمائل الطاف و حسن خوش که تراست
میان بزم حریفان چو شمع سر برکن

بگو بخازن جنت که خاک این مجلس
بتحفه بر سوی فردوس و عود مجمر کن

طمع بقندِ وصال تو حد ما نبود
حوالتم بدان لعل همچو شکر کن

چو شاهدان چمن زیردست حسن تواند
کرشمه بر سمن و ناز بر صنوبر کن

ستارهٔ شب هجران نمی‌فشاند نور
ببام قصر برآ و چراغ مه برکن

ازین مرقع پشمینه نیک در تنگم
بیک کرشمهٔ صوفی وشم قلندر کن

فضول نفس حکایت بسی کند ساقی
تو کار خود مده از دست می بساغر کن

لب پیاله ببوس آنگهان بمستان ده
باین لطیفه دماغ خرد معطر کن

وگر فقیه نصیحت کند که می مخورید
پیاله بدهش گو دماغ را تر کن

حجاب دیدهٔ ادراک شد شعاع جمال
بیا و خرگه خورشید را منور کن

پس از ملازمت عیش و عشق مه‌رویان
ز کارها که کنی شعر حافظ از بر کن

نثار خاک مجلس ما ای نسیم باغ بهشت ببر شمامه و چون عود عطر مجمر کن [illegible]

شاهِ شمشاد قدان خسرو شیرین دهنان
که بمژگان شکند قلب همه صف شکنان

دامن دوست بدست آر و ز دشمن بگسل
مرد یزدان شو و ایمن گذر از اهرمنان

مست بگذشت و نظر بر من درویش انداخت
گفت کای چشم و چراغ همه شیرین دهنان

تا کے از سیم و زرت کیسہ تہی خواہد بود
بندۂ ما شنو و برخور ز ہمہ سیم تنان
کمتر از ذرہ نۂ پست مشو مہر بورز
تا بخلوتگہ خورشید رسی چرخ زنان
پیر پیمانہ کش ما کہ روانش خوش باد
گفت پرہیز کن از صحبت پیمان شکنان
بر جہان تکیہ مکن گر قدحے مے داری
شادی زہرہ جبینان خور و نازک بدنان
با صبا در چمن لالہ سحری گفتم
کہ شہیدان کہ اند این ہمہ خونین کفنان

گفت حافظ من و تو محرم این راز نہ ایم
از مے لعل حکایت کن و سیمین ذقنان

شراب لعل کش و روے مہ جبینان بین
خلاف مذہب آنان جمال اینان بین
بزیر دلق مرقع کمندہا دارند
دراز دستی این کوتہ آستینان بین
بخرمن دو جہان سر فرو نمے آرند
دماغ کبر گدایان خوشہ چینان بین
گرہ ز ابروے پرچین نمی کشاید یار
نیاز اہل دل و ناز نازنینان بین
حدیث عہد محبت ز کس نمی شنوم
وفاے صحبت یاران ہمنشینان بین
اسیر عشق شدن چارۂ خلاص من ست
ضمیر عاقبت اندیش پیش بینان بین

غبار خاطر حافظ ببرد صیقل عشق
صفاے نیت پاکان و پاک دینان بین

صبح ست ساقیا قدحے پر شراب کن
دور فلک درنگ ندارد شتاب کن

زان پیشتر که عالم فانی شود خراب
ما را ز جام بادهٔ گلگون خراب کن

خورشید مے ز مشرق ساغر طلوع کرد
گر برگ عیش میطلبی ترک خواب کن

روزیکه چرخ از گل ما کوزها کند
زنهار کاسهٔ سر ما پر شراب کن

ما مرد زهد و توبه و طامات نیستم
با ما بجام بادهٔ صافی خطاب کن

همچون حباب دیده بروے قدح گشاے
وین خانه را قیاس اساس از حباب کن

ایام گل چو عمر برفتن شتاب کرد
ساقی بدور بادهٔ گلگون شتاب کن

کار صواب باده پرستی ست حافظا
برخیز و روے عزم بکار ثواب کن

فاتحهٔ چو آمدی بر سر خستهٔ بخوان
لب بکشا که میدهد لعل لبت بمرده جان

آنکه بپرسش آمد و فاتحه خواند و میرود
گو نفسے که روح را میکنم از پیش روان

ای که طبیب خسته روی زبان من ببین
کین دم و دود سینه ام بار دلست بر زبان

گرچه تب استخوان من کرد ز مهر گرم و رفت
همچو تبم نمیرود آتش مهر از استخوان

باز نشان حرارتم ز آب دو دیده و ببین
نبض مرا که میدهد هیچ ز زندگی نشان

حال دلم چو خال تو هست در آتشش وطن
جسمم از آن دو چشم تو خسته شده ست و ناتوان

آنکه مدام شیشه‌ام از می لعل داده است
شیشه‌ام از چه می‌برد پیش طبیب هر زمان

حافظ از آب زندگی شعر تو داد شربتم
ترک طبیب کن بیا نسخهٔ شربتم بخوان

۹۱۰

کرشمه‌ای کن و بازار ساحری بشکن
بغمزه رونق بازار سامری بشکن

بباد ده سر و دستار عالمی یعنی
کلاه گوشه بآیین دلبری بشکن

برون خرام و ببر گوی نیکی از همه کس
سزای حور ده و رونق پری بشکن

به آهوان نظر شیر آفتاب بگیر
به ابروان دوتا قوس مشتری بشکن

چو عطرسای شود زلف سنبل از دم باد
تو قیمتش ز سر زلف عنبری بشکن

چو عندلیب فصاحت فروش شد حافظ
تو رد نقش به سخن گفتن دری بشکن

گلبرگ را ز سنبل مشکین نقاب کن
یعنی که رخ بپوش و جهانی خراب کن

بگشا بشیوه نرگس مست خراب را
وز رشک چشم نرگس رعنا پرآب کن

بفشان عرق ز چهره و اطراف باغ را
چون شیشه‌های دیدهٔ ما پر گلاب کن

بوی بنفشه بشنو و زلف نگار گیر
بنگر برنگ لاله و عزم شراب کن

زانجا که رسم و عادت عاشق‌کشی تست
شمشیر کین بخون دل ما خضاب کن

ما بخت خویش در خورست ترا آزموده ایم
با دشمنان قدح کش و با ما عتاب کن

حافظ وصال میطلبد از ره دعا
یارب دعای خسته دلان مستجاب کن

ما سرخوشیم و باده ما در پیاله کن
بدست ما بغمزهٔ ساقی حواله کن
در جام ماه باده چون آفتاب ریز
بر روی روز سنبل مشکین کلاله کن
ای پیر خانقه بخرابات شو دمی
غسلی برآر و توبهٔ هفتاد ساله کن
صدقی بگریه چهرهٔ مجلس بشو چو شمع
آهنگ سیاه قصر باهم از آه و ناله کن

گر نو عروس باده در آید بحجلهٔ تو
مهر دو کون حافظش اندر قباله کن

که در کان نیست تا بجز فوق عرش ره معرفت

مرغ دلم طائریست قدسی عرش آشیان
از قفس تن ملول سیر شده از جهان
از در این خاکدان چون بپرد مرغ ما
باز نشیمن کند بر سر آن آشیان
چون بپرد زین جهان سدره بود جای او
تکیه گه باز ما کنگرهٔ عرش دان
سایهٔ دولت فتد بر سر عالم همه
گر بزند مرغ ما بال و پری در جهان
در دو جهانش مکان نیست که ارکانی سته
کان تن ما زبند رست جای وی از لامکان
عالم علوی بود جلوه گه مرغ ما
آب خور او بود گلشن باغ جنان

چون دم وحدت زنی حافظ شوریده حال
خامهٔ توحید کش بر ورق انس و جان

منم که شهرهٔ شهرم بعشق ورزیدن   منم که دیده نیالوده ام ببد دیدن
وفا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم   که در طریقت ما کافریست رنجیدن
بمی پرستی ازان نقش خود زدم بر آب   که تا خراب کنم نقش خود پرستیدن
به پیر میکده گفتم که چیست راه نجات   بخواست جام می و گفت باده نوشیدن
عنان بمیکده خواهیم تافت زین مجلس   که وعظ بی عملان واجبست نشنیدن
مراد دل ز تماشای باغ عالم چیست   بدست مردم چشم از رخ تو گل چیدن
برحمت سر زلف تو واثقم ورنه   کشش چو نبود ازان سو چه سود کوشیدن
ز خط یار بیاموز مهر با رخ خوب   که گرد عارض خوبان خوشست گردیدن

مبوس جز لب معشوق و جام می حافظ
که دست زهد فروشان خطاست بوسیدن

می سوزم از فراقت روی از جفا بگردان   هجران بلای ما شد یارب بلا بگردان
مه جلوه می نماید بر سبز خنگ گردون   تا او بسر درآید بر رخش پا بگردان
یغمای عقل و دین را بیرون خرام سرمست   بر سر کلاه بشکن در بر قبا بگردان

مرغوله را مگردان یعنی بر چشم سنبل — گرد چمن بخوشی همچون صبا بگردان
اے نور چشم مستان در عین انتظارم — چنگ حزین و جامے بنواز یا بگردان
دوران چو مینویسد بر عارضش تبان خط — یارب نوشتۂ بد از یار ما بگردان

حافظ ز خوبرویان قسمت جز این قدر نیست
گر نیستت رضائے حکم قضا بگردان

بفگن بر صف رندان نظرے بهتر ازین — بر در میکده میکن گذرے بهتر ازین
در حق من لبت آن لطف که می فرماید — گرچه خوبست ولیکن قدرے بهتر ازین
آنکه فکرش گره از کار جهان بگشاید — گو درین نکته بفرما نظرے بهتر ازین
دل بدان رود گرامی چه کنم گر ندهم — مادر دهر ندارد پسرے بهتر ازین
ناصحم گفت که جز غم چه هنر دارد عشق — گفتم اے خواجۂ عاقل هنرے بهتر ازین
گر بگویم که قدح گیر و لب ساغر نوش — بشنوای جان که نگوید دگرے بهتر ازین

کلک حافظ شکرین شاخ نباتست بچین
که درین باغ نه بینی ثمرے بهتر ازین

یارب آن آهوی مشکین بختن باز رسان — وان سهی سرو روان را بچمن باز رسان
دل آزردۂ ما را بنسیمے بنواز — یعنی آن جان ز تن رفته بتن باز رسان

ماه و خورشید بامر تو بمنزل چو رسند   یار سرو سهی مرا نیز بمن باز رسان
سخن اینست که بی تو نخواهیم حیات   بشنو ای پیک سخن گیر و سخن باز رسان
سنگ و گل گشت عقیق از اثر گریهٔ من   یار یگان گوهر رخشان بمن باز رسان
بدولت طایر میمون همایون طلعت   پیش عنقا سخن از زاغ و زغن باز رسان

[illegible]

آنکه بود وطنش دیدهٔ حافظ یارب
بمرادش ز غریبی بوطن باز رسان

خوشتر از فکر می و جام چه خواهد بودن   تا ببینیم سرانجام چه خواهد بودن
پیر میخانه چه خوش گفت معمایی دوش   از خط جام که فرجام چه خواهد بودن
باده خور غم مخور و پند مقلد مشنو   اعتبار سخن عام چه خواهد بودن
غم دل چند توان خورد که ایام نماند   گو نه دل باش و نه ایام چه خواهد بودن
مرغ کم حوصله را گو غم خود خور که برو   رحم آن کس که نهد دام چه خواهد بودن
دست رنج تو همان به که شود صرف بکام   تا ببینیم که بناکام چه خواهد بودن

[illegible]

بردم از راه دل حافظ بدف و چنگ و غزل
تا جزای من بدنام چه خواهد بودن

دلبر جانان من برده دل و جان من   برده دل و جان من دلبر جانان من

از لب جانان من زنده شود جان من
زنده شود جان من از لب جانان من

روضهٔ رضوان من خاک سر کوی دوست
خاک سر کوی دوست روضهٔ رضوان من

این دل حیران من والهٔ شیدای تست
والهٔ شیدای تست این دل حیران من

یوسف کنعان من مصر ملاحت تراست
مصر ملاحت تراست یوسف کنعان من

سرو گلستان من قامت دلجوی تست
قامت دلجوی تست سرو گلستان من

حافظ خوشخوان من نقد کمال غیاث
نقد کمال غیاث حافظ خوشخوان من

[illegible]

نکتهٔ دلکش بگویم خال آن مه رو ببین
عقل و جان را بستهٔ زنجیر آن گیسو ببین

عیب دل کردم که وحشی طبع و هرجایی مباش
گفت چشم نیم مست غنج آن آهو ببین

عاشقان آفتاب از دلبر ما غافلند
ای نصیحتگر خدا را رو مبین و رو ببین

زره را عصای مهر از رشک آن ابرو نگر
نافه را خون در جگر زان زلف عنبربو ببین

حلقهٔ زلفش تماشاخانهٔ باد صباست
جان صد صاحبدل آنجا بستهٔ یک مو ببین

زلف دلبندش صبا را بند در گردن نهاد
با هواداران رهرو حیلهٔ هندو ببین

آنکه من در جستجویش از خود بیرون شدم
کس ندیدست و نبیند مثلش از هر سو ببین

از مراد شاه منصور ای فلک سر بر متاب
تیزی شمشیر بنگر نیرو و بازو ببین

حافظ ار در گوشهٔ محراب و ناله رواست
ای نصیحتگو خدا را آن خم ابرو ببین

ای لبت آب حیات و ای قدت سرو چمن   ای رخت خورشید خاور ای خطت مشک ختن
همچو ابرویت بچشم من کم آید یار نو   چون لب لعلت نمی باشد عقیق اندر یمن
تا رخت دیدهست گل در باغ ای سرو روان   بر تن خود چاک می سازد ز خجلت پیرهن
رشتهٔ جان من ست آن یا سر موی بتان   ذرهٔ خورشید یا درج درست آن یا دهن
بوسه میخواهم ز تو لب را بدندان میگزی   میکنی جانم جراحت بار دیگر جان من
عاشق روی توام ای شاه خوبان جهان   این حکایت را بدانند آشکارا مرد و زن

مرد حافظ در غمت در گردن تو خون من
داد من بستاند از تو روز محشر ذوالمنن

ای آفتاب آینه دار جمال تو   مشک سیاه مجمره گردان خال تو
صحن سرای دیده بشستم ولی چه سود   کاین گوشه نیست درخور خیل خیال تو
مطبوع تر ز روی تو صورت نبست هیچ   طغرا نویس ابروی مشکین مثال تو
در اوج ناز و نعمتی ای پادشاه حسن   یا رب مباد تا بقیامت زوال تو
تا پیش بخت باز روم تهنیت کنان   کو مژده ز مقدم عید وصال تو

تا آسمان ز حلقه بگوشان ما شود
کو عشوهٔ ز ابروی همچون هلال تو

در چین زلفش ای دل مشکین چگونهٔ
کاشفته گفت باد صبا شرح حال تو

برخاست بوی گل ز در آشتی در آ
اے نوبهار مالب فرخنده فال تو

در صدر خواجه عرض کدامین جفا کنم
شرح نیازمندی دل یا ملال تو

[illegible]

حافظ درین کمند سر سرکشان بسیست
سودای کج مپز که نباشد مجال تو

اے پیک راستان خبر سرو ما بگو
احوال گل به بلبل دستانسرا بگو

ما محرمان خلوت انسیم غم مخور
با یار آشنا سخن آشنا بگو

دلها ز دام طره چو بر خاک میفشاند
با آن غریب ما چه گذشت از هوا بگو

پرچین چو می شدی سر زلفین مشکبار
با ما سر چه داشت ز بهر خدا بگو

گر دیگرت بران در دولت گذر فتد
بعد از ادای خدمت و عرض دعا بگو

هر کس که گفت خاک در دوست توتیاست
گو این سخن معاینه در چشم ما بگو

مرغ چمن بمویهٔ من دوش میگریست
آخر تو واقفی که چه رفت اے صبا بگو

[illegible]

در راه عشق فرق غنی و فقیر نیست
اے پادشاه حسن سخن با گدا بگو

آن مے که در سبو دل صوفی بعشوه برد
کے در قدح کرشمه کند ساقیا بگو

آن کس که منع ما ز خرابات میکند / گو در حضور پیر من این ماجرا بگو
جان پرور است قصهٔ ارباب معرفت / رمزی برو بپرس و حدیثی بیا بگو
هر چند ما بدیم تو ما را بدان مگیر / شاهانه ماجرای گناه گدا بگو
بر این فقیر نامهٔ آن محتشم بخوان / با این گدا حکایت آن پادشا بگو
حافظ گرت بمجلس او راه میدهند / می نوش و ترک زرق برای خدا بگو

ای خونبهای نافهٔ چین خاک راه تو / خورشید سایه پرور طرف کلاه تو
نرگس کرشمه می برد از حد برون خرام / ای جان فدای شیوهٔ چشم سیاه تو
خونم بخور که هیچ ملک با چنین جمال / از دل نیایدش که نویسد گناه تو
آرام و خواب خلق جهان را سبب تویی / زان شد کنار دیده و دل تکیه گاه تو
با هر ستاره سروکار است هر شبم / از حسرت فروغ رخ همچو ماه تو
یاران همنشین همه از من جدا شدند / ماییم و آستانهٔ دولت پناه تو
یار بدان مباش که مانند بخت نیک / یار تو باد هر که بود نیکخواه تو
فردای روز حشر که عرض خلایق است / باشد در آن میان بمن افتد نگاه تو
حافظ طمع مبر ز عنایت که عاقبت / آتش زند بخرمن غم دود آه تو

ای قبای پادشاهی راست بر بالای تو / زینت تاج و نگین از گوهر والای تو
آفتاب فتح را هر دم طلوعی میدهد / از کلاه خسروی رخسار مه سیمای تو
جلوه گاه طایر اقبال گردد هر کجا / سایه اندازد همای چتر گردون سای تو
از رسوم شرع و حکمت با هزاران اختلاف / نکتهٔ هرگز نشد فوت از دل دانای تو
آب حیوانش ز منقار بلاغت میچکد / طوطی خوش لهجه یعنی کلک شکرخای تو
گرچه خورشید فلک چشم و چراغ عالمست / روشنائی بخش چشم اوست خاک پای تو
آنچه اسکندر طلب کرد و ندادش روزگار / جرعهٔ بود از زلال جام جان افزای تو
عرض حاجت در حریم حضرتت محتاج نیست / راز کس مخفی نماند بر فروغ رای تو

ز تاج شاهی یک فروغ از لولوی لالای تو

خسروا پیرانه سر حافظ جوانی میکند
بر امید عفو جان بخشش گنه فرسای تو

بجان پیر خرابات و حق صحبت او / که نیست در سر من جز هوای خدمت او
بهشت اگرچه نه جای گناهکارانست / بیار باده که مستظهرم بهمت او
چراغ صاعقهٔ آن شراب روشن باد / که زد بخرمن من آتش محبت او
بر آستانهٔ میخانه گر سری بینی / مزن بپای که معلوم نیست نیت او
بیار باده که دوشم سروش عالم غیب / نوید داد که عامست فیض رحمت او

مکن بچشم حقارت نگاه بر من مست
که نیست معصیت و زهد بی مشیت او
نمیکند دل من میل زهد و توبه ولی
بنام خواجه بکوشیم و فر دولت او
مدام خرقهٔ حافظ بباده در گرو است
مگر ز خاک خرابات بود فطرت او

تاب بنفشه میدهد طرهٔ مشکسای تو
پردهٔ غنچه میدرد خندهٔ دلگشای تو
ای گل خوش نسیم من بلبل خویش را مسوز
کز سر صدق میکند شب همه شب دعای تو
دشمن و دوست گو بگو هر غرضی که ممکن است
جور بر همه جهانیان میکشم از برای تو
خرقهٔ زهد و جام می گرچه نه درخور من است
این همه نقش میزنم در طلب فنای تو
شور شراب و سوز عشق آن نفسم رود ز یاد
کاین سر پر هوس شود خاک در سرای تو
من که ملول گشتمی از نفس فرشتگان
قال و مقال عالمی میکشم از برای تو
مهر رخت سرشت من خاک درت بهشت من
عشق تو سر نوشت من راحت من رضای تو
دلق گدای عشق را گنج بود در آستین
زود بسلطنت رسد هر که بود گدای تو
شاه نشین چشم من تکیه گه خیال تست
جای دعاست شاه من بی تو مباد جای تو
خوش چمنیست عارضت خاصه که در بهار حسن
حافظ خوش کلام شد مرغ سخن سرای تو

خط عذار یار که بگرفت ماه ازو — خوش حلقه ایست لیک بدر نیست راه ازو
ابروی دوست گوشهٔ محراب دولت است — آنجا بمال چهره و حاجت بخواه ازو
ای جرعه نوش مجلس جم سینه پاک دار — کائینه ایست جام جهان بین که آه ازو
سلطان غم هر آنچه تواند بگو بکن — من برده ام بباده فروشان پناه ازو
کردار اهل صومعه ام کرد می پرست — این دود بین که نامهٔ من شد سیاه ازو
ساقی چراغ مے بره آفتاب دار — گو بر فروز مشعلهٔ صبحگاه ازو
آبے بروزنامهٔ اعمال ما فشان — بتوان مگر سترد حروف گناه ازو
آخر درین خیال که دارد گدائے شهر — روزے شود که یاد کند پادشاه ازو

نخ بروے
نخ آیا

حافظ که ساز مجلس عشاق ساز کرد
خالی مباد عرصهٔ این بزمگاه ازو

گفتا برون شدی بتماشاے ماه نو — از ماه ابروان منت شرم نیست رو
عمریست تا دلم ز مقیمان زلف تست — غافل ز حفظ جانب یاران خود مشو
مفروش عطر عقل بهندوے زلف یار — کانجا هزار نافهٔ مشکین بنیم جو
تخم وفا و مهر درین کشتزار عشق — آنگه عیان شود که رسد موسم درو
ساقی بیار باده که رمزے بگویمت — از سیر اختران کهن سال و ماه نو

شکل هلال بر سر مه میدهد نشان [illegible] از افسر اتابک و ترک کلاه گو

حافظ جناب پیر مغان مأمن وفاست
درس وفا و مهر بر او خوان و زو شنو

گلبن عیش میدهد ساقی گلعذار کو باد بهار میوزد باده خوشگوار کو
هر گل نو ز گلرخی یاد همیکند ولی گوش سخن شنو کجا دیده اعتبار کو
مجلس بزم عیش را غالیه مراد نیست ای دم صبح خوش نفس نافه زلف یار کو
حسن فروشی گلم نیست تحمل ای صبا دست زدم بخون دل بهر خدا نگار کو
شمع سحرگهی اگر لاف ز عارض تو زد خصم زبان دراز شد خنجر آبدار کو
گفت مگر ز لعل من بوسه نداری آرزو مردم ازین هوس ولی قدرت و اختیار کو

حافظ اگرچه در سخن خازن گنج حکمت است
از غم روزگار دون طبع سخن گزار کو

مرا چشمیست خون افشان ز چشم آن کمان ابرو جهان پر فتنه می بینم از آن چشم و از آن ابرو
غلام چشم آن ترکم که در خواب خوش مستی نگارین گلشنش رویست و مشکین سایبان ابرو
هلالی شد تنم زین غم که با طغرای مشکینش که باشد مه که بنماید طاق آن کمان ابرو
[illegible]
همیشه چشم مستش را کمان حسن در زه باد که از پشتی تیر او شده بر سر کمان ابرو

روانِ گوشه گیران را جبینش طرفه گلزارست
که بر طرف سمن زارش همی گردد چمان ابرو

رقیبان غافلند از ما کزان چشم سیه هر دم
هزاران گونه پیغام ست و حاجب در میان ابرو

دگر حور و پری را کس نگوید با چنین حسنی
که این را این چنین چشم ست و آن را آن چنان ابرو

بحر هزج

تو کافر دل نمی بندی نقابِ زلف و می ترسم
که محرابم بگرداند خمِ آن دلستان ابرو

اگر چه مرغ زیرک بود حافظ در هواداری
به تیر غمزه صیدش کرد چشم آن کمان ابرو

مزرعِ سبز فلک دیدم و داس مه نو
یادم از کشتهٔ خویش آمد و هنگام درو

بحر رمل مخبون

گفتم ای بخت بخسپیدی و خورشید دمید
گفت با این همه از سابقه نومید مشو

تکیه بر اختر شبگرد مکن کاین عیار
تاج کاوس ببرد و کمر کیخسرو

گر روی پاک و مجرد چو مسیحا بفلک
از فروغ تو بخورشید رسد صد پرتو

آسمان گو مفروش این عظمت کاندر عشق
خرمن مه بجوی خوشهٔ پروین بدو جو

گوشوار زر و لعل ار چه گران دارد گوش
دور خوبی گذران ست نصیحت بشنو

چشم بد دور ز خال تو که در عرصهٔ حسن
بیدقی راند که برد از مه و خورشید گرو

هر که در مزرع دل تخم وفا سبز نکرد
زرد رویی کشد از حاصل خود گاه درو

اندرین دائره میباش چو دف حلقه بگوش
ور قفایی خوری از دائرهٔ خویش مرو

آتش زرق و ریا خرمن دین خواهد سوخت
حافظ این خرقهٔ پشمینه بینداز و برو

اے در چمن خوبی رویت چو گل خودرو
چین شکن زلفت چون نافهٔ چین خوشبو
ماهست رخت یا رب در مشکست خطت یا شب
سیمست برت یا عاج سنگست دلت یا رو
لعلت بدندان بشکست لب پسته
زلفت بخم چوگان بربود دلم چون گو
آن رایحهٔ زلفست یا لخلخهٔ عنبر
یا غالیه می ساید در باغچهٔ حسن او
گفتی سخن خود را با یار بباید گفت
اے کاش تو دانستم گفتن سخنے با او
بدگوے تو آن باشد کز یار کند منعت
گر یار نکو باشد بشنو سخن بدگو
با ما به ازین میباش تا راز نگردد فاش
نبود بد اگر باشی با دلشدگان نیکو

استاد غزل سعدیست پیش همه کس اما
دارد سخن حافظ طرز سخن خواجو

مطرب خوش نوا بگو تازه بتازه نو بنو
بادهٔ دلگشا بجو تازه بتازه نو بنو
با صنمے چو لعبتے خوش بنشین بخلوتے
بوسه ستان بکام از تازه بتازه نو بنو
ساقی سیم ساق من نیست مدام بیار پیش
زود که پر کنم سبو تازه بتازه نو بنو
بر ز حیات کے خوری گر نه مدام مے خوری
باده بخور بیاد او تازه بتازه نو بنو

شاهد دلربای من میکند از برای من | نقش و نگار و رنگ و بو تازه بتازه نو بنو

باد صبا چو بگذری بر سر کوی آن پری
قصهٔ حافظش بگو تازه بتازه نو بنو

از خون دل نوشتم نزدیک یار نامه | انی رأیت دهرا من هجرک القیامه
هرچند کازمودم از وی نبود سودم | من جرب المجرب حلت به الندامه
دارم من از فراقت در دیده صد علامت | لیس الدموع عینی هذا لنا العلامه
پرسیدم از طبیبی احوال دوست گفتا | فی بعدها عذاب فی قربها الندامه
گفتم ملامت آرد گر گرد دوست گردم | والله ما رأینا حبا بلا ملامه
حال درون ریشم محتاج شرح نبود | خود میشود محقق از آب چشم خامه
باد صبا ز حالم تا گر نقاب برداشت | کالشمس فی ضحاها تطلع من الغمامه

[illegible]

حافظ چو طالب آمد جامی بجان شیرین
حتی یذوق منه کاسا من الکرامه

ای از فروغ رویت روشن چراغ دیده | مانند چشم مستت چشم جهان ندیده
همچون تو نازنینی سر تا بپا لطافت | گیتی نشان نداده ایزد نیافریده
هر زاهدی که دیده یاقوت می فروشت | سجاده ترک داده پیمانه در کشیده

در قصد خون عاشق ابرو و چشم شوخت
گه این کمین گشاده گه آن کمان کشیده

تا کی کبوتر دل چون مرغ نیم بسمل
باشد ز تیر هجرت در خاک و خون طپیده

تا کی فرو گذاری چون زلف خود دلم را
سرگشته و پریشان اے نور هر دو دیده

میلے اگر ندارد با عارض تو ابرو
پیوسته از چه باشد چو قد من خمیده

گر بر لبم نهی لب یابم حیات باقی
آن دم که جان شیرین باشد بلب رسیده

از سوز سینه هر دم دودم بسر برآید
چون عود چند باشم در آتش آرمیده

گر دست من نگیرے با خواجه باز گویم
کز عشوه دل ز حافظ چون برد او بیکبار

از من جدا مشو که توام نور دیدهٔ
آرام جان و مونس قلب رمیدهٔ

از دامن تو دست ندارند عاشقان
پیراهن صبوری ایشان دریدهٔ

از چشم زخم دهر مبادت گزند از انکه
در دلبری بغایت خوبی رسیدهٔ

منعم کنی ز عشق وی ای مفتی زمان
معذور دارمت که تو او را ندیدهٔ

چشم بد از تو دور که در طرز دلبری
خط بر جمال یوسف کنعان کشیدهٔ

پایم نمیرسد بزمین دیگر از نشاط
تا سوی من بلطف عنایت تو دیدهٔ

داری خیال پرسش عشاق بینوا
گویا که بوی صدق از ایشان شنیدهٔ

زین سرزنش که کرد ترا دوست حافظا
بیش از گلیم خویش مگر پا کشیده

ایضاً [illegible]

ای که با سلسلهٔ زلف دراز آمده
فرصتت باد که دیوانه نواز آمده

آب و آتش بهم آمیختهٔ از لب لعل
چشم بد دور که خوش شعبده باز آمده

چشم تو گرچه بهر غمزه دلم برباید
لیک صد حیف که بیگانه نواز آمده

ساعتی ناز مفرما و بگردان عادت
چون بپرسیدن ارباب نیاز آمده

آفرین بر دل نرم تو که از بهر ثواب
کشتهٔ غمزهٔ خود را بنماز آمده

زهد من با تو چه سنجد که بیغمای دلم
مست و آشفته بخلوتگه راز آمده

پیش بالای تو میرم چه بصلح و چه بجنگ
که بهر حال برازندهٔ ناز آمده

گفت حافظ دگرت خرقه شراب آلوده‌ست
مگر از مذهب این طائفه باز آمده

چراغ روی ترا شمع گشته پروانه
مرا ز حال تو از حال خویش پروانه

خرد که قید مجانین عشق می‌فرمود
ببوی حلقهٔ زلف تو گشت دیوانه

بمژده جان بصبا داد شمع در نفسی
ز شمع روی توش چون رسید پروانه

ببوی زلف تو گر جان بباد رفت چه شد
هزار جان گرامی فدای جانانه

به آتش رخ زیبای تو بجای سپند
بغیر خال سیاهت که دید بدانه
چه نقشها که برانگیختیم و سود نداشت
فسون ما بر او گشته است افسانه
مرا بدور لب دوست هست پیمانی
که بر زبان نبرم جز حدیث پیمانه
من غریب بغیرت فتادم از یادش
نگار خویش چو دیدم بدست بیگانه

حدیث مدرسه و خانقه مگوی که باز
فتاده در سر حافظ هوای میخانه

خنک نسیم معنبر شمامهٔ دلخواه
که در هوای تو برخاست بامداد پگاه
دلیل راه شو ای طایر خجسته لقا
که دیده آب شد از شوق خاک آن درگاه
منم که بی تو نفس میزنم زهی خجلت
مگر تو عفو کنی ورنه چیست عذر گناه
ببین که شخص نزارم که غرق خون دلست
هلال را ز کنار شفق کنند نگاه
ز دوستان تو آموخت در طریقت مهر
سپیده دم که صبا چاک زد شعار سیاه
بعشق روی تو روزی که از جهان بروم
ز تربتم بدمد سرخ گل بجای گیاه

مده بخاطر نازک ملالت از من راه
که حافظ تو همین لحظه گفت بسم الله

دامن کشان همی شد در شرب زرکشیده
صد ماهرو ز رشکش جیب قصب دریده

از تاب آتش می بر گرد عارضش خوی
چون قطره‌های شبنم بر برگ گل چکیده
یاقوت جانفزایش از آب لطف زاده
شمشاد خوش خرامش از ناز پروریده
لفظ فصیح و شیرین قد بلند چابک
روی لطیف نازک چشم خوش کشیده
آن لعل دلکشش بین وان خنده دل آشوب
وان رفتن خوشش بین وان گام آرمیده
آن آهوی سیه چشم از دام ما برون شد
یاران چه چاره سازم با این دل رمیده
تا کی کشم عتابت از چشم نیم خوابت
روزی کرشمه‌ای کن ای نور هر دو دیده
زنهار تا توانی اهل نظر میازار
دنیا وفا ندارد ای یار برگزیده
پس شکر باز گویم در بندگی خواجه
گر اوفتد بدستم آن میوه رسیده
هر بد که گفت دشمن در حق ما شنیدی
یارب که بد کسی را باد از زبان بریده

روی لطیف و دلکش قد بلند و سرکش و لفظ فصیح و شیرین چشم خوش کشیده

گر خاطر شریفت رنجیده شد ز حافظ
باز آ که توبه کردیم از گفته و شنیده

در سرای مغان رفته بود و آب زده
نشسته پیر و صلایی به شیخ و شاب زده
سبوکشان همه در بندگیش بسته کمر
ولی ز طرف کله خیمه بر سحاب زده
فروغ جام و قدح نور ماه پوشیده
عذار مغبچگان راه آفتاب زده
گرفته ساغر عشرت فرشتهٔ رحمت
ز جرعه بر رخ حور و پری گلاب زده

ز شور و عربده شاهدان شیرین کار
شکر شکسته سمن ریخته رباب زده
عروس بخت دران حجله با هزاران ناز
کشیده وسمه و بر برگ گل گلاب زده
سلام کردم و با من بروی خندان گفت
که ای خمارکش مفلس شراب زده
که کرد اینکه تو کردی بضعف همت و رای
ز گنج خانه شده خیمه بر خراب زده
وصال دولت بیدار ترسمت ندهند
که خفته‌ئی تو در آغوش بخت خواب زده
فلک جنیبه کش شاه نصرة الدین است
بیا ببین ملکش دست در رکاب زده
هلال تا که نگر نعل مرکبش گردد
ز بام عرش صدش بوسه بر تراب زده
خرد که ملهم غیبست بهر کسب شرف
ز روی صدق صدش بوسه بر جناب زده

بیا بمیکده حافظ که بر تو عرضه کنم
هزار صف ز دعاهای مستجاب زده

دوش رفتم بدر میکده خواب آلوده
خرقه تر دامن و سجاده شراب آلوده
آمد افسوس کنان مغبچه باده فروش
گفت بیدار شو ای رهرو خواب آلوده
شست و شوئی کن و آنگه بخرابات خرام
تا نگردد ز تو این دیر خراب آلوده
بهوای لب شیرین دهنان چند کنی
جوهر روح بیاقوت مذاب آلوده
بطهارت گذران منزل پیری و مکن
خلعت شیب به تشریف شباب آلوده

آشنایان ره عشق درین بحر عمیق
غرقه گشتند و نگشتند به آب آلوده
پاک و صافی شو و از چاه طبیعت بدر آ
که صفائی ندهد آب تراب آلوده
گفتم ای جان جهان دفتر گل عیبی نیست
که شود وقت بهار از می ناب آلوده

گفت حافظ لغز و نکته بیاران مفروش
آه ازین لطف بانواع عتاب آلوده

سحرگاهان که مخمور شبانه
گرفتم باده با چنگ و چغانه
نهادم عقل را زاد ره از می
ز شهر هستیش کردم روانه
نگار می فروشم عشوه داد
که ایمن گشتم از مکر زمانه
ز ساقی کمان ابرو شنیدم
که ای تیر ملامت را نشانه
نبندی زان میان طرفی کمروار
اگر خود را ببینی در میانه
برو این دام بر مرغ دگر نه
که عنقا را بلند است آشیانه
ندیم و مطرب و ساقی همه اوست
خیال آب و گل در ره بهانه
که بندد طرف او از حسن شاهی
که با خود عشق ورزد جاودانه
بده کشتی می تا خوش برآییم
ازین دریای ناپیدا کرانه
اگر خالیست از بیگانه می نوش
که نبود جز تو اکنون مرد بیگانه

وجود ما معمائیست حافظ
که تحقیقش فسون است و فسانه

عیدست و موسم گل ساقی بیار باده — هنگام گل که دیدست بی می قدح نهاده
زین زهد و پارسائی بگرفت خاطر من — ساقی پیاله ده تا دل شود گشاده
واعظ که دی نصیحت می‌کرد عاشقان را — امروز دیدمش مست تقوی بباد داده
این یک دو روز دیگر گل را غنیمتی دان — گر عاشقی طرب کن با ساقیان ساده
در مجلس صبوحی دانی چه خوش نماید — عکس عذار ساقی بر جام می فتاده
گل رفت ای حریفان غافل چرا نشینید — بی بانگ رود و چنگی بی یار و جام باده

مطرب چه پرده سازد شاید اگر بخواند
از طرز شعر حافظ در بزم شاهزاده

عیشم مدامست از لعل دلخواه — کارم بکامست الحمد لله
ای بخت سرکش تنگش ببر کش — گه جام زر کش گه لعل دلخواه
ما را بمستی افسانه کردند — پیران جاهل شیخان گمراه
از قول زاهد کردیم توبه — وز فعل عابد استغفر الله
جانان چه گویم شرح فراقت — چشمی و صد نم جانی و صد آه

کافر مبیناد این غم که دیده است — از قامتت سرو از عارضت ماه
رو بر نتابم از راه خدمت — سر بر ندارم از خاک درگاه
از صبر عاشق خوشتر نباشد — صبر از خدا خواه صبر از خدا خواه
دلق ملمع زنار راه است — صوفی نداند این رسم و این راه
دیشب برویش خوش بود وقتم — از وصل جانان صد وحشت الله

ز صبر از خدا جو وصل

شوق رخت برد از یاد حافظ
ورد شبانه درس سحرگاه

گر تیغ بارد در کوی آن ماه — گردن نهادیم الحکم لله
من رند و عاشق آنگاه توبه — استغفر الله استغفر الله
آئین تقوی ما نیز دانیم — اما چه چاره با بخت گمراه
ما شیخ و زاهد کمتر شناسیم — یا جام باده یا قصه کوتاه
مهر تو عکسی بر ما نیفکند — آئینه رویا آه از دلت آه
الصبر مر و العمر فان — یا لیت شعری حتیٰ م القاه
عاشق مخور غم گر وصل خواهی — خون بایدت خورد در گاه و بیگاه
حافظ نبودی زین گونه بیدل — گر می شنیدی پند نکوخواه

ماه من پرده برانداخته یعنی چه
مست از خانه برون تاخته یعنی چه

شاه خوبانی و منظور گدایان شده
قدر این مرتبه نشناخته یعنی چه

زلفت در دست صبا گوش به پیغام رقیب
اینچنین با همه درساخته یعنی چه

کو سر زلف خرد و دل تو بستم دادی
بازم از سر پای درانداخته یعنی چه

سخنت رمز دهان گفت و کمر سر میان
در میان تیغ بما آخته یعنی چه

هر کسی را ز مهره مهر تو بنقشی مشغول
عاقبت با همه درباخته یعنی چه

حافظا در دل تنگت چو فرود آمد یار
خانه از غیر نپرداخته یعنی چه

نصیب من چو خرابات کرده است اله
درین میانه بگو زاهدا مرا چه گناه

کسی که در ازلش جام می نصیب افتاد
چرا بحشر کنند این گناه از او درخواه

مگو بزاهد سالوس خرقه پوش دوروی
که دست زرق دراز است و آستین کوتاه

تو خرقه را ز برای ریا همی پوشی
که تا بزرق بری بندگان حق از راه

غلام همت رندان بی سر و پایم
که هر دو کون نیرزد بپیششان یک کاه

اراده من ز خرابات چونکه حاصل شد
دلم ز درد روشن و خانه‌ات گشته سیاه

برو گدای در پیر گدایی شو حافظ
گر این مراد نیابی مگر ببخشی نقد

وصال او ز عمر جاودان به
خداوندا مرا آن ده که آن به

بشمشیرم زد و با کس نگفتم
که راز دوست از دشمن نهان به

شبے میگفت چشم کس ندیده است
ز مروارید گوشم در جهان به

دلا دائم گدای کوے او باش
بحکم آن که دولت جاودان به

بخلدم زاهدا دعوت مفرمائے
که این سیب زنخ زان بوستان به

بداغ بندگی مردن بدین در
بجان او که از ملک جهان به

گلے کان پایمال سرو ما گشت
باشد
بود خاکش ز خون ارغوان به

خدا را از طبیب من بپرسید
که آخر کے شود این ناتوان به

جوانا سر متاب از پند پیران
که رائے پیر از بخت جوان به

اگرچه زنده رود آب حیات ست
ولے شیراز ما از صفهان به

سخن اندر دهان دوست گوهر
ولیکن گفتهٔ حافظ ازان به

آن غالیه خط گر سوے ما نامه نوشتے
گردون ورق هستی ما در ننوشتے

هر چند که هجران ثمر وصل برآرد
دهقان ازل کاش که این تخم نکشتے

آمرزش نقدست کسے را که درین جا
یاریست چو حورے و سرایے چو بهشتے

[illegible]

مفروش بباغ ارم و نخوت شداد
یک شیشهٔ مے صاف لبالب کشته

تنها نه منم کعبهٔ دل بتکده کرده
در هر قدمے صومعهٔ هست و کنشته

در صومعهٔ عشق تنعّم نتوان کرد
چون بالش زر نیست بسازیم بخشته

کلکت که مریزاد زبان شکرینش
مهر از تو ندیدار نه جوابے بنوشته

معمار وجود ار نه زدے رنگ تو از عشق
در آب محبت گل آدم نه سرشته

تا کے غم دنیائے دنی اے دل نادان
حیف است ز خوبے که شود عاشق زشته

آلودگی خرقه خرابی جهان است
کو راهروے پاک دلے خوب سرشته

از دست چرا هشت سر زلف تو حافظ
تقدیر چنین بود چه کرده که نه هشته

اتتْ روائح رند الحمی و زاد غرامی
من المبلغ عنّی الی سعاد سلامی

پیام دوست شنیدن سعادت است و سلامت
فدای خاک در دوست باد جان گرامی

بیا بشام غریبان و آب دیده من بین
بسان بادهٔ صافی در آبگینهٔ شامی

اذا تقرّب عن ذی الاراک طائر خیر
فلا تفرّد عن روضها انین حمامی

خوشا دمے که در آئی و گویمت بسلامت
قدمت خیر قدوم نزلت خیر مقامی

بسے نماند که روز فراق ما بسر آید
رایت من هضبات الحمی قباب خیامی

[illegible]

من ارچه هیچ ندارم سزای خدمت شاهان — زبهر کار صوابم قبول کن بغلامی
امید هست که زودت بکام خویش ببینم — تو شاد گشته بفرماندهی و من بغلامی
بعدت منک و قد صرت ذائبا کهلال — اگرچه روی چو ماهت ندیده ام بتمامی
وان دعیت بخلد صرت ناقص عهد — فما تطیب نفسی و ما استطاب منامی

چو سلک در خوشاب است شعر نغز تو حافظ
که گاه لطف سبق می برد ز نظم نظامی

اکنون که ز گل باز چمن شد چو بهشتی — ساقی می گلگون بطلب لب کشتی
زنگ غم از دل می گلرنگ زداید — بشنو که چنین گفت مرا پاک سرشتی
گر محتسبت بر کدوی باده زند سنگ — بشکن تو کدوی سر او نیز بخشتی
جهل من و علم تو فلک را چه تفاوت — آن را که بصر نیست چه خوبی و چه زشتی
زاهد مکنم نسیه حکایت که بنقدم — ترکیست چو حوری و سرایی چو بهشتی
برخاک ره خواجه که ایوان کمال است — گر بالش زر نیست بسازیم بخشتی

ترسا بچه دوشش همی گفت که حافظ
حیف است که هر دم کند آهنگ کنشتی

ای باد نسیم یار داری — زان نفحهٔ مشکبار داری

زنهار مکن دراز دستی
با طره او چه کار داری
ای گل تو کجا و روی زیباش
او مشک تر و تو خار داری
ریحان تو کجا و خط سبزش
او تازه و تو غبار داری
نرگس تو کجا و چشم مستش
او سرخوش و تو خمار داری
ای سرو تو با قد بلندش
در باغ چه اعتبار داری
ای عقل تو با وجود عشقش
در دست چه اختیار داری

روزی برسی بوصل حافظ
گر طاقت انتظار داری

ای بیخبر بکوش که صاحب خبر شوی
تا راه‌بین نباشی کی رهبر شوی مرد
در مکتب حقایق پیش ادیب عشق
هان ای پسر بکوش که روزی پدر شوی
دست از مس وجود چو مردان ره بشوی
تا کیمیای عشق بیابی و زر شوی
خواب و خورت ز مرتبه عشق دور کرد
آن دم رسی بخود که نه خواب و نه خور شوی خویش
گر نور عشق حق بدل و جانت افتد
بالله کز آفتاب فلک خوبتر شوی
از پای تا سرت همه نور خدا شود
در راه ذو الجلال چو بی پا و سر شوی
بنیاد هستی تو چو زیر و زبر شود
در دل مدار هیچ که زیر و زبر شوی

گر در سرت هوای وصالست حافظا
باید که خاک درگه اهل بصر شوی

ای پادشه خوبان داد از غم تنهائی — دل بی تو بجان آمد وقتست که باز آئی
ای درد توام درمان در بستر ناکامی — وی یاد توام مونس در گوشهٔ تنهائی
مشتاقی و مهجوری دور از تو چنانم کرد — کز دست بخواهد شد پایان شکیبائی
دائم گل این بستان شاداب نمی ماند — دریاب ضعیفان را در وقت توانائی
صد باد صبا اینجا با سلسله می رقصند — اینست حریف ای دل تا باد نپیمائی
در دائرهٔ قسمت ما نقطهٔ پرگاریم — لطف آنچه تو اندیشی حکم آنچه تو فرمائی
فکر خود و رای خود در عالم رندی نیست — کفرست درین مذهب خودبینی و خودرائی
یارب بکه بتوان گفت این نکته که در عالم — رخساره بکس ننمود آن شاهد هرجائی
دی شب گله زلفت با باد صبا گفتم — گفتا غلطی بگذر زین فکرت سودائی
ساقی چمن گل را بی روی تو رنگی نیست — شمشاد خرامان کن تا باغ بیارائی
زین دائره مینا خونین جگرم می ده — تا حل کنم این مشکل زین ساغر مینائی

دامان

تا باده نپیمائی ۵ تا باد نپیمائی
۵ اندیشه خودرائی در مذهب رندی نیست

حافظ شب هجران شد بوی خوش صبح آمد
شادیت مبارک باد ای عاشق شیدائی

ای در رخ تو پیدا انوار پادشاهی
در فکرت تو پنهان صد حکمت الهی
کلک تو بارک الله در ملک و دین کشاده
صد چشمهٔ آب حیوان از قطرهٔ سیاهی
بر اهرمن نتابد انوار اسم اعظم
ملک آن تست و خاتم فرما هر آنچه خواهی
در حشمت سلیمان هر کس که شک نماید
بر عقل و دانش او خندند مرغ و ماهی
تیغی که آسمانش از فیض خود دهد آب
تنها جهان بگیرد بی منت سپاهی
گر پرتوی ز تیغت بر کان و معدن افتد
یاقوت سرخ رو را بخشند رنگ کاهی
دانم دلت ببخشد بر اشک شب نشینان
گر حال ما بپرسی از باد صبحگاهی
ساقی بیار آبی از چشمهٔ خرابات
تا خرقه ها بشوئیم از عجب خانقاهی
باز ارچه گاه گاهی بر سر نهد کلاهی
مرغان قاف دانند آئین پادشاهی
در دودمان آدم تا وضع سلطنت هست
مثل تو کس ندیدست این علم را کماهی
کلک تو خوش نویسد در شان یار و اغیار
تعویذ جانفزائی و افسون عمر کاهی
عمریست پادشاها کز می تهیست جامم
اینک ز بنده دعوی وز محتسب گواهی
ای عنصر تو مخلوق از کیمیای عزت
وای دولت تو ایمن از صدمت تباهی
جائیکه برق عصیان بر آدم صفی زد
ما را چگونه زیبد دعوی بیگناهی
یا ملجا البرایا یا واهب العطایا
عطفا علی مقل حلت به الدواهی

جور از فلک نیاید تا تو ملک صفاتی
ظلم از جهان برون شد تا تو جهان پناهی

حافظ چو دوست از تو گه گاه می برد نام
رنجش ز بخت منما باز آ بعذر خواهی

دلم

اے دل آن به که خراب از مے گلگون باشی
بے زر و گنج بصد حشمت قارون باشی
در مقامے که صدارت بفقیران بخشند
چشم دارم که بجاه از همه افزون باشی
تاج شاهی طلبی گوهر ذاتی بنما
ور خود از گوهر جمشید و فریدون باشی
در ره منزل لیلی که خطرهاست بجان
شرط اول قدم آنست که مجنون باشی
کاروان رفت و تو در خواب و بیابان در پیش
کے روی ره که پرسی چه کنی چون باشی
نقطهٔ عشق نمودم بتو هان سهو مکن
ورنه چون بنگری از دائره بیرون باشی
ساغرے نوش کن و جرعه بر افلاک فشان
تا بچند از غم ایام جگر خون باشی

حافظ از فقر مکن ناله که گر شعر اینست
هیچ خوشدل نپسندد که تو محزون باشی

[illegible]

ای دل بکوے عشق گذارے نمیکنی
اسباب جمع داری و کارے نمیکنی
چوگان کام در کف و گوئے نمیزنی
بازے چنین بدست و شکارے نمیکنی
این خون که موج میزند اندر جگر چرا
در کار رنگ و بوے نگارے نمیکنی

مشکین از آن نشد دم خلقت که چون صبا بر خاک کوی دوست گذاری نمیکنی
گر دیگران بجان غم جانان خریده اند ای دل تو این معامله باری نمیکنی
در آستین کام تو صد نافه مندرج آن را فدای طرهٔ یاری نمیکنی
ترسم کزین چمن نبری آستین گل کز گلبنش تحمل خاری نمیکنی
ساغر لطیف و دلکش و می افگنی بخاک و اندیشه از بلای خماری نمیکنی

حافظ برو که بندگی بارگاه دوست
گر جمله می کنند تو باری نمیکنی

[illegible]

ای دل اگر از چاه زنخدان بدر آئی هر جا که روی زود پشیمان بدر آئی
هشدار که گر وسوسهٔ عقل کنی گوش آدم صفت از روضهٔ رضوان بدر آئی
تا کی چو صبا بر تو گمارم دم همت کز غنچه چو گل خرم و خندان بدر آئی
در تیره شب هجر تو جانم بلب آمد وقت است که همچون مه تابان بدر آئی
جان میدهم از حسرت آن لعل روان بخش باشد که چو خورشید درخشان بدر آئی
شاید که به آبی فلکت دست نگیرد گر تشنه لب از چشمهٔ حیوان بدر آئی
در خانهٔ غم چند نشینی بملامت وقت است که از دولت سلطان بدر آئی
بر خاک درت بسته ام از دیده دو صد جوی باشد که تو چون سرو خرامان بدر آئی

حافظ مکن اندیشه که آن یوسف مصری
باز آید و از کلبهٔ احزان بدر آئی

ای قصهٔ بهشت ز کویت حکایتی
و آب خضر ز نوش لبانت کنایتی
انفاس عیسی از لب لعلت لطیفهٔ
شرح جمال حور ز رویت روایتی
کی عطرسای مجلس روحانیان شدی
گل را اگر نه بوی تو کردی رعایتی
در آرزوی خاک در دوست سوختیم
یاد آور ای صبا که نکردی حمایتی
در آتش ار خیال رخش دست میدهد
ساقی بیا که نیست ز دوزخ شکایتی
بوی دل کباب من آفاق را گرفت
وین آتش اندرو بکند هم سرایتی درون
ایدل بهرزه دانش و عمرت بباد رفت
صد مایه داشتی و نکردی کفایتی
هر پاره از دل من و از غصه قصهٔ
هر سطری از خیال تو وز رحمت آیتی

دانی مراد حافظ ازین آه و ناله چیست
از تو کرشمهٔ و ز خسرو عنایتی

ای ز شرم عارضت گل کرده خوی
در عرق پیش عقیقت جام می
ژاله بر لاله است یا بر گل گلاب
یا بر آتش آب یا بر روت خوی
پیشه از چشم آن کمان ابرو دل
از پیش میرفت و گم میکرد پی

استه بغدادش شکر ایم و اشته دست | ره متون با نمک بر میزن کرسته
چون تهی نامور [illegible] شوند | گر برون آید [illegible] ز سنگ
[illegible] لب بر لب [illegible] نهاد | چنگ را در زیر ناخن کرده تنگ
آنکه بر [illegible] سر جان [illegible] | جان از دستان [illegible]
عود بر آتش شد و مشکل بسوز | غم ز ارا ز کثرت [illegible]
با تو زین پس گر نماند [illegible] | باز گو در حضرت دارای [illegible]
شعر و آفاق [illegible] کز عشق [illegible] | نامه ما هم ز نامش گشته [illegible]
چنگ را بر دست مطرب [illegible] | گور گرش بنوازش [illegible]

جام می پیش آر و چون [illegible]
[illegible] که بود [illegible] کاوس [illegible]

ای [illegible] انداختی | لطف کردی سایه بر [illegible] انداختی
تا [illegible] | [illegible] خوش [illegible] انداختی
گوی [illegible] عالم [illegible] | جام [illegible] انداختی
گر [illegible] | کاندرین [illegible] انداختی
گنج [illegible] | سایه دولت [illegible] انداختی

خواب بیداران ببستی آنگه از نقش خیال
تهمتی بر شبروان خیل خواب انداختی

پرده از رخ برفکندی یک نظر در جلوه گاه
وز حیا حور و پری را در حجاب انداختی

از برای صید دل در گردنم زنجیر زلف
چون کمند خسرو مالک رقاب انداختی

نصرة الدین شاه یحیی ای که تاج آفتاب
از سر تعظیم و قدرت در تراب انداختی

زینهار از آب شمشیرت که شیران را از آن
تشنه میکردی و گردان را در آب انداختی

باده نوش از جام عالم بین که بر اورنگ جم
شاهد مقصود را از رخ نقاب انداختی

هر کسی با شمع رخسارت بنوعی عشق دا باخت
زین میان پروانه را در اضطراب انداختی

از فریب نرگس مخمور و چشم می پرست
حافظ خلوت نشین را در شراب انداختی

ای که دایم بخویش مغروری
گر ترا عشق نیست معذوری

گرد دیوانگان عشق مگرد
که بعقل عقیله مشهوری

مستی عشق نیست در سر تو
رو که تو مست آب انگوری

روی زرد است و آه درد آلود
عاشقان را دوای رنجوری

بگذر از ننگ و نام خود حافظ
ساغر می طلب که مخموری

ای که در کشتن ما هیچ مدارا نکنی
سود و سرمایه بسوزی و محابا نکنی

دردمندان غمت زهر هلاهل نوشند خور
قصد این قوم خطا باشد هین تا نکنی

رنج ما را که توان برد بیک گوشهٔ چشم
شرط انصاف نباشد که مداوا نکنی

دیدهٔ ما که بامید تو دریاست چرا
به تفرج گذری بر لب دریا نکنی

نقل هر جور که از خلق کریمت گویند
قول صاحب غرضان است تو آنها نکنی

بر تو گر جلوه کند شاهد ما ای زاهد
از خدا جز می و معشوق تمنا نکنی

حافظا سجده بمحراب دو ابرویش کن
که دعایی ز سر صدق جز آنجا نکنی

ای که در کوی خرابات مقامی داری
جم وقت خودی ار دست بجامی داری

ای که با زلف و رخ یار گذاری شب و روز
فرصتت باد که خوش صبحی و شامی داری

ای صبا سوختگان بر سر ره منتظرند
اگر از یار سفر کرده پیامی داری

بوی جان از لب خندان قدح می‌شنوم
بشنو ای خواجه اگر زانکه مشامی داری

کامی ار طلبد از تو غریبی چه شود
تویی امروز درین شهر که نامی داری

خال سرسبز تو خوش دانهٔ عیشی است ولی
بر کنار چمنش وه که چه دامی داری

تو بهنگام وفا گرچه ثباتی نبود
می کنم شکر که بر جور دوامی داری

مهربان شد فلکت ترک جفاکاری کرد
تو نئی ای جان که درین شیوه خرامی داری

بس دعای سحرت حافظ جان خواهد بود
تو که چون حافظ شب خیز غلامی داری

ای که مهجوری عشاق روا میداری
بندگان را ز بر خویش جدا میداری

تشنهٔ بادیه را هم بزلالی دریاب
بامیدی که درین ره بخدا میداری

دل ربودی و بحل کردمت ای جان لیکن
به ازین دار نگاهش که مرا میداری

ساغر ما که حریفان دگری می نوشند
ما تحمل نکنیم ار تو روا میداری

ای مگس حضرت سیمرغ نه جولانگه تست
عرض خود می بری و زحمت ما میداری

تو بتقصیر خود افتادی ازین در محروم
از که می نالی و فریاد چرا میداری

ای دل خام طمع شرمی ازین قصه بدار
کار نا کرده چه امید عطا میداری

حافظا عادت خوبان همه جورست و جفا
تو که زین طائفه امید وفا میداری

این خرقه که من دارم در رهن شراب اولے
وین دفتر بیمعنی غرق می ناب اولے

چون عمر تبه کردم چندانکه نگه کردم
در کنج خراباتی افتاده خراب اولے

من حال دل زاهد با خلق نخواهم گفت
کاین قصه اگر گویم با چنگ و رباب اولے

تا بی سر و پا باشد اوضاع فلک زین سان / در سر هوس ساقی در دست شراب اولی
از همچو تو دلداری دل بر نکنم آری / گر تاب کشم باری زان زلف بتاب اولی

چون پیر شدی حافظ از میکده بیرون رو
رندی و هوسناکی در عهد شباب اولی

با مدعی مگوئید اسرار عشق و مستی / تا بیخبر بمیرد در رنج خودپرستی
با ضعف و ناتوانی همچون نسیم خوش باش / بیماری اندرین ره خوشتر ز تندرستی
تا فضل و علم بینی بی معرفت نشینی / یک نکته ات بگویم خود را مبین که رستی
در آستان جانان از آسمان میندیش / کز اوج سربلندی افتی بخاک پستی
عاشق شو ار نه روزی کار جهان سر آید / ناخوانده نقش مقصود از کارگاه هستی
آن روز دیده بودم این فتنها که برخاست / کز سرکشی زمانی با ما نمی‌نشستی
خارا چه جان بکاهد گل عذر آن بخواهد / سهل است تلخی می در جنب ذوق مستی
صوفی پیاله پیما ساقی قرابه پر کن / ای کوته آستینان تا کی دراز دستی
در حلقهٔ مغانم دوش آن پسر چه خوش گفت / با کافران چه کارت گر بت نمی‌پرستی
در مذهب طریقت خامی نشان کفر است / آری طریق رندان چالاکیست و چستی
سلطان با خدا را زلفت شکست ما را / تا کی کند سیاهی چندین دراز دستی

گر فرصتی ببینی مشغول کار خود باش
هر قبله که باشد مشغول خود پرستی
در گوشهٔ سلامت مستور چون توان بود
تا نرگس تو گوید با ما رموز مستی
حقیقت بدست طوفان خواهد سپرد جان
چون یافتی ازین کشاکش پنداشتی که رستی

از راه دیده حافظ تا دیده زلف پستت
با جمله سربلندی شد پایمال پستی

بجان او که گرم دسترس بجان بودی
کمینه پیشکش بندگانش آن بودی
اگر دلم نشدی پای بند طرهٔ او
کیم قرار درین تیره خاکدان بودی
بگفتمی که بها چیست خاک پایش را
اگر حیات گران مایه جاودان بودی
بخواب نیز نمی‌بینمش چه جای وصال
چو این نبود و ندیدیم باری آن بودی
به بندگی قدش سرو معترف گشتی
اگرچه سوسن آزاده ده زبان بودی

ز پرده نالهٔ حافظ برون کی افتادی
اگر نه همدم مرغان صبح‌خوان بودی

بچشم کرده ام ابروی ماه سیمایی
خیال سرو قدی نقش بسته ام جایی
زمام دل بکسی داده ام من مسکین
که نیستش بکس از تاج و تخت پروایی
سرم ز دست شد و چشم از انتظار بسوخت
در آرزوی سرو چشم مجلس آرایی

امیدهست که منشور عشقبازی من
از آن کمانچهٔ ابرو رسد بطغرایی

مرا که از رخ تو ماه در شبستان است
کجا بود بفروغ ستاره پروایی

مکدرست دل آتش بخرقه خواهم زد
بیا ببین تو اگر میکنی تماشایی

بروز واقعه تابوت ما ز سرو کنید
که مرده ایم ز داغ بلند بالایی

دران مقام که خوبان بغمزه تیغ زنند
عجب مکن ز سری کو فتاده در پایی

فراق و وصل چه باشد رضای دوست طلب
که حیف باشد ازو غیر او تمنایی

[illegible]

ز شوق سر بدر آرند ماهیان از آب
اگر سفینهٔ حافظ رسد بدریایی

پدید آمد رسوم بیوفایی
نماند از کس نشان آشنایی

برند از فاقه پیش هر خسیسی
کنون اهل هنر دست گدایی

کسی کو فاضل است امروز در دهر
نمی بیند ز غم یکدم رهایی

کسی کو جاهل است اندر تنعم
متاع او بود هر دم بهایی

اگر شاعر بخواند شعر چون آب
که دل را زو فزاید روشنایی

نبخشندش جوی از بخل امسال
اگر خود فی المثل باشد سنایی

خرد در گوش هوشم دوش میگفت
برو صبری کن در بینوایی

بیا حافظ بجان این پند بنیوش
که گر از پا بیفتی بر سر آئی

[illegible]

برو زاهد بامیدے که داری
که دارم همچنان امیدواری
بجز ساغر که دارد لاله در دست
بیا ساقی بیاور انچه داری
مرا در رشته دیوانگان کش
که مستی خوشترست از هوشیاری
بپرهیز از من اے صوفی بپرهیز
که کردم توبه از پرهیزگاری
بیا دل در خم گیسوی او بند
اگر خواهی خلاص و رستگاری
بوقت گل شد از توبه شکستن
که عهد گل ندارد استواری
عزیزا نوبهار عمر بگذشت
چو بر طرف چمن باد بهاری

بیا حافظ به پند تلخ کن گوش
چرا عمرے بغفلت میگذاری

بشنو این نکته که خود را ز غم آزاده کنی
خون خوری گر طلب روزی ننهاده کنی
آخر الامر گل کوزه گران خواهی شد
حالیا فکر سبو کن که پر از باده کنی
جهد بنما که در ایام گل و عهد شباب
عیش با آدمی چند پریزاده کنی
تکیه بر جای بزرگان نتوان زد بگزاف
مگر اسباب بزرگی همه آماده کنی

اجرها باشدت ای خسرو شیرین حرکات — گر نگاهی سوی فرهاد دل افتاده کنی
خاطرت کی رقم فیض پذیرد هیهات — مگر از نقش پراگنده ورق ساده کنی
ای صبا بندگی خواجه جلال الدین کن — جهان — که چمن پر سمن و سوسن آزاده کنی

کار خود گر به کرم باز گذاری حافظ
ای بسا عیش که با بخت خداداده کنی

به صوت بلبل و قمری اگر ننوشی می — علاج کی کنمت آخر الدواء الکی
ذخیره‌ای بنه از رنگ و بوی فصل بهار — که می‌رسند ز پی رهزنان بهمن و دی
زمانه هیچ نبخشد که باز نستاند — مجو ز سفله مروت که شیئه لاشی
چو گل نقاب برافکند و مرغ زد هوهو — منه ز دست پیاله چه می‌کنی هی هی
خزینه‌داری میراث خوارگان کفر است — به قول مطرب و ساقی به فتوی دف و نی
چه هست آب حیاتت به دست تشنه ممیر — فلا تمت و من الماء کل شیء حی
نوشته‌اند بر ایوان جنة الماوی — که هر که عشوه دنیا خرید وای به وی
سخا نماند سخن طی کنم بیا ساقی — بده به شادی روح روان حاتم طی
شکوه سلطنت و حکم کی ثباتی داشت — ز تخت جم سخنی مانده است و افسر کی
بخیل بوی خدا نشنود بیا حافظ — پیاله گیر و کرم کن که الضمان علی

بفراغ دل زمانی نظری بماهرویی		به از آنکه چتر شاهی همه روز هاو هویی
بخدا که رشکم آید بدو چشم روشن خود		که نظر دریغ باشد بچنین لطیف رویی
دل ما شد و ندانم چه شد آن عزیز یارا		که گذشت عمر و نامد خبری ز هیچ سویی
نفسم بآخر آمد نظرم مدید سیرت		بجز این نماند ما را هوسی و آرزویی

مگر ای صبا بشوخی سر زلف آن پری را
که هزار جان حافظ بفدای تار مویی

بگرفت کار حسنت چون عشق من کمالی		خوش باش ز آنکه نبود این هر دو را زوالی
در وهم می نگنجد کاندر تصور عقل		آید بهیچ معنی زین خوبتر مثالی
شد حظ عمر حاصل گر ز آنکه با تو ما را	شود	یکدم بعمر روزی روزی شود وصالی
آن دم که با تو باشم یکسال هست روزی		وان دم که بی تو باشم یک لحظه هست سالی
من چون خیال رویت جانا بخواب بینم		کز خواب می نبیند چشمم بجز خیالی
رحم آر بر دل من کز مهر روی خوبت		شد شخص ناتوانم باریک چون هلالی

حافظ مکن شکایت گر وصل یار خواهی
زین بیشتر بباید بر هجر احتمالی

بلبل ز شاخ سرو بگلبانگ پهلوی		میخواند دوش درس مقامات معنوی

یعنی بیا که آتش موسی نمود گل
تا از درخت نکته تحقیق بشنوی

مرغان باغ قافیه سنجند و بذله گو
تا خواجه می خورد بغزلهای پهلوی

جمشید جز حکایت جام از جهان نبرد
زنهار دل مبند بر اسباب دنیوی

خوش فرش بوریا و گدائی و خواب امن
کاین عیش نیست درخور اورنگ خسروی

درویشم و گدا و برابر نمی کنم
پشمین کلاه خویش بصد تاج خسروی

این قصه عجب شنو از بخت واژگون
ما را بکشت یار بانفاس عیسوی

چشمت بغمزه خانه مردم خراب کرد
مخموریت مباد که خوش مست میروی

دهقان سالخورده چه خوش گفت با پسر
کای نور چشم من بجز از کشته ندروی

می خور بشعر بنده که دلتنگیت مباد
بعد از تو خاک بر سر اسباب دنیوی

ساقی مگر وظیفهٔ حافظ زباده باد
کاشفته گشت طرهٔ دستار مولوی

بیا با ما گذار این کینه داری
که حق صحبت دیرینه داری

نصیحت گوش کن کاین در بسی به
ازان گوهر که در گنجینه داری

بفریاد خمار مفلسان رس
خدارا گر می دوشینه داری

ولیکن کی نمائی رخ برندان
تو کز خورشید و مه آئینه داری

بدرندان مگو ای شیخ هشدار … که با حکم خدائی کینه داری
نمی‌ترسی ز آه آتشینم … تو دانی خرقهٔ پشمینه داری

ندیدم خوشتر از شعر تو حافظ
بقرآنی که اندر سینه داری

بیار باده و بازم رهان ز رنجوری … که هم بباده توان کرد دفع مخموری
بهیچ وجه نباشد فروغ مجلس انس … مگر بروی نگار و شراب انگوری
ز سحر غمزهٔ فتان خویش غره مباش … که آزمودم و سودی نداشت مغروری
بیک فریب بدادم صلاح خویش از دست … دریغ آن همه زهد و صلاح مستوری
ادیب چند نصیحت کنی که عشق مباز … اگرچه نیست ادب این سخن چه دستوری
بعشق زنده بود جان مرد صاحبدل … اگر تو عشق نداری برو که معذوری
رسید دولت وصل و گذشت محنت هجر … نهاد کشور دل باز رو بمعموری

بهر کسی نتوان گفت راز دل حافظ
مگر بدانکه کشیده است محنت دوری

ترا که هرچه مرادست در جهان داری … چه غم ز حال من زار ناتوان داری
بخواه جان و دل از بنده و روان بستان … که حکم بر سر آزادگان روان داری

بنوش می چو سبکروحی ای حریف مدام
علی الخصوص در آن دم که سرگران داری

بیاض روی ترا نیست نقش درخور از آنک
سوادی از خط مشکین بر ارغوان داری

میان نداری و دارم عجب که هر ساعت
میان مجمع خوبان کنی میان داری

مکن عتاب ازین بیش و جور بر دل من
بکن هر آنچه توانی که جای آن داری

باختیار اگرت صد هزار تیر جفاست
بقصد جان من خسته در کمان داری

بکش جفای رقیبان مدام و دل خوش دار
که سهل باشد اگر یار مهربان داری

وصال دوست گرت دست میدهد دمی
برو که هر چه مراد است در جهان داری

چو ذکر لعل لبت میکنم خرد گوید
حدیث با شکرستانی که در دهان داری

چو گل بدامن ازین باغ می‌بری حافظ
چه غم ز ناله و فریاد باغبان داری

تو گر بر لب جوئی نه هوس بنشینی
ورنه هر فتنه که بینی همه از خود بینی

یکدلی کن تو دل بنده و نگزیده او
که بجا نیست من با بدل گر رنگ گزینی

صبر بر جور رقیبان چه کنم گر نکنم
عاشقان را نبود چاره بجز مسکینی

ادب و شرم ترا خسرو مهرویان کرد
آفرین بر تو که شایسته صد چندینی

عجب از لطف تو ای گل که نشستی با خار
ظاهرا مصلحت وقت در آن می‌بینی

بیم آید که خرامی به تماشای چمن
که تو خوشتر ز گل و تازه‌تر از نسرینی

گر امانت به سلامت ببرم باکی نیست
بیدلی سهل بود گر نبود بی‌دینی

باد صبحی به هوایت ز گلستان برخاست
که تو خوشبو چو گل سوسنی چون نسرینی

سخن بی‌غرض از بنده مخلص بشنو
ای که منظور بزرگان حقیقت‌بینی

نازنینی چو تو پاکیزه‌رخ و پاک‌نهاد
بهتر آنست که با مردم بد ننشینی

شیشه‌بازی سرشکم نگری از چپ و راست
گر بدین منظر بینش نفسی بنشینی

بعد ازین ما و گدائی به سر منزل عشق
راه هر در را نبود چاره به جز مسکینی

تو بدین دلکشی و نازکی ای نازنین
لایق بندگی خواجه جلال‌الدینی

سیل این اشک روان صبر دل حافظ برد
بلغ الطاقة یا مقلة عینی بینی

جان فدای تو که هم جانی و هم جانانی
هر که شد خاک در تو رست ز سرگردانی

سرسری از سر کوی تو نیارم برخاست
کار دشوار نگیرند بدین آسانی

خام را طاقت پروانه پرسوخته نیست
نازکان را نرسد شیوه جان‌افشانی

بی تو آرام گرفتن بود از ناکامی
با تو گستاخ نشستن بود از حیرانی

فاش کردند رقیبان تو سر دل من
چند پوشیده بماند خبر پنهانی

تا بماند تر و شاداب نهال قد تو   واجب آنست که بر دیدهٔ ما بنشانی
در خم زلف تو دیدم دل خود را روزی   گفتمش چونی و چون می رهی از زندانی
گفت آری چه کنی گر نبری رشک بمن   هر گدا را نبود مرتبهٔ سلطانی

راستی حد تو حافظ نبود صحبت ما
بس اگر بر سر این کوی کنی پیگبانی

جای حضور و گلشن امن است این سرای   زین در بشادمانی عیش و طرب درآی
ای کاخ دولتی تو چه کاخی که در جهان   در شاخسار گلشن تو سایه همای
هر صبح در هوای در تست میکند صبوح   جمشید تخت چرخ بجام جهان نمای
باد تو همچو آتش موسی خجسته پی   خاک تو همچو آب خضر زندگی فزای
فرخنده نو گل تو چمن را حیات ده   جعد بنفشهٔ تو صبا را گره گشای
مرغولی سنبل از دم کوی تو در نسیم   زلف صبا ز خاک جناب تو مشک سای
خورشید در هوای تو چون ذره پای کوب   جمشید در حریم تو چون بندگان بپای

حافظ مقیم درگه او باش و پیشه کن
کاندر بهشت بهتر ازین گوشه نیست جای

چو سرو گر بخرامی دشت بگذاری   خورد ز غیرت رخے تو هر گلے خارے

ز کفرِ زلفِ تو ہر حلقۂ و آشوبے
ز سحرِ چشمِ تو ہر گوشۂ و بیمارے
نثارِ خاکِ رہت نقدِ جانِ ما ہر چند
کہ نیست نقدِ روان را بر تو مقدارے
مرو چو بختِ من ای چشمِ مستِ یار بخواب
کہ در پی است ز ہر سوت آہ بیدارے
دلا ہمیشہ مزن لافِ زلفِ دلبندان
چو تیرہ رای شدی کے کشایدت کارے
سرم برفت و زمانے بسر نرفت این کار
دلم گرفت و نبودت سرِ گرفتارے

چو نقطہ گفتمش اندر میانِ دائرہ آے
بخندہ گفت کہ حافظ برو چہ پرکارے

چون در جہانِ خوبی امروز کامگاری
شاید کہ عاشقان را کامے ز لب برآری
با عاشقانِ بیدل تا چند ناز و عشوہ
بر بیدلانِ مسکین تا کے جفا و خواری
تا چند ہمچو چشمت در عینِ ناتوانی
تا چند ہمچو زلفت در تابِ بیقراری
جورے کہ از تو دیدم ورشے کہ از تو بردم
گر شمۂ بدانی شاید کہ رحمت آری
از بادۂ وصالت گر جرعۂ بنوشم
تا زندہ ام نورزم آئینِ ہوشیاری
در ہجر ماندہ بودم باد صبا نماید
از بوستانِ وصالت بوسے ہمیداری
ما بندہ ایم و عاجز تو خواجۂ و قادر
گر میکشی بزورم ور میکشی بزاری
دکانِ عاشقی را بسیار مایہ باید
دلہاے ہمچو آتش چشمانِ رودباری

گر همچو موی وصلت درپیش زنده مانم ارنم سر بر نیارم از خاک تا لاله‌ها برآری

آخر ترحمی کن بر حال زار حافظ
تا چند نا امیدی تا چند خاکساری

چه بودی ار دل آن ماه مهربان بودی — که کار ما نه چنین بودی ار چنان بودی
بگفتمی که چه ارزد نسیم طره دوست — گرم بهر سر موئی هزار جان بودی
برات خوشدلی ما چه کم شدی یارب — گرش نشان امان از بد زمان بودی
گرم زمانه سرافراز داشتی و عزیز — سریر عزتم آن خاک آستان بودی
خیال اگر نشدی سد آب دیده من — هزار چشمه بهر گوشه روان بودی
کسی بگوی دلم کاشکی نشان دادی — که تا فرشته از باغ و بوستان بودی
رخت چو مهر فلک بی نظیر آفاق ست — بدل دریغ که یک ذره مهربان بودی
ز پرده کاش برون آمدی چو قطره اشک — که بر دو دیده ما حکم او روان بودی

اگر نه دائره عشق راه بربستی
چو نقطه حافظ بیدل دران میان بودی

چه قامتی که ز سر تا قدم همه جانی — چه صورتی که بهیچ آدمی نمی مانی
نه صورتی که گل گلستان فردوسی — نه قامتی که سهی سرو باغ و بستانی

بسے حکایت حسنت شنیده ام جانان
کنون که دیدمت الحق هزار چندانی

تنم چو چشم تو دارد نشان بیماران
دلم چو زلف تو دارد سر پریشانی

ز جستجوے تو ننشینم ارچه هر نفسم
میان خون دل و آب دیده بنشانی

ز خاک پاے عزیز تو سر نگردانم
گرم ز دست فراقت بسر بگردانی

تو چون سپهر جفا پیشه داد ظلم
چو روزگار نهاده اساس ویرانی

ز روے لطف و ترحم چرا نه بنشانی
چو درد و محنت حافظ یقین همی دانی

[illegible]

خوشتر از کوے خرابات نباشد جائے
گر به پیرانه سرم دست دهد ماوائے

آرزو میکنم از تو چه پنهان دارم
شیشهٔ باده و کنجی و مه زیبائے

جاے من دیر مغانست و فرح وطنے
راے من روے بتانست مبارک رائے

چه کنی گوش که در دهر چو من شیدا نیست
نیست این جز سخن بوالهوس رعنائے

صنما غیر تو در خاطر ما می نگنجد
که مرا نیست بغیر از تو کس پروائے

باد صبا باش که هرگز نتواند گفتن
سخن دیگر بر همنی دانائے

رحم کن بر دل مجروح خراب حافظ
زانکه هست از پے امروز یقین فردائے

دوش کرد یاوری فلکت روز داوری
تا شکر چون کنی و چه شکرانه آوری
در کوی عشق شوکت شاهی نمی خرند
اقرار بندگی کن و دعوی چاکری
آن کس که اوفتاد خدایش گرفت دست
پس بر تو باد تا غم افتادگان خوری
ساقی بمژدگانی عیش از درم درآ
تا یک دم از دلم غم دنیا بدر بری
در شاهراه جاه و بزرگی خطر بسیست
آن به کزین گریوه سبکبار بگذری
سلطان و فکر لشکر و سودای تاج و گنج
درویش و امن خاطر و کنج قلندری
نیل مراد بر حسب فکر و همت است
از شاه نذر خیر و ز توفیق یاوری
یک حرف صوفیانه بگویم اجازت است
ای نور دیده صلح به از جنگ و داوری
حافظ غبار فقر و قناعت ز رخ مشوی
کاین خاک بهتر از عمل کیمیاگری

در همه دیر مغان نیست چو من شیدائی
خرقه جائی گرو باده و دفتر جائی
دل که آئینهٔ شاهی است غباری دارد
از خدا می طلبم صحبت روشن رائی
کرده ام توبه بدست صنم باده فروش
که دگر می نخورم بی رخ بزم آرائی
جویها بسته ام از دیده بدامان که مگر
در کنارم بنشانند سهی بالائی
سر این نکته مگر شمع برآرد بزبان
ورنه پروانه ندارد بسخن پروائی

کشتی باده بیاور که مرا بی رخ دوست
گشته هر گوشهٔ چشم از غم دل دریائی
سخن غیر مگو با من معشوقه‌پرست
کز وی و جام میم نیست بکس پروائی
نرگس ار لاف زد از شیوهٔ چشم تو مرنج
نروند اهل نظر از پی نابینائی
این حدیثم چه خوش آمد که سحرگه میگفت
بر در میکده با دف و نی ترسائی
گر مسلمانی از اینست که حافظ دارد
آه اگر از پی امروز بود فردائی

دو یار زیرک و از بادهٔ کهن دو منی
فراغتی و کتابی و گوشهٔ چمنی
ز تندباد حوادث نمی‌توان دیدن
درین چمن که گلی بوده است یا سمنی
من این مقام بدنیا و آخرت ندهم
اگرچه در پیم افتند خلق انجمنی
هر آنکه کنج قناعت بگنج دنیا داد
فروخت یوسف مصری بکمترین ثمنی
بیا که رونق این کارخانه کم نشود
ز زهد همچو توئی یا ز فسق همچو منی
نگار خویش بدست خسان همی بینم
چنین شناخت فلک حق خدمت چو منی
ببین در آئینهٔ نقشبند صورت غیب
گرت ز ملک قناعت هوس کند وطنی
ازین سموم که بر طرف بوستان بگذشت
عجب که رنگ گلی ماند و بوی یاسمنی
بصبر کوش تو ای دل که حق رها نکند
چنین عزیز نگینی بدست اهرمنی

[illegible] نشین تا خوش و تماشا کن   [illegible] شکر و [illegible]
[illegible] صنم با شراب باید گفت   که [illegible] کس نیست چنین زمنے
مزاج دهر تبه شد درین بلا آرے   کجاست فکر حکیمے و راے برهمنے

شنیده‌ام که سگان را قلاده می‌بندی
چرا بگردن حافظ نمی‌نهی رسنے

دیدم بخواب دوش که ماهے برآمدے   کز عکس روی او شب هجران سرآمدے
تعبیر رفت یار سفر کرده میرسد   اے کاش هرچه زودتر از در درآمدے
ذکرش بخیر ساقی فرخنده فال من   کز در مدام با قدح و ساغر آمدے
فیض ازل بزور و زر ار آمدے بدست   آب خضر نصیبهٔ اسکندر آمدے
آن عهد یاد باد که از بام و در مرا   هردم پیام یار و خط دلبر آمدے
خوش بودے ار بخواب بدیدے دیار خویش   تا یاد صحبتش سوے ما رهبر آمدے
آن کو ترا بسنگدلی گشت رهنمون   اے کاشکے که پاش بسنگے برآمدے
کے یافتے رقیب تو چندان مجال ظلم   مظلومے ار شبے بدر داور آمدے
خامان ره نرفته چه دانند ذوق عشق   دریا دلے بجوے دلیرے سرآمدے
جانها نثار کردمے آن دلنواز را   گر همچو روح حلقه کنان در برآمدے

گر دیگرے بشیوہ حافظ زدے رقم
مقبول طبع شاہ سخن پرور آمدے

رفتم بباغ تا کہ بچینم سحر گلے | آمد بگوش ناگہم آواز بلبلے
مسکین چو من بعشق گلے گشتہ مبتلا | و اندر چمن فگندہ ولفریاد غلغلے
میگشتم اندران چمن و باغ دمبدم | میکردم اندران گل و بلبل تاملے
چون کرد در دلم اثر آواز عندلیب | گشتم چنانکہ ہیچ نماندم تحملے
بس گل شگفتہ میشود این باغ را ولے | کس بے جفاے خار نچیدست ازو گلے
گل یار خار گشتہ و بلبل قرین عشق | آن را تغیرے نہ و این را تبدلے

حافظ مدار اُمید فرج از مدار چرخ
دارد ہزار عیب و ندارد تفضلے

روزگاریست کہ ما را نگران میداری | مخلصان را نہ بوضع دگران میداری
گوشہ چشم رضائے بمنت باز نشد | اینچنین عزت صاحب نظران میداری
نہ گل از داغ غمت رست نہ بلبل در باغ | ہمہ را نعرہ زنان جامہ دران میداری
پدر تجربہ آخر توئی اے دل ز چہ روے | طمع مہر و وفا زین پسران میداری
گرچہ رندی و خرابی گنہ ماست ولے | عاشقے گفت کہ ما را تو بدان میداری

جوهر جام جم از کان جهانِ دگرست
تو تمنا ز گلِ کوزه گران میداری
کیسهٔ سیم و زرت نیک بباید پرداخت
زین تمنا که تو از سیمبران میداری
ای که در دلق ملمع طلبی ذوقِ حضور
چشم سیری عجب از بی‌خبران میداری
چون توئی نرگس باغِ نظر ای چشم و چراغ
سر چرا بر من دل خسته گران میداری
دین و دل رفت ولی راست نمی آرم گفت
که من سوخته دل را تو بران میداری
تا صبا بر گل و بلبل ورقِ حسن تو خواند
همه را شیفته و دل نگران میداری
ساعد آن به که بپوشی چو تو از بهر نگار
دست در خونِ دلِ پرهنران میداری

گذران روز سلامت بملامت حافظ
چه توقع ز جهانِ گذران میداری

زان مے صاف کزو پخته شود هر خامے
گرچه ماه رمضان ست بیاور جامے
روزها رفت که دست من مسکین نگرفت
ساق شمشاد قدی ساعد سیم اندامے
روزه هر چند که مهمان عزیزست ولا
رفتنش موهبتی دان شدنش انعامے
مرغ زیرک بدر صومعه اکنون نپرد
که نهادست بهر مجلس وعظے دامے
گله از زاهد بدخو چه کنم رسم اینست
که چو صبحے بدمد در پیش افتد شامے
یار من چون بخرامد بتماشای چمن
برسانش زمن ای پیک صبا پیغامے

گوهر جیبی که شب و روز می صاف کشد
بود آیا که کند یاد ز دردآشامی

حافظا گر ندهد داد دلت خسرو عهد
کام دشوار بدست آوری از خودکامی

ز دلبرم که رساند نوازش قلمی
کجاست پیک صبا گو بیا بکن کرمی

دلم گرفت ز سالوس و طبل زیر گلیم
خوشا دمی که بمیخانه بر کنم علمی

حدیث چون و چرا درد سر دهد ساقی
پیاله گیر و بیاسا بعمر خویش دمی

طبیب راه نشین سر عشق نشناسد
برو بدست کن ای مرده دل مسیح دمی

قیاس کردم و تدبیر عقل در ره عشق
چو شبنمیست که در بحر میکشد رقمی

بیا که وقت شناسان دو کون بفروشند
بیک پیاله صافی و صحبت صنمی

دوام عیش و تنعم نه شیوه عشق است
اگر معاشر مائی بنوش جام غمی

نمیکنم گله لیکن ابر رحمت دوست
بکشت زار جگر خستگان نداد نمی

بیا که خرقه من گرچه وقف میکده هاست
ز مال وقف نبینی بنام من درمی

چرا بیک نی قندش نمی خرند آن را
که کرد صد شکرافشانی از نی قلمی

سزای قدر تو شاها بدست حافظ نیست
بجز نیاز شبی یا دعای صبحدمی

زین خوش رقم که بر گل رخسار میکشی
خط بر صحیفهٔ گل و گلزار میکشی

اشک حرم نشین نهانخانه مرا
زان سوی هفت پرده ببازار میکشی

هر دم بیاد آن لب میگون و چشم مست
از خلوتم بخانه خمار میکشی

گفتی سر تو بسته بفتراک ما شود
سهل ست اگر تو زحمت این بار میکشی

با چشم و ابرو تو چه تدبیر دل کنم
وه زین کمان که بر سر بیمار میکشی

باز آ که چشم بد ز رخت دور میکنیم
ای تازه گل که دامن ازین خار میکشی

کاول روی چو باد صبا را بوی زلف
هر دم بقید سلسله در کار میکشی

حافظ دگر چه میطلبی از نعیم دهر
مے می چشی و طرّهٔ دلدار میکشی

ساقیا سایه ابرست و بهار و لب جوے
من نگویم چه کن ار اهلدلی خود تو بگوے

بوی یکرنگی ازین قوم نمیاید برخیز
دلق آلودهٔ صوفی بمی ناب بشوے

سفله طبع ست جهان بر کرمش تکیه مکن
ای جهاندیده ثبات قدم از سفله مجوے

گوش بگشای که بلبل بفغان میگوید
خواجه تقصیر مفرما گل توفیق ببوے

یک نصیحت کنمت بشنو و صد گنج ببر
از در عیش درآ و بره عیب مپوے

شکر آنرا که دگر بار رسیدی به بهار
بیخ نیکی بنشان ره بتوفیق بجوے

روی جانان طلبی آینه را قابل ساز
ورنه هرگز گل و نسرین ندمد ز آهن و روی

پیشتر زانکه شوی خاک در میکده‌ها
یک دو روزی بسر اندر ره میخانه بپوی

گفتی از حافظ ما بوی ریا می‌آید
آفرین بر نفست باد که خوش بردی پی

ساقی بیا که شد قدح لاله پر ز می
طامات تا بچند و خرافات تا بکی

بگذر ز کبر و ناز که دیده است روزگار
چین قبای قیصر و طرف کلاه کی

هشیار شو که مرغ سحر گشت مست هان
بیدار شو که خواب عدم در پی است هی

خوش نازکانه می‌چمی ای شاخ نوبهار
کآشفتگی مبادت ز آشوب باد دی

بر مهر چرخ و شیوهٔ او اعتماد نیست
ای وای بر کسی که شد ایمن ز مکر وی

فردا شراب کوثر و حور از برای ماست
و امروز نیز دلبر مه روی و جام می

باد صبا ز عهد صبی یاد می‌دهد
جان داروی که غم ببرد در ده ای صبی

حشمت مبین و سلطنت گل که گسترید
فراش باد هر ورقش را بزیر پی

در ده بیاد حاتم طی جام یک منی
تا نامهٔ سیاه بخیلان کنیم طی

زان می که داد رنگ و لطیفی بارغوان
بیرون فکند لطف مزاج از رخش بخوی

بشنو که مطربان چمن راست کرده‌اند
آهنگ چنگ و بربط و طنبور و ساز نی

نشد بباغ بیکه بخدمت چو بندگان   استاده است سرو و کمر بسته است نی
اشیای روزگار بسی ساز در گرو   کز مرد راه باز نمانده است هیچ

حافظ حدیث سحر زیبا خوشت رسید
تا حد چین و شام و باقصای روم و ری

سحر با باد میگفتم حدیث آرزومندی   خطاب آمد که واثق شو بالطاف خداوندی
قلم را آن زبان نبود که سر عشق گوید باز   ورای حد تقریر است شرح آرزومندی
دل اندر زلف لیلی بند و کار از عقل مجنون کن   که عاشق را زیان دارد مقالات خردمندی
الا ای یوسف مصری که کردت سلطنت مغرور   پدر را باز پرس آخر کجا شد مهر فرزندی
بسحر غمزهٔ فتان دوا بخشی و درد انگیز   بچین زلف مشک افشان دل آگه دلبندی
جهان پیر رعنا را ترحم در جبلت نیست   ز مهر او چه میخواهی درو همت چه میبندی
همای چون تو عالی قدر حرص استخوان تا کی   دریغ این سایهٔ دولت که بر نااهل افکندی
درین بازار اگر سودیست با درویش خرسندست   خدایا منعمم گردان بدرویشی و خرسندی
دعای صبح و شام تو کلید گنج مقصودست   باین راه و روش میرو که با دلدار پیوندی

بشعر حافظ شیرازی گویند و میرقصند
سیه چشمان کشمیری و ترکان سمرقندی

سحرگه رهروی در سرزمینی
همی گفت این معما با قرینی

که ای صوفی شراب آنگه شود صاف
که در شیشه بماند اربعینی

گر انگشت سلیمانی نباشد
چه خاصیت دهد نقش نگینی

خدا زان خرقه بیزارست صد بار
که صد بت باشدش در آستینی

درونها تیره شد باشد که از غیب
چراغی برکند خلوت نشینی

مروت گرچه نامی بی نشان ست
نیازی عرضه کن بر نازنینی

ثوابت باشد ای دارای خرمن
اگر رحمی کنی بر خوشه چینی

نمی بینم نشاط و عیش در کس
نه درمان دلی نه درد دینی

اگرچه رسم خوبان تندخوییست
چه باشد گر بسازی با غمینی

در میخانه بگشا تا بپرسم
مآل حال خود از پیش بینی

نه همت را امید سربلندیست
نه دعوت را کلید آهنینی

نه حافظ را حضور درس قرآن
نه دانشمند را علم الیقینی

سحرم هاتف میخانه بدولتخواهی
گفت باز آی که دیرینه این درگاهی

همچو جم جرعه می کش که ز سر ملکوت
پرتو جام جهان بین دهدت آگاهی

با گدایان در میکده ای سالک راه — ادب باش گر از سر خدا آگاهی
بر میکده رندان قلندر باشند — که ستانند و دهند افسر شاهنشاهی
خشت زیر سر و بر تارک هفت اختر پای — دست قدرت نگر و منصب صاحب جاهی
اگرت سلطنت فقر ببخشند ای دل — کمترین ملک تو از ماه بود تا ماهی
قطع این مرحله بی همرهی خضر مکن — ظلمات است بترس از خطر گمراهی
سر ما و در میخانه که طرف بامش — بفلک بر شده دیوار بدین کوتاهی
تو در فقر ندانی زدن از دست مده — مسند خواجگی و مجلس توران شاهی
ای سکندر منشین و غم بیهوده مخور — که نبخشند ترا آب حیات از شاهی

حافظ خام طمع شرمی از این قصه بدار
عملت چیست که فردوس و دو جهان میخواهی

سلام الله ما کر اللیالی — علی ملک الاکارم والمعالی
علی وادی الاراک و من علیها — و داری باللوی فوق الرمالی
دعاگوی غریبان جهانم — و ادعو بالتواتر و التوالی
منال ای دل که در زنجیر زلفش — همه جمعیت است آشفته حالی
امورت صابرا یالیت شعری — متی نطق البشیر عن الوصالی

فحبک راحتی فی کل حین
و ذکرک مونسی فی کل حالی
سویدای دل من تا قیامت
مباد از سوز و سودای تو خالی
کجا یابم وصال چون تو شاهی
من بدنام رند لاابالی
ز خطت صد جمال دیگر افزود
که عمرت باد صد سال جلالی
بر آن نقاش قدرت آفرین باد
که گرد مه کشید از خط هلالی
بهر منزل که رو آرد خدایا
نگهدارش بحفظ لایزالی
تو می باید که باشی ورنه سهل است
زیان مایه جانی و مالی

خدا داند که حافظ را غرض چیست
و علم الله حسبی من سوالی

سلامی چو بوی خوش آشنائی
بدان مردم دیده روشنائی
درودی چو نور دل پارسایان
بدان شمع خلوتگه پارسائی
نمی بینم از همدمان هیچ برجا
دلم خون شد از غصه ساقی کجائی
ز کوی مغان رخ مگردان که آنجا
فروشند مفتاح مشکل گشائی
عروس جهان گرچه در حد حسن است
ز حد می برد شیوه بی وفائی
می صوفی افکن کجا می فروشند
که در تابم از دست زهد ریائی

رفیقان چنان عهد صحبت شکستند / که گویی نبودست خود آشنایی
دل خستهٔ من گرش همتی نیست / نخواهد ز سنگین دلان مومیایی
مرا گر تو بگذاری ای نفس طامع / بسی پادشاهی کنم در گدایی
بیاموزمت کیمیای سعادت / ز همصحبت بد جدایی جدایی

مکن حافظ از جور گردون شکایت
چه دانی تو ای بنده کار خدایی

ردیف القاف

سلیمی منذ حلت بالعراق / الاقی من نواها ما الاقی
الا ای ساربان محمل دوست / الی رکبانکم طال اشتیاقی
بیا ای مطرب خوشخوان خوشگوی / بشعر پارسی صوت عراقی
بیا ساقی بده رطل گرانم / سقاک الله من کاس دهاقی
جوانی باز می‌آرد بیادم / صدای چنگ و نوشانوش ساقی
می باقی بده تا برفشانم / بیاران مست و خوشدل عمر باقی
درونم خون شد از نادیدن دوست / الا تعسا لایام الفراق
دمی با نیکخواهان متفق باش / غنیمت دان امور اتفاقی
بسیمای مه جز در الطف ازد / که با خورشید سازد هم وثاقی

عروسے بس خوشی اے دختر رز   ولے گہ گہ سزاوار طلاقی
ربیع العمر فی مرعی حماکم   حماک اللہ یا عہد التلاقی
خرد در زندہ رود انداز و مے نوش   بگلبانگ جوانان عراقی
نہانی الشیب من کل العذاری   سوے تقبیل خد و اعتناقی
وصال دوستان روزی ما نیست   بگو واعظا سخنہاے فراقی

مضت فرص الوصال وما شعرنا
بگو حافظ غزلہاے عراقی

سبت سلمی بصدغیہا فوادی   وروحی کل یوم لی ینادی
خدارا بر من بیدل ببخشا   و اوصلنی علی رغم الاعادی
امن انکرتنی عن حب سلمی   غریق العشق فی بحر الودادی
نگارا در غم سوداے عشقت   توکلنا علی رب العبادی

دل حافظ شد اندر چین زلفت
بلیل مظلم و اللہ ہادی

سینہ مالامال درد است اے دریغا مرہمے   دل ز تنہائی بجان آمد خدارا ہمدمے
خیز تا خاطر بدان ترک سمرقندی دہیم   کز نسیمش بوے زلف جوریان آید ہمے

چشم آسایش که دارد زین سپهر گرم رو
ساقیا جامی بیاور تا بیاسایم دمی

زیرکی را گفتم این احوال بین خندید و گفت
صعب کاری بوالعجب کاری پریشان عالمی

سوختم در چاه صبر از بهر آن شمع چگل
شاه ترکان غافل است از حال ما کو رستمی

در طریق عشقبازی امن و آسایش خطاست
ریش باد آن دل که با درد تو خواهد مرهمی

اهل کام و ناز را در کوی رندان راه نیست
رهروی باید جهانسوزی نه خامی بیغمی

آدم خاکی درین عالم نمی آید بدست
عالمی دیگر بباید ساخت از نو آدمی

گریهٔ حافظ چه سازد پیش استغنای دوست
کاندرین طوفان نماید هفت دریا شبنمی

لبش می بوسم و در میکشم می
به آب زندگانی برده ام پی

نه رازش میتوانم گفت با کس
نه کس را میتوانم دید با وی

گل از خلوت بباغ آورد مسند
بساط زهد را چون غنچه کن طی

بده جام می و از جم مکن یاد
که میداند که جم کی بود و کی کی

بزن بر چنگ چنگ ای ماه مطرب
رگش بخراش تا بخروشم از وی

چو چشمش مست را مخمور مگذار
بیاد لعلش ای ساقی بده می

نجوید جان ازان قالب جدائی
که باشد خون جامش در رگ و پی

لبش می بوسم و خون می خورد جام
رخش می بینم و گل می کند خوی

چو مرغ باغ میگوید که هو هو
بده از دست جام باده هی هی

چو مجنون در پی دیدار لیلی
بیا بگشتن ای دل گرد هر حی

تو با سلطان گل خوش باش و می نوش
غنیمت دان خلاص بهمن و دی

زبانت درکش ای حافظ زمانی
حدیث بی زبان را بشنو از نی

شهریست پر ظریفان از هر طرف نگاری
یاران صلای عشقست گر میکنید کاری

چشم فلک ندیده زین خوبتر حریفی
در دام کس نیفتد زین خوبتر شکاری

ای روی خوبت از گل صد بار نازنینی
یارب که ره نیابد بر دامن تو خاری

چشمی که دیده باشد شبهی ز جان و کب
بر دامنش مبادا زین خاکدان غباری

چون من شکسته را از پیش خود چه رانی
کم غایت تمنا بوسیست یا کناری

می بیغشست دریاب وقت خوشست دریاب
سال دگر که دارد امید نوبهاری

چون این گره گشایم وین راز وانمایم
دردی و صعب دردی کاری و سخت کاری

هر تار موی حافظ در دست زلف شوخی
مشکل توان نشستن در اینچنین دیاری

صبا تو نکهت آن زلف مشکبو داری
بیادگار بمانی که بوی او داری
دلم که گوهر اسرار حسن و عشق در وست
توان بدست تو دادن گرش نکو داری
دران شمایل مطبوع هیچ نتوان گفت
جز این قدر که رقیبان تندخو داری
نوای بلبلت ای گل کجا پسند افتد
که گوش و هوش بمرغان هرزه‌گو داری
ز جرعهٔ تو سرم مست گشت نوشت باد
خود از کدام خم است این که در سبو داری
قبای حسن فروشی ترا برازد و بس
که همچو گل همه آیین رنگ و بو داری
زمانه گر همه مشک ختن دهد برباد
فدای تو که خط و خال مشکبو داری
دم از ممالک خوبی چو آفتاب زدن
ترا سزد که غلامان ماهرو داری
بسرکشی خود ای سرو جویبار مناز
که گر باو رسی از شرم سر فرو داری
دعاش گفتم و دندان زیر لب بگفت
که کیستی تو و با ما چه گفتگو داری

ز کنج صومعه حافظ مجوی گوهر عشق
قدم برون نه اگر میل جستجو داری

صبح ست و ژاله میچکد از ابر بهمنی
برگ صبوح ساز و بزن جام یکمنی
در بحر مایی و منی افتاده‌ام بیار
می تا خلاص بخشدم از مایی و منی
خون پیاله خور که حلال ست خون او
درکار یار کوش که کاریست کردنی

گر صبحدم خمار ترا درد سر دهد
پیشانی خشمار رهان به که بشکنی
ساقی بهوش باش که غم در کمین ماست
مطرب نگاه دار همین ره که میزنی
می ده که سر بگوش من آورد چنگ و گفت
خوش باش و پند بشنو ازین پیر منحنی
ساقی به بی‌نیازی یزدان که می بیار
تا بشنوی ز صوت مغنی هو الغنی

حافظا نهال قد تو در جویبار چشم
خون خورده برنشاند و تو خواهی که بشکنی

طفیل هستی عشقند آدمی و پری
ارادتی بنما تا سعادتی ببری
چو مستعد نظر نیستی وصال مجوی
که جام جم نکند سود وقت بی‌بصری
می صبوح و شکرخواب صبحدم تا چند
بعذر نیم‌شبی کوش و ناله سحری
ببوی زلف و رخت می‌روند و می‌آیند
صبا بغالیه‌سائی و گل بجلوه‌گری
بکوش خواجه و از عشق بی‌نصیب مباش
که بنده را نخرد کس بعیب بی‌هنری
بیا و سلطنت از ما بخر بمایه حسن
ازین معامله غافل مشو که حیف بری
دعای گوشه‌نشینان بلا بگرداند
چرا بگوشه چشمی بما نمی‌نگری
مرا ازین ظلمات آنکه رهنمائی کرد
دعای نیم‌شبی بود و گریه سحری
ز هجر و وصل تو در حیرتم چه چاره کنم
نه در برابر چشمی نه غائب از نظری

طریق عشق طریق عجب خطرناکست
اعوذ بالله اگر ره بمقصدی نبری

هزار جان گرامی بسوخت زین غیرت
که هر صباح و مسا شمع مجلس دگری

چو هر خبر که شنیدم رهی بحیرت داشت
ازین سپس من و ساقی و وضع بیخبری

بیمن همت حافظ امید هست که باز
اری اسامر لیلای لیلة القمری

عمر بگذشت به بیحاصلی و بوالهوسی
ای پسر جام میم ده که به پیری برسی

چه شکرهاست درین شهر که قانع شده‌اند
شاهبازان طریقت بشکار مگسی

بال بگشاد و صفیر از شجر طوبی زن
حیف باشد چو تو مرغی که اسیر قفسی

کاروان رفت و تو در راه کمینگاه بخواب
وه که بس بیخبر از غلغل بانگ جرسی

دوش در خیل غلامان درش میرفتم
گفت کای بیکس بیچاره تو باری چه کسی

تا چو مجمر نفسی دامن جانان گیرم
دل بر آتش بنهادم ز پی خوش نفسی

لمع البرق من الطور وآنست به
فلعلی لک آت بشهاب قبسی

با دل خون شده چون نافه خوشش باید بود
هر که مشهور جهان گشت بمشکین نفسی

چند پوید بهوای تو ز هر سو حافظ
یسر الله طریقا بک یا ملتمسی

کتبت قصة شوقی و مدمعی باکی
بیا که بی تو بجان آمدم ز غمناکی
بسا که گفته ام از شوق با دو دیده خویش
ایا منازل سلمی واین سلماکی
عجیب واقعه و غریب حادثه ایست
انا اصطبرت قتیلا و قاتلی شاکی
کرا رسد که کند عیب دامن پاکت
که همچو قطره که بر برگ گل چکد پاکی
ز خاک پای تو داد آب روی لاله و گل
چو کلک صنع رقم زد بآبی و خاکی
صبا عبیرفشان گشت ساقیا برخیز
و هات شمسة کرم مطیب زاکی
اثر نماند ز من بی شمائلت آری
اری مآثر محیای من محیاکی
دع التکاسل تغنم فقد جری مثل
که زاد راهروان چستی است و چالاکی
بآبروی گل و خاکپای سرو که نیست
چنین بدیع جمالی ز آبی و خاکی

ز وصف حسن تو حافظ چگونه لاف زند
که چون صفات الهی ورای ادراکی

گفتند خلائق که توئی یوسف ثانی
چون نیک بدیدم بحقیقت به از آنی
در عشق توام شهره چو فرهاد عجب نیست
ای خسرو خوبان که تو شیرین زمانی
تشبیه دهانت نتوان کرد به غنچه
هرگز نبود غنچه بدین تنگ دهانی
صد بار بگفتی که دهم زان دهنت کام
چون سوسن آزاده چرا جمله زبانی

گفتی کہ دہم کامت و جانت بستانم
ترسم ندہی کامم و جانم بستانی

چشمت بخدنگ از سپر جان گذرانید
بیمار کہ دیدہ است این سخت کمانی

چون اشک بیندازیش از دیدۂ مردم
آن را کہ دمے از نظر خویش برانی

گر سرو بماند از قد و رفتار تو بجاے
بخرام کہ از سرو گذشتی بروانی

در راہ تو عاشق چو قلم کرد ز سر پاے
چون نامہ چرا یک دمش از لطف نخوانی

از پیش مران حافظ خمدیدۂ خود را
کز عشق رخت داد دل و دین و جوانی

کہ برد بنزد شاہان ز من گدا پیامے
کہ بکوے مے فروشان دو ہزار جم بجامے

اگر این شراب خام ست اگر آن حریف پختہ
بہزار بار بہتر ز ہزار پختہ خامے

شدہ ام خراب و بدنام و ہنوز امیدوارم
کہ ز بد خلاص یابم بدعاے نیکنامے

تو کہ کیمیا فروشی نظرے بقلب ما کن
کہ بضاعتے نداریم و فگندہ ایم دامے

بکجا برم شکایت بکہ گویم این حکایت
کہ لبت حیات ما بود و نداشتی دوامے

عجب از وفاے جانان کہ تفقدے نفرمود
نہ بنامہ و پیامے نہ بپرسشے سلامے

بروید پارسایان کہ نماند پارسائی
مے ناب در کشیدیم و نماند ننگ نامے

ز رہم میفگن ای شیخ تو بدانہاے تسبیح
کہ چو مرغ زیرک افتد نفتد بہیچ دامے

مہر خدمت تو دارم بخرم بہیچ مفروش — کہ چو بندہ کمتر افتد بمبارکی غلامے

بکشاے تیر مژگان و بریز خون حافظ
کہ چنان کشندہ را نکند کس انتقامے

مخمور جام عشقم ساقی بدہ شرابے — پر کن قدح کہ بے مے مجلس ندارد آبے
عشق رخ چو ماہش در پردہ راست ناید — مطرب بزن نوائے ساقی بدہ شرابے
شد قامتم چو حلقہ تا بعد ازین رقیبت — زین در دگر نراند ما را بہیچ بابے
چون آفتاب رویش در دیدہ می نگنجد — اے دل چہ سود داری دیدۂ مضطرابے
در انتظار رویت ما و امیدواری — وز عشوۂ لبانت ما و خیال و خوابے
دست غرض میالاے بر کاسۂ گدائی — انجام کار نبود از وے امید آبے

حافظ چہ می نہی تو دل بر وصال جانان
کے تشنہ سیر گردد از لمعۂ سرابے

می خواہ و گل افشان کن از دہر چہ میجوئی — این گفت سحرگہ گل بلبل تو چہ میگوئی
مسند بگلستان بر تا شاہد و ساقی را — لب گیری و رخ بوسی مے نوشی و گل بوئی
شمشاد خرامان کن آہنگ گلستان کن — تا سرو بیاموزد از قد تو دلجوئی
تا غنچۂ خندانت دولت بکہ خواہد بود — ای شاخ گل رعنا از بہر کہ مے روئی

امروز که بازارت پرجوش خریدار است
دریاب و بنه گنجی از مایه نیکوئی
آن طره که هر جعدش صد نافه چین ارزد
خوش بودی اگر بودی بوئیش ز خوشخوئی
چون شمع نکوروئی در رهگذر باد است
طرف هنری بربند از طور نکوروئی

هر مرغ بدستانی در گلشن شاد آمد
بلبل بنواسازی حافظ بدعاگوئی

نسیم صبح سعادت بدان نشان که تو دانی
خبر بکوچه فلان بر بدان زبان که تو دانی
تو پیک حضرت شاهی مرا دو دیده براهت
بمردمی نه بفرمان چنان بران که تو دانی
بگو که جان ضعیفم ز دست رفت خدا را
ز لعل روح‌فزایت ببخش آن که تو دانی
من این دو حرف نوشتم چنان که غیر ندانست
تو هم ز روی کرامت چنان بخوان که تو دانی
خیال تیغ تو با من حدیث تشنه و آبست
اسیر عشق چو کردی بکش چنان که تو دانی
امید در کمر زرکشت چگونه نبندم
دقیقه‌ایست نگارا در آن میان که تو دانی

یکیست ترکی و تازی درین معامله حافظ
حدیث عشق بیان کن بهر زبان که تو دانی

نوبهار است در آن کوش که خوشدل باشی
که بسی گل بدمد باز و تو در گل باشی
چنگ در پرده همی میدهدت پند ولی
وعظت آنگاه دهد سود که قابل باشی

من نگویم که چه کن با که نشین و چه بنوش
که تو خود دانی اگر زیرک و عاقل باشی

دقل

در چمن هر ورقی دفتر حالی دگر است
حیف باشد که ز حال همه غافل باشی

گرچه راهیست پر از بیم ز ما تا بر دوست
رفتن آسان بود ار واقف منزل باشی

نقد عمرت ببرد غصهٔ دنیا بگزاف
گر شب و روز درین قصهٔ باطل باشی

حافظا گر مدد از بخت بلندت باشد
صید آن شاهد مطبوع شمائل باشی

نور خدا نمایدت آینهٔ مجردی
از در ما درآ اگر طالب عشق سرمدی

باده بده که دوزخ از نام گناه ما برد
آب بر آتشش زند معجزهٔ محمدی

شعبده بازی کنی هردم و غیبت این بود
قال رسول ربنا انا اقنا من آدمی

ارچه بعهد میکشی تیغ جفا بکین من
شکر نمیکنی اگر بی [illegible]

گر تو باین جمال و فر سوی چمن کنی گذر
سوسن و سرو و گل بتو جمله شوند مقتدی

نقش خودی ز لوح دل پاک کنی تو ز نشان
گر ببری بجان و دل راه بکوی مجردی

جان و دل تو حافظا بستهٔ دام آرزوست
ای متقی مخجل دم مزن از مجردی

نوش کن جام شراب یکمنی
تا بدان بیخ غم از دل برکنی

دل گشاده دار چون جام شراب
سر گرفته چند چون خم دنی
چون ز جام بیخودی رطلی کشی
کم زنی از خویشتن لاف منی
دل بمی دربند تا مردانه وار
گردن سالوس و تقوی بشکنی
خاک سان شو در قدم نه همچو آب
جمله رنگ آمیزی و تردامنی

خیز جهدی کن چو حافظ تا مگر
خویشتن را در پای معشوق افگنی

وقت را غنیمت دان آن قدر که بتوانی
حاصل از حیات ای جان یکدمست تا دانی
پیش زاهد از رندی دم مزن که نتوان گفت
با طبیب نامحرم حال درد پنهانی
بادعای شبخیزان ای شکردهان مستیز
در پناه یک اسمست خاتم سلیمانی
کام بخشی دوران عمر در عوض دارد
جهد کن که از عشرت کام خویش بستانی
یوسف عزیزم رفت ای برادران رحمی
کز غمش عجب دیدم حال پیر کنعانی
میروی و مژگانت خون خلق میریزد
تند میروی جانا ترسمت فرومانی
پند عاشقان بشنو وز در طرب باز آ
کاین همه نمی ارزد شغل عالم فانی
زاهد پشیمان را شوق باده در جانست
عاقلا مکن کاری کاورد پشیمانی
خم شکن نمیداند این قدر که صوفی را
جنس خانگی باشد همچو لعل رمانی

گر تو فارغی از من ای نگار سنگین دل
حال خود بخواهم گفت پیش آصف ثانی

از درم در آمدست میزنم بشادی دست
روشنی بما پیوست راستی به ارزانی

باغبان چو من زینجا بگذرم حرامت باد
گر بجای من سروی غیر دوست بنشانی

دل ز ناوک چشمت گوشه داشتم لیکن
ابروی کماندارت میبرد بپیشانی

جمع کن باحسانی حافظ پریشان را
ای شکنج گیسویت مجمع پریشانی

هزار جهد بکردم که یار من باشی
قرار بخش دل بیقرار من باشی

دمی بکلبهٔ احزان عاشقان آیی
شبی انیس دل سوگوار من باشی

دران چمن که بتان دست عاشقان گیرند
گرت ز دست برآید نگار من باشی

چراغ دیدهٔ شب زنده دار من گردی
انیس خاطر امیدوار من باشی

چو خسروان ملاحت به بندگان نازند
دران میانه خداوندگار من باشی

ازان عقیق که خونین دلم ز عشوهٔ او
اگر کنم گله رازدار من باشی

شود غزالهٔ خورشید صید لاغر من
گر آهویی چو تو یکدم شکار من باشی

سه بوسه کز دو لبت کرده‌ای وظیفهٔ من
اگر ادا نکنی وامدار من باشی

من این مراد ببینم بخود که نیم شبی
بجای اشک روان در کنار من باشی

من ارچه حافظ شهرم جوی نمی ارزم
مگر تو از کرم خویش یار من باشی

هواخواه توام جانان و میدانم که میدانی
که هم نادیده میبینی و هم ننوشته میخوانی

ملامتگر چه دریابد ز راز عاشق و معشوق
نه بیند چشم نابینا خصوص اسرار پنهانی

ملک در سجدهٔ آدم زمین بوس تو نیت کرد
که در حسن تو چیزی یافت بیش از طور انسانی

خم زلفت بنام ایزد کنون مجموعه دلهاست
مباد این جمع را یارب غم از باد پریشانی

بیفشان زلف و صوفی را بپا بازی و رقص آور
که از هر رقعهٔ دلقش هزاران بت بیفشانی

دریغا عیش شبگیری که در خواب سحر بگذشت
بدانی قدر وصال ای دل که در هجران فرومانی

ملول از زنده دلان بودن طریق کاردانی نیست
بکش دشواری منزل بیاد عهد آسانی

گشاد کار مشتاقان در ان ابروی دلبندست
خدا را یک نفس با ما گره بگشا ز پیشانی

چراغ افروز چشم ما نسیم زلف خوبانست
مباد این قوم را یارب غم از باد پریشانی

امید از بخت میدارم که بگشاید گره زین بست
بآن شرطی که خاطر را ازین مسکین نرنجانی

خیال چنبر زلفش فریبت میدهد حافظ
نگر تا حلقهٔ اقبال نا ممکن نجنبانی

احمد الله علی معدلة السلطان
احمد شیخ اویس حسن ایلخانی

خان بن خان شهنشاه شهنشاه نژاد
آنکه می زیبد اگر جان جهانش خوانی

دیده نادیده باقبال تو ایمان آورد
مرحبا ای بهمه لطف خدا ارزانی

برشکن طرهٔ ترکانه که در کاکل تست
بخشش و کوشش قاآنی و چنگزخانی

ماه اگر بی تو برآید بدو نیمش بزنند
دولت احمدی و معجزهٔ سلطانی

جلوهٔ حسن تو دلها می برد از شاه و گدا
چشم بد دور که هم جانی و هم جانانی

گرچه دوریم بیاد تو قدح می نوشیم
بعد منزل نبود در سفر روحانی

از گل فارسیم غنچهٔ عیشی نشکفت
حبذا دجلهٔ بغداد و مے ریحانی

[illegible]

ای نسیم سحری خاک ره یار بیار
تا کند حافظ از آن دیدهٔ جان روحانی

ز کوی یار می آید نسیم باد نوروزی
ازین باد ار مدد خواهی چراغ دل برافروزی

چو گل گر خرده‌ای داری خدا را صرف عشرت کن
که قارون را غلطها داد سودای زر اندوزی

سخن در پرده میگویم چو گل از پرده بیرون آی
که بیش از پنج روزی نیست حکم میر نوروزی

مئے دارم چو جان صافی و صوفی میکند عیبش
خدایا هیچ عاقل را مبادا بخت بدروزی

طریق کام جستن چیست ترک کام خود گفتن
کلاه سروری نیست کزین ترک بردوزی

جدا شد یار شیرینت کنون تنها نشین ای شمع
که حکم آسمان اینست اگر سازی اگر سوزی

بعجب علم نتوان شد ز اسباب طرب محروم
بیا زاهد که جاهل را زیاده میرسد روزی
ز نام زخمه قمری بطرف جوبیاران چیست
گر او نیز همچون من غمی دارد شبانروزی

ببستان آرو که از بلبل طریق عشق گیری یاد
بمجلس آی کز حافظ سخن گفتن بیاموزی

بچشم مهر اگر با من صنم را یک نظر بودی
ازان شیرین دهن کامم بخوبی همچو زر بودی
ز شوق افشاندمی هردم سری در پای جانانم
دریغا گر متاع من نه ازین مختصر بودی
اگر برقع برافگندی ازان رودی چو مه رویش
مدام از نرگس مستش جهان پر شور و شر بودی
هوس باز آمدی بر من ز مهر آن شاه خوبان را
گر از درد دل زارم یکی روزش خبر بودی
بوصلش گر مرا بودی شبی زهجران فرصتی بودی
مبارک ساعتی بودی چه خوش بودی اگر بودی

که گفتی کس بشیرینی چو حافظ شعر در عالم
اگر طوطی طبعش را ز لعل او شکر بودی

تمام شد
دیوان غزلیات
حافظ رح

ترکیب بند

شاهی که پناه ملک و دین ست	درخورد هزار آفرین ست
نوبادهٔ خاندان ملک ست	گلدستهٔ بوستان دین ست
هم نسل شهنشه زمان ست	هم لخت خلیفهٔ زمین ست
آثار و دلائل سعادت	تابنده چو نورش از جبین ست
در ملک جهان بفر شاهی	انصاف تو کوکب یقین ست
در خاتم قدر او نهفته	فیروزهٔ چرخ چون نگین ست
تیغش بمیان کفر و اسلام	سدیست ولیک آهنین ست

کلک از کف دست او ستادبار
شمشیر ببازوش سزاوار

ای سایهٔ رحمت الهی	وی غنچهٔ باغ بادشاهی
هرگز بشمائل تو سروی	نارستهٔ ز بوستان شاهی
هم چرخ جمال را تو مهری	هم برج جلال را تو ماهی
درخواسته از خدای بیچون	بخشدت بدعای صبحگاهی
بر نام تو مهر کرده گردون	منشور اوامر و نواهی

بر سلطنت تو بی تکلف
تمکین تو می دهد گواهی
نام تو یقین که سر برآرد
آوازه ز ماه تا بماهی

گردون که دقیقه‌ها برآرد
دری بجز تو در صدف ندارد

ای خلعت اکس بر تو زیبا
شد حرزه دولت از تو خرّا
ای آمده نو عروس دولت
با شکل و شمائل تو شیدا
انوار شکوه و شهریاری
از روی مبارکت هویدا
بر قامت حشمت تو کوتاه
این اطلس نیلگون والا
بگذشت صدای هیبت عدالت
از سقف منظم رواق خضرا
بر شادی مجلس تو خورشید
هر لحظه کشیده جام صهبا
تا روی مبارک تو بیند
نرگس همه دیده گشته عمدا
از مهر قبولیت ازین گوشش
لولوی خوشاب گشته لالا

در قصر تو چرخ آستانی
کیوان به در تو پاسبانی

تا یار خداست باد یارست
جز عیش مباد هیچ کارست

هر آرزوی که در دل آید ایام نهاده در کنارت
توفیق رفیق در یمینت تائید ندیم در یسارت
نصرت که مباد از تو خالی در رزم بمیمنه دستیارت
آراسته چون بهشت گیتی از کوشش تیغ آبدارت
تا چرخ بپاست دور دورت تا دهر بجاست کار کارت
جاوید بعون جاه و عزت بادا همه چیز بر قرارت
آسوده چو حافظ از خدایگانت در سایهٔ بخت کامگارت

کارت همه حفظ ملک و دین باد
تا باد همیشه این چنین باد

ماهی چو تو آسمان ندارد سروی چو تو بوستان ندارد
با روی تو آفتاب دیدم نیکست ولیکن آن ندارد
از حسن تو چون کنم عبارت کز هیچ صفت نشان ندارد
حیران شده ام که هیچ وصفی در خورد رخت بیان ندارد
مرغیکه بشوق تو کرد پرواز دیگر سر آشیان ندارد
هر دل که ز جان ندارد دوستت میدان بیقین که جان ندارد

از بهر دلم کدام تیر ست　　کاندیشۂ تو دیکسان ندارد
چشمت نظرے بانید خفتا　　مست ست و سر جهان ندارد
منظور شهنشه است وا ز ناز　　پروائے شکستہ گان ندارد

سلطان زمانه ناصرالدین
شد معتصم بعز و تمکین

ساقی اگرت هوائے ماست　　جز باده میار پیش ما شے
سجاده و خرقه در خرابات　　بفروش و بیار جرعۂ مے
گر زنده دلی شنو ز مستان　　در گلشن جان صدای نے
با درد در آ بوسه درمان　　کونین بگر ز عشق لا شے
اسرار دل ست در رهِ عشق　　بهتر ز هزار حاتم طے
سلطان صفت آن بت پریوش　　مے آمد و خلق شهر از پے
مردم نگران بر چهره نابش　　وز شرم روان ز عارضش خے
حافظ ز غم تو چند نالد　　آخر دل من شکسته تا کے

با درد غمت تو یار باشیم
وز عیش جهان کنار باشیم

ترجیع بند

ای داده بباد دوستداری این بود وفا و عهد یاری
آخر دل ریش دردمندم تا چند بدست غم سپاری
از زلف تو حاصلی ندیدم جز شفتگی و بیقراری
ای جان عزیز بر ضعیفان تا چند کنی جفا و خواری
هر چند که سوخته بجورم کردم من خسته سازگاری
گفتم مگر از سر ترحم دست از ستم و جفا بداری
چون نیست امید آنکه روزی بر عاشق خسته رحمت آری

آن به که ز صبر رخ نتابم
باشد که مراد دل بیابم

ای ساقی از آن می شبانه درده دو سه جام عاشقانه
تا در سر من ز عقل باقیست از دست مده می مغانه
برداشته اند صوت داود مرغان چمن ز آشیانه
ای مطرب با تو نیز یک دم مگذار ز کف دف و چغانه
برگوی بیاد وصل جانان چون عود بسوز دل ترانه

می نوش تو حافظا بشادی   تا چند هدری غم زمانه
دیریست که آتش غم دل را   در سینه همی کشد زبانه
چون نیست بهیچگونه پیدا   دریای فراق را کرانه

آن به که ز صبر رخ نتابم
باشد که مراد دل بیابم

در سختی عشق اگر بمیرم   من دل ز غم تو بر نگیرم
بیشک دل ماه و خور بگیرد   گر سوی فلک رسد نفیرم
پیوسته کمان ابروانش   از غمزه همی زند بتیرم
نتوان بقلم نوشت شوقش   گر پیر فلک شود دبیرم
پیر غم عشقتم ارچه طفلم   طفل غم عشقتم ارچه پیرم
دارم سر آنکه چو سعدی   بنشینم و پیشه پیر گیرم
چون کرد نه او ستمگار   دور از تو به بند غم اسیرم

آن به که ز صبر رخ نتابم
باشد که مراد دل بیابم

ای غیرت لعبتان طناز   برقع ز رخ چو مه بر انداز

تا من ز سر جهان بجستم
ای دوست ز رهگذار دیده
تا خود چه بود مرا سرانجام
سرمایهٔ عمر داد برباد
در آتش عشق و محنت غم
حالے چو نشد بد مراد شا

[illegible]

برخیزم و توبه بشکنم باز
شد فاش میان مردمان راز
در عشق چه هجر کرد آغاز
هر کو لب لعل تو گشت انباز
مے سوزد لا چو عود و می ساز
بوسیدن پای آن سرافراز

آن به که ز صبر رخ نتابم
باشد که مراد دل بیابم

آن سرو سمنبر گل اندام
باز آی که هجر جانگدازت
از دانهٔ خال و دام زلفت
چون کام نشد بسی حاصل
ماییم و غم فراق حالے
جز محنت و درد گو نیا نیست
مقصود وجود حافظا چیست

از عارض تو خجل مه تمام
برد از دل من قرار و آرام
مرغ دل من فتاده در دام
قانع شده ام بجز ناکام
تا خود بکجا رسد سرانجام
دور از تو نصیب من ایام
جز صحبت یار و باده و جام

حالے چو نشود مهیا — کام دلم از لقای دلارام

آن به که ز صبر رخ نتابم
باشد که مراد دل بیابم

ای راحت جان بی‌قرارم — امید دل امیدوارم
شادم بغمت که در همه حال — سوز غمت است سازگارم
تا رفته‌ای از کنارم ای دوست — یک باره ز دل ریش بر کنارم
در آرزوی وصال جانے — عمرے بفراق میگذارم
امشب بگذشت خواهد از دوش — طوفان ز سرشک اشکبارم
تا مرگ نگیردم گریبان — من دست ز دامنت ندارم
چون هیچ نشد سببی حاصل — کام دل خستهٔ فگارم

آن به که ز صبر رخ نتابم
باشد که مراد دل بیابم

ای زخم غم تو مرهم دل — عشق تو انیس و محرم دل
زلف تو کمند گردن جان — لعل تو نگین خاتم دل
ابروی تو بود دشمن جان — چون چشم تو گشت حاکم دل

او در دل ما و در تن آتش | ما را غم او وصت سبی غم دل
نزدیک شد آنکه من بدوری | گیرم سر خویش یابم دل
حافظ چه شود اگر بیابی | نوری ز حضور عالم دل
چون ملک وصال او نگردد | آسان آسان مسلم دل

آن به که ز صبر رخ نتابم
باشد که مراد دل بیابم

ساقی نامه

سر فتنه دارد دگر روزگار | من و مستی و فتنهٔ چشم یار
همی مانم از دور گردون شگفت | ولی نیست در روی مجال گرفت
فریب جهان قصهٔ روشن ست | ببین تا چه زاید شب آبستن ست
دلا در جهان دل مبند زینهار | که کس بر سر پل نگیرد قرار
همان مرحله ست این بیابان دور | که گم شد درو لشکر سلم و تور
همان منزل ست این جهان خراب | که دیده ست ایوان افراسیاب
کجا رای پیران لشکر کشش | کجا شیده ترک خنجر کشش
نه تنها شد ایوان و کاخش بباد | که خاکش ندارد کسی هم بیاد

چه خوش گفت جمشید با تاج و گنج / که یک جو نیرزد سرای سپنج
مغنی کجائی بگلبانگ رود / بیاد آور آن خسروانی سرود
بمستان نوید سرودی فرست / بیاران رفته درودی فرست
مغنی بزن چنگ بر ارغنون / برآر از دلم فکر دنیای دون
اگر خاطرم یابد آسایشی / که شهود زعشقم بادی آلایشی
مغنی بزن خسروانی سرود / بگو با حریفان بآواز رود
که از آسمان مژده فرصت است / مرا رجعت و عاقبت نصرت است
مغنی نوای طرب ساز کن / بقول و غزل قصه آغاز کن
که بار غمم بر زمین دوخت پای / بضرب اصولم بر آور ز جای
مغنی از این پرده نقشی برآر / ببین تا چه گفت از درون پرده دار
چنان برکش آهنگ این داوری / که ناهید چنگی برقص آوری
مغنی دف و چنگ را ساز ده / بیاران خوش نغمه آواز ده
رهی زن که صوفی بحالت رود / بمستی وصلش حوالت رود
مغنی بیا است چنگ نیست / کفی بر دفی زن گرت چنگ نیست
شنیدم که چون غم رساند گزند / خروشیدن دف بود سودمند

مغنی کجائی که وقت گل ست
ز بلبل چمنها پر از غلغل ست

همان به که خونم بجوش آوری
دم چنگ را در خروش آوری

مغنی بیا عود در ساز کن
تو آئین نواے نو آغاز کن

بیک نغمه درد مرا چاره ساز
دلم نیز چون خرقه صد پاره ساز

مغنی کجائی که لطفے کنے
ز مے آتشے در دلم افگنے

برون آری از فکر خود یکدمم
که برهم زنی کار و بار غمم

مغنی کجائے نواے بزن
بیکتاے او دو تاے بزن

چو خواهد شدن عالم از ما تهی
گدائے بسے به ز شاهنشهی

مغنی بگو قول و بردار ساز
که بیچارگان را توئی چاره ساز

تو بنماے راه حرافتم زود
که بکشایم از دیده صد زنده رود

مغنی بیا بشنو و کار بند
ز قول من این پند را اپسند

چو چشم لشکر آرد بیار الصفے
ز چنگ و رباب و ز نای و دفے

مغنی تو سِر مرا محرمی
ز نائے پے نے زن دم همدمی

شے دور کن در دلت گر غمیست
دمے پیش ما ناز عالم بست

مغنی کجائی بزن بربطے
بیا ساقیا پر کن از مے بطے

که باهم نشینیم و صحبتے کنیم   دمے خوش برآریم و عیشے کنیم
مغنی ز اشعارِ من یک غزل   با آهنگِ چنگ آر اندر عمل
که تا وجد را کارسازی کنم   برقص آیم و خرقه بازی کنم
باقبال دارای دیهیم و تخت   بهین میوهٔ خسروانی درخت
که تمکینِ اورنگِ شاهی ازوست   تن آسانی مرغ و ماهی ازوست
فروغ دل و دیدهٔ مقبلان   ولی نعمتِ اهل صاحبدلان
جهاندار و دین پرور و تاجور   کزو تختِ عجم گشت با زیب و فر
چگونه دهم شرح آثار او   که عقل ست حیران در اطوار او
چو قدر بدی از حدِ جست بیش   سر اندازم از عجز و تشدید پیش
برآرم باخلاص دستِ دعا   کنم روے در حضرتِ کبریا
که یارب بآلاء و نعماے تو   باسرارِ اسماے حسناے تو
بحقِ کلامت که آمد قدیم   بحقِ رسول و بخلقِ عظیم
که شاهِ جهان باد فیروز بخت   باقبال همواره با تاج و تخت
زمین تا بود مظهرِ عدل و جور   فلک تا بود مرتع جدی و ثور
خدیو جهان شاه منصور با   غبار غم از خاطرش دور با

بحمد الله ملک خسرو جم نگین شجاعی بمیدان دنیا و دین
بمنصوریت در جهان رفته نام که منصور باشی بر اعدا مدام
فریدون شکوهی در ایوان بزم تهمتن نبردی بمیدان رزم
فلک را گهر در صدف چون تو نیست فریدون و جم را خلف چون تو نیست
نه تنها خراجت دهند از فرنگ که مهراج باجت فرستد ز زنگ
اگر ترک و هندست وگر روم و چین چو جم جمله داری بزیر نگین
همائیست چتر ترا همایون نظر که دارد بسیط زمین زیر پر
بجای سکندر بمان سالها بدانا ولی کشف کن حالها
چو دریای وصفت ندارد کنار ثنا را کنم بر دعا ختم کار
ز نظم نظامی که چرخ کهن ندارد چو او هیچ زیبا سخن
بیارم بتضمین سه بیت متین که نزد خرد به ز در ثمین
ازان بیشتر کاوری در ضمیر ولایت ستان باش و آفاق گیر
زمان تا زمان از سپهر بلند بفتح دگر باش فیروزمند

ازان می که جان دار و هوش باد
مرا مستی و شاه را نوش باد

بیا ساقی آن آب آتش خواص بمن ده کہ تا یابم از غم خلاص
فریدون صفت کاویانی علم برافرازم از پشتی جام جم
بیا ساقی این نکتہ بشنو ز نے کہ یک جرعہ مے بہ ز دیہیم کے
دم از سیر این دیر دیرینہ زن صلاے بشاہان پیشینہ زن
بیا ساقی آن کیمیاے فتوح کہ با گنج قارون دہد عمر نوح
بدہ تا بروت گشایند باز در کامرانی و عمر دراز
بیا ساقی آن ارغوانی قدح کہ آید ز فیضش دل و جان فرح
بمن دہ کہ از غم خلاصم دہد نشان رہ و بزم خاصم دہد
بیا ساقی آن مے کہ جان پرورست دل خستہ را ہمچو جان درخورست
بدہ کز جہان خیمہ بیرون زنم سراپردہ بالاے گردون زنم
بیا ساقی آن مے کہ حال آورد کرامت فزاید کمال آورد
بمن دہ کہ بس بیدل افتادہ ام وزین ہر دو بیحاصل افتادہ ام
بیا ساقی آن آب اندیشہ سوز کہ گر شیر نوشد شود بیشہ سوز
بدہ تا روم بر فلک شیرگیر بہم برزنم دام این گرگ پیر
بیا ساقی آن کہ مستور مست کہ اندر خرابات دارد نشست

بمن دہ کہ بدنام خواہم شدن   مرید مے و جام خواہم شدن

ساقی نامہ

بیا ساقی آن مے کہ حور بہشت   عبیر ملائک دران مے سرشت
بدہ تا بخورے بر آتش کنم   دماغ خرد را دمے خوش کنم
بیا ساقی آن مے کہ تیزی کند   بباغ دلم مشک بیزی کند
بدہ تا بنوشم بیاد کسے   کہ ہست از غمش در دلم خون بسے
بیا ساقی از من ندارم گزیر   بیک جام باقی مرادت بگیر
کہ از دور گردون بجان آمدم   روان سوے دیر مغان آمدم
بیا ساقیے از کنج دیر مغان   مشو دور کانجاست گنج روان
درت شیخ گوید مرو سوے دیر   جوابش چہ گوئی بگوشت بخیر
بیا ساقی آن جام صافی صفت   کہ بر دل کشاید در معرفت
بدہ تا صفائے درون آردم   دمے از کدورت برون آردم
بیا ساقی آن آتش تابناک   کہ زردشت میجویدش زیر خاک
بمن دہ کہ در کیش رندان مست   چہ دنیا پرست و چہ آتش پرست
بیا ساقی اکنون کہ شد چون بہشت   ز روی تو این بزم عنبر سرشت

فخذ الجام لاتنس فیه الجناح که در باغ جنت بود می مباح
بیا ساقی آن جام یاقوت نوش که هر دل گشاید در وقت خوش
بده وین نصیحت ز من گوش کن جهان جمله هیچست می نوش کن
بیا ساقی از بیوفائی عمر ببین وز می کن گدائی عمر
که می عمر باقی بیفزایدت در بسته هردم از غیب بگشایدت
بیا ساقی از می طلب کام دل که بی می ندارم من آرام دل
گر از هجر جان تن صبوری کند دل از می تواند که دوری کند
بیا ساقی این چه باشی که دهر بر آنست کت خون ریزد بقهر
درین خونفشان عرصه رستخیز تو خون صراحی بساغر بریز
بیا ساقی از من مکن سرکشی که از خاکی آخر نه از آتشی
قدح پر کن از می که می خوش بود خصوصا که صافی و بیغش بود
بیا ساقی آن راح ریحان نسیم بمن ده که نه زر بماند نه سیم
زر سیم را که بیشک تلف در پیست بمی ده که درمان دلها میست
بیا ساقی آن بادهٔ لعل صاف بده تا کی این شید و تزویر و لاف
ز تسبیح و خرقه ملولم تمام بمی رهن کن هر دو را والسلام

بیا ساقی آن بادهٔ روح بخش   بده تا نشینم بر پشت رخش
تهمتن صفت رو بمیدان کنم   بکام دل آهنگ جولان کنم
بیا ساقی از من برو پیش شاه   بگویش ز من کای شه جم کلاه
دل بندیان مسکین بجوے   پس آنگاه جام جهان بین بجوے
بیا ساقی آن مے کزان جام جم   زند لاف بینائی اندر عدم
بمن ده که باشم بتائید جام   چو جم آگه از سرّ عالم تمام
بیا ساقی آن جام پرکن ز مے   که گویم ترا حال کسری و کے
بمستی توان دُرّ اسرار سُفت   که در بیخودی راز نتوان نهفت
بیا ساقی آن مے که عکسش ز جام   بکیخسرو و جم فرستد پیام
بده تا بگویم بآواز نے   که جمشید کی بود و کاؤس کے
بیا ساقی آن مے که شاهی دهد   بپاکی او دل گواهی دهد
بمن ده که تا گردم از عیب پاک   خرامم بعشرتگه بر تیره مغاک ۱۲۹
بیا ساقی آن جام چون مهر و ماه   بده تا زنم بر فلک بارگاه
چو شد باغ روحانیان مسکنم   در اینجا چرا تخته بند تنم
بیا ساقی آن جام چون سلسبیل   که دل را بفردوس باشد دلیل

بهشتم ده و در وے دولت ببین
تنعم کن و گنج حکمت ببین

بیا ساقی از بادهاے کهن
دو جام پیاپے مرا مست کن

چو مستم کنی از مے بے غشت
بمستیے بگویم سرود خوشت

اگر همچو جمشید جام گیری بدست
ببینی دران آینه هر چه هست

بمستی در پارسائی زنے
دم خسروی در گدائی زنے

که حافظ چو مستانه سازد سرود
ز چرخش دهد زهره آواز رود

بتا سینهٔ صبح از طبقهاے تو
بگوشش آید هر دم از لفظ او

بیا تا خرد را قلم در کشیم
ز مستی بعالم علم برکشیم

ز جام و باده دمے دم زنیم
ز مے آب بر آتش غم زنیم

یک امروز با یکدگر مے خوریم
چو فرصت نباشد دگر کے خوریم

که آنها که بزم طرب ساختند
ببزم طرب باهم نپرداختند

ازین دامگه بر بادے مغاک
برفتند و بردند حسرت بخاک

این تخت فیروزه فیروز کیست
ز ایام عمر آنکه بهروز کیست

دریغا جوانے که بر باد شد
خنک آنکه از عالم آزاد شد

بده ساقیا مے که تا دم زنیم   قلم بر سر هر دو عالم زنیم
سبک باش و رطل گرانم بده   وگر فاشش نتوان نهانم بده
که این چرخ و این انجم آبنوس   بسے یاد دارد چو بهرام و طوس
بسے کو زدے کوس بر پشت پیل   زدندش بناکام طبل رحیل
جز این مرکز هفت پرکار نیست   جز این هفت پرکار پرگار نیست
تو در خانهٔ شش دری ششدرے   که او مانده تا بنگری گذرے
بر ایوان پیشش رواق خضر نشین   بمنزل گه جان پیشین گزین
بده ساقی آن آب آتش نشان   ازان پیش کز ما نیابی نشان
که در آتش ست این دل رزشنم   همانا که آبے بر آتش زنم
که فیروز فرخ منوچهر چهر   شنیدم که در عهد بوزرجمهر
نوشته ست بر جام نوشیروان   که بفزای از جام نوشین روان
اگر پور زالی وگر پیر زال   بپستان نانی شوی پایمال
ز من بشنو اے پیر آموزگار   مکن تکیه بر گردش روزگار
که این منزل آید دو جای غم ست   درین وا که شادمانی کم ست
بده ساقی آن لعل یاقوت رنگ   که برد از رخ لعل و یاقوت رنگ

روان در ده آن می چو آب روان	نه آب روان کافتاب عیان
شهانیکه اینجا نشستند شاد	برفتند و از کس نکردند یاد
کدام ست جام جم و جم کجاست	سلیمان کجا رفت و خاتم کجاست
که میداند از فیلسوفان سے	که جمشید کے بود و کاوس کے
چو سوی عدم گام برداشتند	درین بقعه جز نام نگذاشتند
چه بندی دل اندر سپنجی سرائے	که چون بگذری باز مانی بجائے
دران بستن دل ز دیوانگیست	باو آشنائی ز بیگانگیست
درین دار ششدر نیابی تو کام	زبال مجبال و مقام مقام

برو قطع کن این هفت الوار را
قلم درکش این هفت پرگار را

بده ساقی آن آب آتش خواص	کزان آب یابم ز آتش خلاص
بدین سقف نه پایه شش رواق	توان زد یکی جام می چارطاق
درین ده که رسم سیاوش و تشند	که پیران ده را بآتش کشند
اگر ما تشاے نبرد دیوانه شو	مریز آب جز در دناکه خانه شو
دم اندل زنی درد می در کش	دم گرم خواهی دم سرد کش

سپه کار دانان هشیار زن
ره درد نوشان خمار زن
مشو قید این دیر خاکی مغاک
که ناگه دهد جسم بادت چو خاک
بده ساقی آن جوهر روح را
دوای دل ریش مجروح را
که دوران چو جام از کف جم ربود
اگر عالمی باشدش زان چه سود
چو بنیاد گیتی است ناپایدار
بنقد این نفس را غنیمت شمار
کسی را که دستت رسد دستگیر
که فردا همان باشدت دستگیر
مشو غیر دادگستر که ناگه برد
نگر اسکندر که با خود چه برد
تو نیز آنچه کاری همان بدروی
چنان کآمدی باز بیرون روی
رهائی نیابد کس از تیره خاک
که بر خاک بنشست از روی پاک
(۱) [illegible]
باین حقهٔ سبز چندین مناز
که هم مهره باز است و هم حقه باز
بده ساقی آن آب افسرده را
بیا زنده ساز این دل مرده را
که هر پاره خشتی که بر منظری است
سر کیقبادی و اسکندری است
هر آن گل که در بوستانی بود
سر عارض دلستانی بود
هر آن شاخ سروی که در گلشنیست
قد دلبری زلف سیمین تنیست
شنیدم که شد دیدهٔ می پرست
جوانی ز میگفت و جامی بدست

کجا باد زین کرسی زرنشان
این سفره بیرون دونان و نان
بجز خون شاهان درین طشت نیست
بجز خاک خوبان درین دشت نیست
که هر کس درین دور گردون بود
ز گردون در دامنش پر ز خون بود
بده ساقی آن تلخ شیرین گوار
که شیرین بود باده از دست یار
که دارا که دارای آفاق بود
بدارندگی در جهان طاق بود
چو زین دار ششدر برون برد رخت
نبودش بجز گور تابوت تخت
اگر هوشمندی بیا باده کش
چو نوشی دمی باده آئی بهوش
که این طفل آهوسی قفس
نیفتد ازین دانه در دام کس
در خاک روبان میخانه کوب
ره میفروشان میخانه روب
مگر آب آتشش خلاصت دهند
بمستی ز هستی خلاصت دهند
بجا شد برون آو ز دستار خویش
بوحدت ز یکی پرده افتد ز پیش
که حافظ چو در عالم جان رسید
چو از خود برون شد بجانان رسید
من ار زانکه گردم بمستی هلاک
بآئین مستان بریدم بخاک
بتابوتی از چوب تاکم کنید
براه خرابات خاکم کنید
بآب خرابات غسلم دهید
پس آنگاه بر دوش مستم نهید

مریزید بر گور من جز شراب — میارید در ماتمم جز رباب
ولیکن بشرطیکه در مرگ من — ننالد بجز مطرب و چنگ زن

تو خود حافظا سر ز مستی متاب
که سلطان نخواهد خراج از خراب

مثنوی

الا ای آهوی وحشی کجائی — مرا با تست بسیار آشنائی
دو تنها و دو سرگردان بیکس — دو راه اندر کمین از پیش و از پس
بیا تا حال یکدیگر بدانیم — مراد هم بجوئیم از توانیم
که می بینم درین دشت مشوش — چراگاهی ندارم خرم و خوش
که خواهد شد بگوئید ای حبیبان — رفیق بیکسان یار غریبان
مگر خضر مبارک پے درآید — ز یمن همتش این ره سر آید
مگر وقت عطا پروردن آمد — که فالم لاتذرنی فردا آمد
که روزی رهروی در سرزمینی — همی گفت این معما با قرینی
که ای سالک چه در انبانه داری — بیا دامی بنه گر دانه داری
جوابش داد و گفتا دانه دارم — ولی سیمرغ میباید شکارم

بگفتا چون بدست آری نشانش   که او خود بی نشان است آشیانش
چو آن سرو روان کار روانی   ز ملک دیده میکن پاسبانی
بده جام می و پای گل از دست   و لی غافل مشو از چرخ بدمست
لب سرچشمه و بر طرف جوئی   لبم از شکوه با ذوق گفتگوئی
بیاد تشنگان و دوستداران   توافق کن تو با ابر بهاران
چو نالان آید اشک ابر روان پیش   [illegible] ز آب دیده خویش
مگر آن سروم دیرین مدارا   مسلمانان مسلمانان تمارا
چنان تیر ستم زد تیغ جدائی   که گوئی خود نبوده است آشنائی
برفت و دل بخونشان غم حزین کرد   برادر با برادر کی چنین کرد
مگر خضر مبارک پی تواند   که این تنها بآن تنها رساند
نیاز من چه وزن آرد بدین ساز   که خورشید غنی شد کیسه پرداز
تو گوهر بین و از خرمهره بگذر   ز طرز دیگران بگذر و شهره بگذر
چو من ماهی کلک آرم بتحریر   تو از نون و القلم می پرس تفسیر
مقالاتش نصیحت گو همین است   که حکم اندازه هجران دگر بین است
روان را با خرد در هم سرشتند   وزان تخمی که حاصل بود کشتند

بیاور نکهتی زان طیب امید
مشامم جان معطر ساز جاوید
که این نافه ز چین جیب حور است
نه زان آهو که از مردم نفور است
درین وادی ز بانگ چنگ بشنو
که صد من خون مظلومان بیک جو
پر جبرئیل را اینجا بسوزند
بدامن کودکان آتش فروزند
سخن گفتن کرا یارست اینجا
تعالی الله چه استغناست اینجا
برو حافظ درین معرض مزن دم
سخن کوتاه کن والله اعلم

فی المقطعات

گرکسان قندرمی بدانندے
شب نخفتند و زر نشانندے
تاکهسار ازچه عود کنند
پاسبانان باو نشانندے
پسے هر خوشه کنیزک ترک
بنشاندے بگلشن برانندے

قطعه

خسروا از دگرا شیوه والا گهر کدنا
ای کمال تو با انواع هنر ارزانی
زهره آفاق گرفته دم اطراف کشا
هیبت مسعودی و آوازه سلطانی
گفته باشد مگرت ملهم غیب احوالم
اینکه شد روز سفیدم چو شب ظلمانی

در دو سال پنجشید و ختم پادشاه و وزیر همه بربود بیکدم فلک بیدگانی
دوش در خواب چنان دیده خیالم که سحر گذر افتاد براصطبل شهم پنهانی
بسته بر آخور او استر من جو میخورد توبره افشاند بمن گفت مرا سیلانی
هیچ تعبیر نمیدانمش این خواب که چیست تو بفرماے که در علم نداری ثانی

ایضاً

پادشاها لشکر توفیق همراه تواند خیز گر بر عزم تسخیر جهان زه میکنی
با چنین جاه و جلال از پیشگاه سلطنت آگهی و خدمت دلهاے آگه میکنی
با فریب این خم زنگارگون نیل فام کار بر وفق مراد همت الله میکنی
آنکه ده با هفته و نیم آورد پس دو می کرد فرصتت بادا که هفت و نیم را ده میکنی

ایضاً

سال و فال و مال و حال و اصل و نسل و تخت و بخت بادشا اندر دو گیتی بر قرار و بر دوام
سال خرم فال نیکو مال افزون حال خوش اصل ثابت نسل باقی تخت عالی بخت رام

ایضاً

شاها مبشرے ز بهشتم رسیده است رضوان سرشت حور روش سلسبیل خوے
خوش لفظ و پاک معنی و موزون و دلفریب صاحب خیال نازک خوب و لطیفه گوے

گفتم درین سال چو زهره چو آمدی　　گفتا ز بهر مجلس شاه غریب جوی
اکنون ز صحبتیان مفلس بجان رسید　　نزدیک خویش خوانش و کام دلش بجوی

در شکایت قاضی حاکم گوید

آن کیست تا بحضرت سلطان ادا کند　　کز جور چرخ گم شد و گر بها پدید
رندی نشسته بر سر سجادهٔ قضا　　حیزی دگر بمرتبهٔ سروری رسید
آن رند گفت چشم و چراغ جهان منم　　آن حیز گفت همچو منی در جهان که دید
ای آصف زمانه ز بهر خدا بگوی　　با آن شحنه که دولت او باد بر مزید
شاها روا مدار که مقبول من براد　　گردد بروزگار تو فعال ما یرید

ایضاً فی الشکایة

دل منه ای جان من بر عهد شاه و وزیر　　کس نمیداند که کارش از کجا خواهد گشاد
رو توکل کن نمیدانی که نوک کلک من　　نقش هر صورت که زد رنگی دگر بیرون فتاد
شاه هرموزم ندید و بی سخن صد لطف کرد　　شاه یزدم دید و مدحش گفتم و هیچم نداد
کار شاهان اینچنین باشد تو ای حافظ مرنج　　داور روزی رسان توفیق و نصرتشان دهاد

ایضاً

گفتند شعر من ز نبفتش شکر رباست　　زان غیرت طبرزد و کعب الغزال شد

با داورانش تیغ که عیبینات گفت / خاکش بسر که منکر آب زلال شد
آنکس که کور زاد زمادر بعمر خویش / کے مشتری دلبر صاحب جمال شد

در تقاضاے وظیفه فرماید

بسمع خواجه رسان ای ندیم وقت شناس / بخلوتے که دران اجنبی صبا باشد
لطیفه بمیان آر و خوش بخندانش / بنکته که دلش را دران رضا باشد
پس انگهے ز کرم آن قدر بپرس ز لطف / که گر وظیفه تقاضا کنم روا باشد

فی الشکایة

ز دانش هر که ما بے بهره باشد / که از دنیا بشادی بهره جوید
بود از شربت شادی صائم الدهر / که جانا بید طرب از دهر جوید
کسے چون نوشدارو جوید از دهر / کدامین نوشدارو زهر جوید

ایضاً

بلبل اندر ناله و گل خنده خوش میزند / چون نسوزد دل که دلبر نی آتش میزند
تا خوشیها دیده‌ام زان ترک پشمینه پوش / من غلام مطربم کابریشم خوش میزند
زاهدا از تیر مژگانش حذر کردن چه سود / زخم پنهان چون بابروی کمان خوش میزند

ایضاً

۴۰

روح القدس آن سروش فرخ   از قبهٔ طارم زبرجد
میگفت سحرگهان که یارب   در دولت و حشمت مخلد
بر مسند خسروی بماناد   منصور مظفر محمد

ایضاً

تو نیک و بد خود هم از خود بپرس   چرا دیگری بایدت محتسب
ز بد دور باش و به نیکی بکوش   مکن عمر ضایع بلهو و لعب
چو دانی که روزی رسانند تا خداست   مدار از طمع قلب را منقلب
ومن یتق الله یجعل له   ویرزقه من حیث لا یحتسب

ایضاً

بگوش هوش شبی هاتفی ندا در داد   ز حضرت احدی لا اله الا الله
که ای عزیز کسی را که خواریست نصیب   یقین بدان که نیاید بزور و منصب و جاه
بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد   گلیم بخت کسی را که بافتند سیاه

ایضاً

آن حبهٔ خضرا خور کز بودی سبکروحی   هر کو بخورد یک جو بر چرخ زند سیمرغ
آن ذره که اعضا را در ولوله اندازد   یک ذره و صد مستی یک حبه و صد سیمرغ

در نکوهش بدقولان گوید

سگ بران آدمی شرف دارد که دل مردمان بیازارد
این سخن را حقیقتی باید تا معانی بدل فرود آید
آدمی با تو دوست در معلوم سگ ز بیرون آستان محروم
حیف باشد که سگ وفا دارد وآدمی دشمنی روا دارد

فی الشکایة

ساقیم دوش باده نفرستاد آن خطا این خطاب می ارزد
لعل و یاقوت جام او گویی ملک ملک رقاب می ارزد
قطعه پیش او فرستادم که بصد خم شراب می ارزد

ایضاً

ای باد صبا اگر توانی از راه وفا و مهربانی
از من خبری ببر بیارم کاشفته تو در نهانی
می مرد ز اشتیاق و میگفت ای بی تو حرام زندگانی

ایضاً

شراب لعل مروق بجام گفت کزین چهار گوهرم اندر چهار بابی دوام

دمردم بتاک و عقیق در شیشه	سهیل در شب و آفتاب اندر جام
مرا حرام که گوید که وقت خوردن من	حلال زاده برون آید از نتاج حرام

در شکایت فرماید

ای معز اصل عالی جوهرت از جمع حرص	دی سحر افتاده چون اختر سها از زرق و ریو
از بزرگی کی روا باشد که تشریفات را	از فرشته باز گیرد و انگهی بخشد بدیو

مطایبه

سرای مدرسه و بحث علم و طاق و رواق	چه سود چون دل دانا و چشم بینا نیست
سرای قاضی یزد ارچه منبع فضل است	خلاف نیست که علم نظر در آنجا نیست

فی الموعظه

ای که از روزگار می‌طلبی	فرح و عیش و خرمی و طرب
فکر مال و منال و حشمت و جاه	همه بگذار و ساغری بطلب

فی التاریخ

بروز کاف و الف از جمادی الاولی	بسال ذال دگر نون جاعل الاطلاق
خدایگان سلاطین مشرق و مغرب	خدیو کشور لطف و کرم باستحقاق
سپهر حلم و حیا آفتاب جاه و جلال	جمال دنیی و دین شاه شیخ ابو اسحاق

گذاشت عرصهٔ میدان خود بتیغ عدم　　نهاد بر دل احباب خویش داغ فراق

ایضاً

بروز بیست ششم سادس ز ماه ذیحجه　　بسال هفصد و هشتاد از جهان ناگاه
ز شاهراه سعادت بباغ رضوان رفت　　وزیر کامل ابونصر خواجه فتح الله

ایضاً

آه صد آه که آن جان جهان توران شاه　　که درین مزرعه جز دانهٔ خیرات نکشت
ثالث هفته شد از ماه صفر کافتاد الف　　که بگلشن شد و این خانهٔ پر دود بهشت
آنکه میلش سوی حق بیشتر دهر گوئی بود　　سال تاریخ وفاتش طلب از میل بهشت

ایضاً

سرور اهل عمائم شمع جمع انجمن　　صاحب صاحبقران حاجی قوام الدین حسن
هفتصد و پنجاه و چار از هجرت خیر البشر　　مهر را جوزا مکان و ماه را خوشه وطن
سادس ماه ربیع الاول اندر نیمروز　　روز آدینه بحکم کردگار ذوالمنن
مرغ روحش کان همای آسمان قدر بود　　شد سوی دار بهشت آزاد از دار محن

ایضاً

مجد دین سرور سلطان قضا اسمعیل　　که زدی کلک بیان آورش از شرع نطق

تا نفس هفته بود از ماه رجب نیمه روز   کرد بیرون رفت ازین منزل بی ضبط و نسق
کنف رحمت حق منزل او دان آنکه   سال تاریخ وفاتش طلب از رحمت حق ۷۵۶

ایضاً

رحمان لایموت چو آن پادشاه را   دید آنچنان کزو شمل خیر الفوت
جانش غریق رحمت حق کرد تا کند   تاریخ این معامله رحمان لایموت

[illegible]

فی التاریخ

عظم قوام دولت و دین آنکه بر درش   از بهر خاک بوس نمودی فلک سجود
با آن وجود و آن عظمت زیر خاک رفت   در نصف ماه ذی القعده از عرصه وجود
تا کس امید جود ندارد ز کس دگر   آمد حروف سال وفاتش امید جود

[illegible]

ایضاً

بلبل و سرو و سمن یاسمن و لاله و گل   هست تاریخ وفات شه سنبل کاکل
خسرو روی زمین شاه زمان بو اسحق   که به طلعت او نازد و خندد برگل
جمعه بست و یکم ماه جمادی الاولی   در چنین بود که پیوسته شد از جزء بکل

تاریخ وفات قاضی بهاء الدین وگردان

بهاء الحق والدین طاب مثواه   امام سنت و شیخ جماعت

چو میرفت از جهان این بیت می خواند   بر اهل فضل و ارباب براعت
بطاعت قرب ایزد میتوان یافت   قدم در نه گرت هست استطاعت
بدین دستور تاریخ وفاتش   برون شد از حروف قرب طاعت

ایضاً

آن میوهٔ بهشتی کامد بدستت ای جان   در دل چرا نگشتی از کف چرا بهشتی
تاریخ این حکایت گر از تو باز پرسند   بر جای آتش فرو خوان از میوهٔ بهشتی

ایضاً

برادر خواجه طالب طاب مثواه   امام سنت و بعد از مماتش
بسوی روضهٔ رضوان روان شد   پس از پنجاه و نه سال از حیاتش
خلیل باد رشش پیوسته برخوان   وز اینجا فهم کن سال وفاتش

ایضاً

صباح جمعه و سادس ربیع اول   جگر گشت فرقت آن مه یگانهٔ کامل
بسال هفتصد و شصت و چهار از هجرت   چو آب حل نشدم این دقیقهٔ مشکل
دریغ و درد و تأسف کجا دهد سودی   کنون که عمر ببازیچه رفت بی حاصل

فی الحسیبه

دلا دیدی که آن فرزانه فرزند   چه دید اندر خم این طاق رنگین
بجای لوح سیمین در کنارش   فلک بر سر نهادش لوح سنگین

فی الحکمة

مدتی در طلب مال جهان کردم سعی   تا بآخر خبرم شد که ز نقدش ضررست
عوض هر چه فلک داد بمن باز ستد   نکند فائده فریاد جوانی چه سرست
عمر ضایع شد و از مال زیانی وارد   اندرین عمر کنون از همه غمها بترست
بعد ازین یکنفس از عمر مبارک دو جهان   نخرم دستم که بچشم دو جهان مختصرست
گنجها یافته ام در دل ویران هنر   گرچه بظاهر بیت فقیرم که سراسر هنرست
بعد ازین هرچه رسد از بد و نیک ای حافظ   غم مخور شاد بزی زانکه جهان درگذرست

فی النصیحة

هرکه آمد در جهان پر ز شور   عاقبت میبایدش رفتن بگور
در ره عقبی ست دنیا چون پلی   بی بقا جائی و ویران منزلی
دل منه بر این پل پر ترس و بیم   برگ ره ساز و مشو اینجا مقیم
نزد اهل معنی این کاخ سپنج   هست چون ویرانهٔ خالی ز گنج
دور باش از دوستی مال و جاه   زانکه مالت مار و جاهت هست چاه

من گرفتم فرّ تو لی بهرام گور   طراهی افتاد آخر اندر دم گور
گر نه کوری گور سے بین گفته است   یک زبان بیکار منشین گفته است
هیچ کس نیست زین منزل گزیر   از گدا و شاه و از برنا و پیر
ای که بر ما بگذری دامن کشان   از سر اخلاص الحمدی بخوان

فی النصیحة

فساد چرخ ندیدیم و نشنویم هنوز   که چشمها همه کور است و گوشها همه کر
بسا کسان که مه و مهر باشدش بالین   بعاقبت ز گل و خاک باشدش بستر
چه فائده ز زره با گشاد تیر قضا   چه منفعت ز سپر با اتفاق تیغ قدر
اگر ز آهن و فولاد سود حصن کنی   حواله چون برسد زود اجل بگوید در
به روشنی خوش و عیش و نوش غرّه مشو   که ظلمت ازلی نور است و زهر زیر شکر
دریکه بر تو گشایند از هوا کشاسے   رسنے که بر تو نمایند از هوس مپسر
براه تو همه چاه است سر نهاده مرد   بجام تو همه زهر است ناچشیده مخور
عیار چرخ بگیر و نهاد دور نگر   بساط خسرو چین و لباس آزر بر

فی التعزیة

دل منه بر دنیا و اسباب او   زانکه از وی کس وفاداری ندید

کس عسل بی نیش ازین دکان نخورد
کس رطب بی خار ازین بستان نچید
هر کرا ایامی چراغی بر فروخت
چون تمام افروخت بادش سر دمید
بی تکلف هر که دل بر شے نهاد
چون بدیدم خصم خود می پرورید
شاه غازی خسرو گیتی ستان
آنکه از شمشیر او خون می چکید
گه بیک حمله سپاهی می شکست
گه بهوی قلب کوهی می درید
سروران را بی سبب می کرد حبس
گردنان را بی سخن سر می برید
از نهیبش پنجه می افگند شیر
در بیابان نام او چون می شنید
عاقبت شیراز و تبریز و عراق
چون مسخر کرد وقتش در رسید
آنکه روشن بد جهان بینش باو
سیل در چشم جهان بینش کشید

فی المدح

بعهد سلطنت شاه شیخ ابو اسحاق
به پنج شخص عجب ملک فارس بود آباد
نخست پادشهی همچو او ولایت بخش
که جان خویش بپرورد و داد عیش بداد
دگر مربی اسلام شیخ مجد الدین
که قاضیی به ازان آسمان ندارد یاد
دگر شهنشه دانش عضد که در تصنیف
زمین همت او کارهای بسته گشاد
دگر بقیهٔ ابدال شیخ امین الدین
بنای کار مواقف بنام شاه نهاد

دگر قوم چو ما چه قوام دریا دل — که نام نیک ببرد از جهان بخشش و داد
نظیر خویش نه بگذاشتند و بگذشتند — خدای عز و جل جمله را بیامرزاد

فی المطایبة

[illegible] نکو نثار [illegible] زره ترسند چند — بدان دلیل که القاص لا یحب القاص
برنجند [illegible] صراحی و [illegible] — زمانه نیز درآمد که اکثر قصاص

مخمس

در عشق تو ای [illegible] شیدانم — گر هستی خویش در گمانم
هر چند که زار و ناتوانم — گر دست دهد هزار جانم
در پای مبارکت فشانم

کو بخت که از سر نیازی — در حضرت پاک چون تو دلنوازی
سر در قدم کسی نهم خوشتر ازین — هیهات که چون تو شاهبازی
تشریف دهد در آشیانم

ای بسته کمر زدور و نزدیک — بر خون تمام ترک و تاجیک
در مسکن خاص الممالک — گر خانه محقرست و تاریک
در دیده روشنت نشانم

هرچند ستمگری نه از توست   کم کن تو جفا که این نه نیکوست
گیرم که دلت ز آهن بدوست   آخر بسرم گذر کن ای دوست

انگار که خاک آستانم

گفتم که چو کشتیم بزاری   زان پس ره مرحمت سپاری
بر دل ز ستم وفا نگاری   تو خود سر وصل ما نداری

من عادت بخت خویش دانم

من از تو بجز وفا نجویم   بیرون ز گل وفا نبویم
الا ره بندگی نپویم   اسرار تو پیش کس نگویم

اوصاف تو پیش کس نخوانم

گر غمزهٔ تو زند به تیرم   گر ترک فلک کند اسیرم
یک دم نبود ز تو گزیرم   من ترک وصال خود نگیرم

الا بفراق جسم و جانم

گیرم نه ره وفا کشودیم   نه مهر بمهر سر فزودیم
نبود هر آنچه می‌فزودیم   آخر نه من و تو دوست بودیم

عهد تو شکست و من همانم

اگر سر ببری به تیغ تیزم   از کوی وفات برنخیزم
ور زانکه کنند ریز ریزم   من بنده مهر تو عزیزم
الا که بریزد استخوانم

آنانکه نشان عهد جویند   جز راه مزار من نپویند
خاک من زار چون ببویند   گر نام تو بر سرم بگویند
فریاد برآید از روانم

گر گنبد روم به پیش خیلی   هر یک بصفا به از سهیلی
جز تو نکنم بغیر میلی   مجنون نیم ار بهای لیلی
ملک عرب و عجم ستانم

گشتم صنما در آرزویت   آشفته و تیره دل چو مویت
هر چند نمی رسم بکویت   شب نیست که از فراق رویت
زاری بفلک نمی رسانم

ای وصل تو اصل شادمانی   دائم بمراد دل بمانی
احسان فزا بخود بگو عیانی   هر حکم که بر سرم برانی
دل بسته ز خویشتن مرانم

فی الرباعیات

جز نقش تو در نظر نیاید ما را
جز کوی تو رهگذر نیاید ما را
خوش آمده خواب جمله را در دیده
حقا که بچشم در نیاید ما را

رباعیه

برگیر شراب طرب انگیز و بیا
پنهان ز رقیب سفله بستیز و بیا
مشنو سخن خصم که بنشین و مرو
بشنو ز من ای نگار و برخیز و بیا

رباعیه

روزی که فلک از تو بریده است مرا
کس با لب پر خنده ندیده است مرا
چندان غم هجران تو بر دل دارم
من دانم و آنکه آفریده است مرا

رباعیه

شاها چو ز ابر دانش و علم و سخا
آن مرد منم که می نشاندم سبزا
بدخواه چه کید کرد ناگه که ازان
امروز نکرد خاطرت یاد مرا

رباعیه

با دوستان نشین و باده و جام طلب
بوس از لب آن سرو گل اندام طلب
مجروح چو راحت جراحت طلبد
تو از سر چشم نیش حجام طلب

رباعیه

گفتم که مگر باتفاق اصحاب
در موسم گل ترک کنم بادهٔ ناب
بلبل ز چمن نعره زنان گفت بخواب
کای بیخبران فصل گل و ترک شراب

رباعیه

ای قبلهٔ هر که مقبل آمد کویت
رشک دل جمله نیکبختان سویت
امروز کسی کز تو بگرداند رو
فردا که بدارم وی چه بیند رویت

رباعیه

ای سایهٔ آفتاب لطفت سیمت
شب پوش شود و هفته طرف کلهت
ای شام دلشده از خط مشکینت
وی صبح جبینت کش زهی بچهرت

رباعیه

امروز که روز فرقت احبابست
نه وقت نشاط و عیش اصحابست
هشیار از آن نیم که شب نیست مرا
مستی الی حریف هیچ نایابست

رباعیه

آن ترک پریچهره که قصد جان داشت
مانند پری چهره ز من پنهان داشت
گفتم دهن تنگ تو گویی هیچ است
گفتا که از این هیچ طمع نتوان داشت

رباعیه

با آنکه دلم در غم عشقت خون است
حسن تو ز اندازهٔ خرد بیرون است
در زلف تو بیچاره غریب است دلم
یا رب که در آن شام غریبم چون است

رباعیه

تو مه رخی خورشید ترا بنده شده است
تا بندهٔ تو شده است تابنده شده است
زان روی که از شعاع روی مه تو
خورشید منیر و ماه تابنده شده است

رباعیه

تا مرغ دلم فتاده در دام غمت
بر گردن دل شده است همچو حمایل غمت
از شربت جام دهر بیزار شدم
تا خون جگری خورم از جام غمت

رباعیه

چون چنگ سر زلف توام در چنگ است
هر لحظه دلم را به لبت آهنگ است
شد پستهٔ تنگ تو دلم را روزی
یا رب دل خسته چه دری تنگ است

رباعیه

در کوی تو بیچاره تر از ما کس نیست
نزدیک تو بیگانه تر از ما کس نیست
در سلسلهٔ لطافت آویخته ام
زان روی که دیوانه تر از ما کس نیست

رباعیه

در شوخی و دلبری بتی من طاق است
بیچاره دلم بوصل او مشتاق است
پسته دهن و لاله رخ و سیمین تن
شیرین سخن و ظریف و سیمین ساق است

رباعیه

می نوش که عمر جاودانی اینست
خاصیت روزگار فانی اینست
هنگام گل و لاله و یاران سرمست
خوش باش دمی که زندگانی اینست

رباعیه

ای روی تو در لطافت آئینه روح
خواهم که قدمهای خیالت صبوح
در دیده کشم ولے ز خار مژه ام
ترسم که شود پای خیالت مجروح

رباعیه

ای دل بوفا جام وصالم در داد
چون مست شدم دام جفا از سر داد
با آب دو دیده یار آتش دل
خاک ره او شدم ببادم در داد

رباعیه

ای گل ز بر همنفسے مے آید
شادی بدلم از دو لبے مے آید
پیوسته از ان دمی کنم همدمیش
کز بوسه دلم بوی کسے مے آید

رباعیه

بردار دل از مادر دهر ای فرزند بالنصف اخیر شو هرش در پیوند
ای قلب مهانی اینچنین تقادی چون حافظ اگر شوی بویش خرسند

رباعیه

با یار کسے دست در آغوش نکرد تا ترک زر و سیم و دل و هوش نکرد
بی زر بت شوخ دیده هرگز سخنم با آنکه چو گوهرست در گوش نکرد

رباعیه

با مردم نیک بد نمے باید بود در بادیه دیو و دد نمے باید بود
مفتون معاش خود نمے باید شد مغرور بعقل خود نمے باید بود

رباعیه

با مے بکنار جوی مے باید بود وز غصه کناره جوی مے باید بود
چون عمر گرانمایه ده روزست خندان لب و تازه روی مے باید بود

رباعیه

تا حکم قضاے آسمانی باشد کار تو همیشه شادمانی باشد
گر جام مے ز دست تو نوش کنم سرمایه عمر جاودانی باشد

رباعیه

چون غنچهٔ گل قرابه پرداز شود	نرگس بهوای می قدح ساز شود
خرم دل آن کسی که مانند حباب	هم بر در میخانه سرافراز شود

رباعیه

جان در خم زلف یار جائی طلبید	وز بند بلا گره کشائی طلبید
جان پیشکش ابروی جانان کردم	چون حاجب او قبول جائی طلبید

رباعیه

خلقت بسراپرده مه میگردد	بازار تکبرت تبه میگردد
از خجل دود و دیغ زن میگفتی	پیدا است که روی که سیه میگردد

رباعیه

خوبان جهان صید توان کرد بزر	خوش خوش بر ایشان توان دل برد بزر
نرگس که کلهدار جهان ست ببین	کان نیز چگونه سر آورد بزر

رباعیه

راه طلب تو خار غمها دارد	کو باهر شب که این قدمها دارد
دانی تو که رد شناس عقل ستان کو	بر چهرهٔ جان چه سراغ غمها ارد

رباعیہ

روزے کہ فراق از تو دورم سازد   در ہجر رخ تو ناصبورم سازد
گر چشم بروئے دگرے باز کنم   حق نمک حسن تو کورم سازد

رباعیہ

زان بادۂ دیرینۂ دہقان پرورد   در دہ کہ بیاد عمر طے خواہم کرد
مستم کن و بیخبر ز احوال جہان   تا سر جہان بگویمت اے سرہ مرد

رباعیہ

شیرین بجہان ہمہ بپایان نبرند   صاحب نظران ز عاشقی جان نبرند
معشوق چہ بر مراد دلے تو بود   نام تو میان عشقبازان نبرند

رباعیہ

گویند کسانیکہ زمے پرہیزند   زانسان کہ بمیرند چنان برخیزند
ما با مے و معشوق ازینیم مدام   تا بوکہ زخاک ما چنان برخیزند

رباعیہ

من بندۂ آن کسم کہ شوقے دارد   بر گردن خود ز عشق طوقے دارد
تو لذت عشق و عاشقی کے دانی   این بادہ کسی خورد کہ ذوقے دارد

رباعیه

نه دولت دنیا بستم می ارزد
نه لذت هستی به المی ارزد
نه هفت هزار سال شادی جهان
با محنت پنج روز غمی ارزد

رباعیه

وقتست که مستان لب لب بجنبند
واندر سه و شوق تا رباب آویزند
یک چند تقاص عمر فانی شده را
در جام و قدح خون صراحی ریزند

رباعیه

آن هست که بجان من از درد پیش آمد
گوئی ستمکی بر حسب گر پیش آمد
می ترسیدم کز تو شوم روزی دور
دیدی که همان روز بدم پیش آمد

رباعیه

هم خاطر تو بر من غمناک افتد
گر گلم خیار خس و خاشاک افتد
گو خاک بهست شوم فزن بر من باک
حیف است که آواز تو بر خاک افتد

رباعیه

هر دوست که دم زد ز وفا دشمن شد
هر راهروی که بود تر دامن شد
گویند شبها آبستن غیب است ار د
چون مرد ندید از که آبستن شد

رباعیه

یا کار بکام دل مجروح شود
یا مرغ دلم بر فلکی روح شود
امید من آنست بدرگاه خدا
کابواب سعادت همه مفتوح شود

رباعیه

یاری چو نکرد بخت شوریده چه سود
شادی چو ندید این دل غمدیده چه سود
آن مردم دیده بود کز دیده برفت
چون مردم دیده نیست در دیده چه سود

رباعیه

ایام شباب است شراب اولی تر
هر غمزده مست و خراب اولی تر
عالم همه سر بسر خرابست و خراب
در جائی خراب هم خراب اولی تر

رباعیه

سیلاب گرفت گرد ویرانهٔ عمر
آغاز پری نهاد پیمانهٔ عمر
بیدار شو ای خواجه که خوش خوش بکشد
حمال زمانه رخت از خانهٔ عمر

رباعیه

در سنبلش آویختم از روی نیاز
گفتم من سودازده را چاره بساز
گفتا که لبم بگیر و زلفم بگذار
در عیش خوش آویز نه در عمر دراز

رباعیه

دوش ازغم تو دمے نخفتم تاروز
یاقوت بنوک مژه سفتم تاروز
دردت که بکس نمیتوانم گفتن
هم بادل خویشتن بگفتم تاروز

رباعیه

مردی زکننده در خیبر پرس
اسرار کرم زخواجه قنبر پرس
گرتشنهٔ فیض رحمتی ای حافظ
سرچشمهٔ آن زساقی کوثر پرس

رباعیه

ای دوست دل ازجفای دشمن درکش
باروی نکو شراب روشن درکش
باردی نکوگوے گریبان بکشای
وزنااهلان تمام دامن درکش

رباعیه

چشم توکه سحر بابل ست استادش
یاربکه فسونها برود ازیادش
آن زلف که کرد حلقه در گوش جمال
آویزه در زنظم حافظ بادش

رباعیه

بنگر زچمن جمال مستر شده گل
از گریه ابر بین که خندید گل
سرو ازچه بآزادی خود می نازد
اندر رهتی که داشته شد پابگل

رباعیه

چون جامه ز تن بکشد آن مشکین خال
حقا که نظیرش ندارد بمثال
در سینه دلش ز نازکی بتوان دید
مانند سنگریزه در آب زلال

رباعیه

هرگز نکنی یاد من ای شمع چگل
نزد من اگرچه هست کاری مشکل
دردی که من از غم تو دارم در دل
دل داند و من دانم و من دانم و دل

رباعیه

از یار وفا که دید تا من بینم
راحت ز جفا که دید تا من بینم
تو عمر منی و بیوفائی چکنم
از عمر وفا که دید تا من بینم

رباعیه

آن به که ز جام باده دل شاد کنیم
وز آرزو گذشته کم یاد کنیم
وین عاریتی روان زندانی را
یک لحظه ز بند عقل آزاد کنیم

رباعیه

آواز پر مرغ طرب میشنوم
یا نغمه گلزار ادب میشنوم
یا باد حدیثی ز لبش میگوید
الله که حکایتی عجب میشنوم

رباعیه

در هجر تو من ز شمع افزون گریم
مانند صراحی اشک گلگون گریم
چون ساغر باده ام که از دلتنگی
چون نالهٔ چنگ بشنوم خون گریم

رباعیه

جانان چو شبی با تو بروز آوردم
گر سیب تو دست برآوردم نامردم
از بهر بتا سرم بس ازین کاب حیات
از چشمهٔ نوش آبدارت خوردم

رباعیه

در آرزوی بوس و کنارت مردم
در حسرت لعل آبدارت مردم
قصه چه کنم دراز کوتاه کنم
باز آ باز آ کز انتظارت مردم

رباعیه

من ترک تو ای نگار آسان ندهم
تا پیش زمرد خطت جان ندهم
یاقوت لبت که قوت جانست مرا
آن را بدو صد هزار مرجان ندهم

رباعیه

من حاصل عمر خود ندارم جز غم
در عشق تو یار خود ندارم جز غم
یک همدم و همراز ندارم نفسی
یک مونس و غمخوار ندارم جز غم

رباعیہ

اے باد بگو ز راہ دلداری من
آن را کہ نباشد غمے از زاری من
تو خفتہ بعہد عیش شبہاے دراز
آیا داری خبر ز بیداری من

رباعیہ

تا کے بود این جور و جفا کردن تو
بیہودہ ہمہ خلائق آزردن تو
تیغ ست بدست اہل دل خون آلود
گر بر تو رسد خون تو بر گردن تو

رباعیہ

گویند کہ فردوس برین خواہد بود
فرداے ناب و حور عین خواہد بود
گر ما مے و معشوقہ گزیدیم چہ باک
چون عاقبت کار چنین خواہد بود

رباعیہ

با آنکہ نہد مہر و مہ از صد تمکین
بر خاک جناب تو شب و روز جبین
از دست دل و دیدہ تنگم نشان
در آتش انتظار و فارغ ننشین

رباعیہ

چون بادہ ز غم چہ بایدت جوشیدن
با لشکر غم چہ بایدت کوشیدن
سبز ست سرت بادہ از آن در ما
می بر سر سبزہ خوش بود نوشیدن

رباعیه

ای شرم زده غنچهٔ مستور از تو	حیران و خجل نرگس مخمور از تو
گل با تو برابری کجا آرد کرد	کو نور ز مه دارد و مه نور از تو

رباعیه

ای رای تو صحرای امل پیمودن	تا چند بآفتاب گل اندودن
گر در دهن شیر شوی بهر طمع	آخر نه شکار گور خواهی بودن

رباعیه

چشمت که ز تیر رنگ میبارد ازو	زنهار که تیغ جنگ میبارد ازو
بس خون دو صد گشتی از همنفسان	آه از دل تو که سنگ میبارد ازو

رباعیه

از بهر لب شکار در دستم نه	آن ساغر چون نگار در دستم نه
آن زلف چو زنجیر که پیچید بر خود	دیوانه شدم بیار در دستم نه

رباعیه

ای کاش که بخت سازگاری کردے	یا چرخ زمانه بازیاری کردے
از دست جوانیم چو بر بود عنان	پیری چو رکاب پایداری کردے

رباعیه

باشاهد شوخ وشنگ بابربط ونی
کنجی وکبابی وکمی شیشه می
چون گرم شود ز باده مارا رگ وپی
منت نبرم بیک جو از حاتم طی

رباعیه

قسام بهشت ودوزخ وعقده کشای
مارا بگذار که درآییم زپای
تاکی بود این گرگ ربایی ازخاک
سرپنجه دشمن افکن ای شیر خدای

رباعیه

گل را دیدم نشسته بر تخت شهی
گفتا بشنو راستی ار مرد رهی
من لعلم ونگینه مرای سوزمند
ای وای بتو که پیری دیر گهی

رباعیه

گل گفت اگر دستگهی داشتمی
اگر یتیمی اگر رهی داشتمی
بانگینی مرا چنین مسوزنمی
ای ای بن گرنگینی داشتمی

رباعیه

گر همچو من افتاده این دام شوی
ای بس که خراب باده وجام شوی
ما عاشق ورند ومست عالم سوزیم
با ما منشین وگرنه بدنام شوی

رباعیه

حافظ ورق سخن ورائی طی کن   وین خامهٔ تزویر ریائی پی کن
خاموش نشین که وقت خاموشی ست   دم درکش و جام باده را پی کن

آن غزلها و قصائد که در اکثر نسخ نبود و در بعضی یافته شد داخل کتاب نکرده علیحده نوشته شد

الغیاث ای مایهٔ جان الغیاث   کفر زلفت برد ایمان الغیاث
ما همه لبیم لب از تشنگی   در لبانت آب حیوان الغیاث
ده کجا شد شربت دیدار تو   میکشد تلخی هجران الغیاث
ما ز گریه غرق در خون گشته ایم   لعل تو پیوسته خندان الغیاث
غمزهٔ شوخ تو از راه اجل   میزند در دیده پیکان الغیاث
از خدنگ ناوک مژگان تو   زخمها افتاده در جان الغیاث
چون دو زلفت گرد سرگردان مرا   گردش گردون گردان الغیاث
همچو گوی از زخم چوگان فلک   هر طرف گشتیم غلطان الغیاث
پیچش زلفت تو در جانم فتاد   رشتهٔ تن گشت پیچان الغیاث
چشم بیمارت مرا بیمار کرد   جز لبانت نیست درمان الغیاث

بالمناب زلف حافظ را بکش
مانده در چاه زنخدان الغیاث

باز هم هوای آن گل رعناست الغیاث
دیگر دلم رسیده و شیداست الغیاث

آن دل که کنج عافیتی برگزیده بود
این دم بعزم درد و بلاست الغیاث

صوفی که جام صاف دمادم همی کشد
حیران بکوی او شده رسواست الغیاث

عارف که غرق بود بناموس ننگ و نام
افتاده در ملامت و سوداست الغیاث

از جان زار حافظ دلگشتگان شوق
فریاد و شور و ولوله برخاست الغیاث

از من سوخته آن یار نمی پرسد هیچ
خبری زین دل افگار نمی پرسد هیچ

او طبیب من و من خسته و بیمار غمش
چه طبیبی ست که بیمار نمی پرسد هیچ

دی طبیبی بسرم آمد و احوالم دید
گفت چونست ترا یار نمی پرسد هیچ

گفتمش بخت من و طالع شوریده من
خفته می بینم و بیدار نمی پرسد هیچ

جانم از فرقت رویش بلب آمد صد بار
که ازین دل شده آن یار نمی پرسد هیچ

دوش در خواب چو من ماه رخ او دیدم
گفت که گاه ترا یار نمی پرسد هیچ

ای طبیبا لی یک نظری کن یارا
حافظ سوخته را یار نمی پرسد هیچ

[illegible]

سپیده دم که صبا بوی بوستان گیرد
چمن ز لطف هوا نکهت جنان گیرد

نوای چنگ بدانسان زند صلای صبوح
که پیر صومعه راه در مغان گیرد

شه سپهر چو زرین سپر کشد بر دوش
به تیغ صبح و عمود افق جهان گیرد

برغم زاغ سیه شاهباز سدره نشین
درین مقرنس زنگاری آشیان گیرد

به بزمگاه چمن رو که خوش تماشاییست
که لاله کاسهٔ نسرین و ارغوان گیرد

چه حالتیست که گل در سحر نماید رخ
چه آتشیست که در مرغ صبحخوان گیرد

چه پرتویست که نور چراغ صبح دهد
چه شعله ایست که در شمع آسمان گیرد

خیال شاهی اگر نیست در سر حافظ
چرا به تیغ سخن عرصهٔ جهان گیرد

ای ذوق شهد لعل تو در کام من لذیذ
حلوای قند گرسنه را در دهن لذیذ

دندان یار در دهن تنگ خوش نمود
در کام عشق دانهٔ درّ عدن لذیذ

شهد و شکر هر آنچه ببازار عالم است
شیرین از دست در دهنم این سخن لذیذ

شغلی دهد به عنبر زلفت دماغ را
باشد بمغز نافهٔ مشک ختن لذیذ

اما بکام دیده ز اشک سفید و سرخ
خطیست چون بباغ گل یاسمن لذیذ

گر حلق را بکام بود لذت از بهی
بیمار عشق را شده سیب ذقن لذیذ

عشق ریخت بخاطر حافظ ز طلبه
در مغز بلبل از همه بوی چمن لذیذ

ای گفتگوی لعل تو در کام جان لذیذ
شکر لبت چو طعم شکر در دهان لذیذ

دندان تست قطره شیر و شکر لبت
در کامهاست شیر و شکر بهر آن لذیذ

خون دل و کباب جگر هر دو بهر تست
باشد بهم کباب وسے ارغوان لذیذ

گفتم حدیث لطف تو آمد سخن لطیف
کردم بیان وصف لبت شد بیان لذیذ

دل ناوک تو خواست که باشد همای را
نسبت بطعمهای دگر استخوان لذیذ

او را ز لبکه چاشنی حسن دلبریست
پیوسته حرف او گذرد در زبان لذیذ

حافظ بسی ز شیره جان پخت حلوه
در آرزوی آن لب و نارجیان لذیذ

ای که شور افگنده در بزم شاهان از نمک
داد مستان لبت از خنده بستان از نمک

می برد آب گهر لعلت بدرپاشی و لطف
میکند نرخ شکر یاقوت ارزان از نمک

از نمک خندان کنی هر دم بنوعی پسته را
دیده آن را که گرد و پسته خندان از نمک

شور می بینم ازان جادوی مستت در سر ابر
ذوق می یابم دران چاه زنخدان از نمک

گر نباتت سیر باید جان بشیرینی و لطف
قند شور انگیز لعلت میدهد جان از نمک

سدم ریش از لب شور شیرینت دلی   میکند زخم مرا هر لحظه درمان از نمک

آب حیوان یافت حافظ از نمکدان لبت
گرچه هرگز کس نیابد آب حیوان از نمک

قصائد

مقدری که ز آثار صنع کرد اظهار   سپهر و مهر و مه و سال و ماه و لیل و نهار
مدار سیر کواکب بامر کن فیکون   قرار داد درین طاق گنبد دوار
ز هفت کوکب سیاره و دوازده برج   کنند سیر مخالف کواکب سیار
نه آسمان ز ملائک بامر حق مشغول   بسجده درگه تسبیح و ذکر و استغفار
چهار عنصر ازو مختلف پدید آورد   مدار آتش و آب و غبار و خاک مجار
قرار داد ببالای خاک باد آتش   گرفته کره و زمین در میان آب قرار
بدوستی نبی و ولی اساس نهاد   جهان و هرچه درو هست خالق جبار
اگر نه ذات نبی و ولی بدی مقصود   جهان بکتم عدم رفتی همچو اول بار
نوشته بر در فردوس کاتبان قضا   نبی رسول ولیعهد حیدر کرار
امام جنی و انسی علی بود که علی   ز کل خلق فزونست از صغار و کبار
ز نام اوست معلق سما و کرسی و عرش   ز ذات اوست طبق زمین بدین هنجار

علی امام و علی امین و علی ایمان   علی امین و علی سرور و علی سردار
علی علیم و علی عالم و علی اعلم   علی حکیم و علی حاکم و علی گفتار
علی نصیر و علی ناصر و علی منصور   علی مظفر و غالب و علی سر و سردار
علی عزیز و علی عزت و علی افضل   علی لطیف و علی انور و علی انوار
علی ست فتح فتوح و علی ست جنت روح   علی ست فاضل و افضل علی سر سردار
علی سلیم و علی سالم و علی مسلم   علی قسیم قصور و علی ست قاسم نار
علی صفی و علی صافی و علی صوفی   علی وفی و علی صفدر و علی سردار
علی نعیم و علی ناعم و علی منعم   علی بود اسد اللہ قاتل کفار
علی ز بعد محمد ز ہر چہ ہست بہ ست   اگر تو مومن پاکی نظر دریغ مدار
بحق نور محمدؐ و بآدمؑ و بہ خلیلؑ   بحق شیثؑ و شعیبؑ و بہ ہودؑ کم آزار
بحق یوسفؑ و یعقوبؑ و یحییٰؑ و لقمانؑ   بحق نوحؑ نجی در میان دریا بار
بحق عزت تورات و حرمت انجیل   بحق جمع زبور و بحق روز شمار
بحق دانش اسحقؑ و شوق اسمعیلؑ   کہ در رضای خدا کرد جان خویش نثار
بحق یوشعؑ و الیاسؑ و لوطؑ و اسکندرؑ   بحق نغمہ داودؑ و صوت خوش گفتار
بحق مہر سلیمانؑ و زہد ابراہیمؑ   بحق عیسیٰؑ و موسیٰؑ و یونسؑ غمخوار

بحق قوت جبرئیل و صور اسرافیل · بحق قابض ارواح در یمین و یسار
بحق حامل عرش و بقرب میکائیل · بحق چار کتاب ستوده جبار
بحق جملهٔ قرآن و صحف ابراهیم · بحق جملهٔ مردان واقف اسرار
بحق سوز فقیران بیگنه در بند · بحق زاری رنجور بیکس و بی یار
بحق چهرهٔ زرد فقیر سرگردان · بحق درد اسیران خانمان بیزار
بحق ضرب جوانان راه دین با کفر · بحق زاری پیران خوار و زار و نزار
بحق دین محمد بخون پاک حسین · بحق مردم نیک مهاجر و انصار
که نیست دین بهدی را بقول پاک رسول · امام غیر علی بعد احمد مختار
زاهد ار حسن ست و حسین محبت او · مجو ز جهل برین کار مومن دیندار
بجهل غافل مستغرقی بنقد [illegible] · ز رنگ می نشناسی سفیدی از زنگار
بجد بد و می من نشسته دل چه سود ترا · مگر ز خواب جهالت همی شوی بیدار
بجهل شیر و بیشه ما آنچنان هستم · که کس مباد چنان کادم از اول بار
سپاس منت و [illegible] خدای را که نمود · ره نجات و شدم از حیات برخوردار
بجاه هفتصد و هشتاد و بد که در شیراز · تمام گشت بیک روز جمع این اشعار
بهمنان بنشین حافظا تولا کن · نجات خویش طلب کن بجان هشت و چهار

حرام زادهٔ بد فعل و شوم و بی بنیاد   بمدح شاه جهان کی بجا کند اقرار

ستایشت بمنافق چو میکنی گذر
زیاده گفتن نامش هزار استغفار

قصیده

جوزا سحر نهاد حمائل برابرم   یعنی غلام شاهم و سوگند میخورم
ساقی بیا که از مدد بخت کارساز   کامیکه خواستم زخدا شد میسرم
جامی بده که باز بشادی روی شاه   پیراز سر هوای جوانیست برسرم
راهم مزن بوصف زلال خضر که من   از جام شاه جرعه کش حوض کوثرم
شاها من ار بعرش رسانم سریر فضل   مملوک آن جنابم و مسکین این درم
من جرعه نوش بزم تو بودم هزار سال   کی ترک آبخور کند این طبع خوگرم
گر باورت نمیشود از بنده این حدیث   از گفتهٔ کمال حدیثی بیاورم
گر برکنم دل از تو و بردارم از تو مهر   آن مهر بر که افگنم آن دل کجا برم
منصور بن محمد غازیست حرز من   وزاین خجسته نام بر اعدا مظفرم
عهد الست من همه با مهر شاه بود   در شاهراه عمر ازین عهد نگذرم
گردون چو کرد نظم ثریا بنام شاه   من خود چرا چنین نکنم از که کمترم

شاهین صفت چو طعمه چشیدم ز دست شاه
کی باشد التفات بصید کبوترم
ای شاه شیرگیر چه کم گردد ار شود
در سایهٔ تو ملک فراغت میسرم
بال و پری ندارم و این طرفه‌تر که نیست
غیر از هوای منزل سیمرغ در سرم
بر گلشنی اگر بگذشتم چو باد صبح
نی عشق سرو بود و نه شوق صنوبرم
بوی تو می شنیدم و بر یاد روی تو
دادند ساقیان طرب یک دو ساغرم
مستی بآب یک دو قدح وضع بنده نیست
من سالخورده پیر خرابات پرورم
با سیر اختر و فلکم داوری بسیست
انصاف شاه باد درین قصه داورم
شکر خدا که باز درین اوج بارگاه
طاوس عرش می شنود صیت شهپرم
نامم ز کارخانهٔ عشاق محو باد
گر جز محبت تو بود شغل دیگرم
شبل الاسد بصید دلم حمله کرد و من
گر لاغرم و لیک شکار غضنفرم
ای عاشقان روی تو از ذره بیشتر
من کی رسم بوصل تو کز ذره کمترم
بنما بمن که منکر حسن رخ تو کیست
تا دیده‌اش بگزلک غیرت برآورم
مقصود ازین معامله بازار تیزیست
نه جلوه میفروشم و نه عشوه میخرم
برمن فتاده سایهٔ خورشید سلطنت
اکنون فراغتست ز خورشید خاورم
شعرم بیمن مدح تو صد ملک دل گشاد
گوئی که تیغ تست زبان سخنورم

حافظ ز جان محب رسول است و آل او
براین سخن گواست خداوند اکبرم

ایضاً

شد عرصهٔ زمین چو بساط ارم جوان
از پرتو سعادت شاه جهانیان
خاقان شرق و غرب که در غرب و شرق اوست
صاحبقران و خسرو و شاه خدایگان
خورشید ملک پرور و سلطان دادگر
دارای عدل گستر و کسری کی نشان
سلطان نشان عرصهٔ اقلیم سلطنت
بالانشین مسند ایوان لامکان
اعظم جلال دولت و دین آنکه رفعتش
دارد همیشه توسن ایام زیر ران
دارای دهر شاه شجاع آفتاب ملک
خاقان کامگار و شهنشاه نوجوان
ماهیکه شد ز طلعتش افروخته زمین
شاهیکه شد ز همتش افراخته زمان
سیمرغ وهم را نبود قوت عروج
آنجا که باز همت او سازد آشیان
گر در خیال چرخ فتد عکس تیغ او
از یکدگر جدا شود اجزای آسمان
حکمش روان چو باد بر اطراف بحر و بر
مهرش روان چو روح بر اعضای انس و جان
ای صورت تو ملک جمال و جمال ملک
وی طلعت تو جان جهان و جهان جان
تخت تو رشک مسند جمشید و کیقباد
تاج تو عین افسر دارا و اردوان
تو آفتاب ملکی و هر جا که میروی
چو سایه از قفای تو دولت بود روان

ارکان نپرورد چو تو داور بپنج قرن   گردون نیاورد چو تو اختر بصد قران
بی طلعت تو جان نگراید بکالبد   بی قیمت تو مغز نبندد در استخوان
هر دانشی که در دل و فکر نهاده است   دارد چو آب خامهٔ تو بر سر زبان
دست ترا ابر که آرد شبیه کرد   چون بدره بدره این همه قطره و قطره آن
با پایهٔ جلال تو افلاک پایمال   وز بحر جود دست تو در دهر داستان
علم از تو با کرامت و عقل از تو با فروغ   شرع از تو در حمایت و دین از تو در امان
بر چرخ علم ماهی و بر فرق مهر تاج   در چشم فضل نوری و در جسم ملک جان
ای خسرو رفیع جناب و رفیع قدر   وی داور عدیم مثال عظیم شان
ای آفتاب ملک که در جنب همتت   چون ذرهٔ حقیر بود گنج شایگان
در جنب بحر جود تو از ذره کمترست   صد گنج شایگان که بخشی برایگان
گردون برای خیمهٔ خورشید فلکات   از کوه ابر ساخته تا زیر سایبان
این اطلس منقش نه توی زرنگار   چتر بلند بر سر خرگاه خویش دان
بودی درون گلشن و از زیر دالان تو   در هند بود غلغل و در زنگ شد فغان
در دشت روم خیمه زدی تا نزد کوس   در دشت سند رفت بپایان سیستان
تا قصر زرد تا ختن لرزه اوفتاد   در قصرهای قیصر و در خانهای جان

آن کیست کو بملک کند با تو همسری | از مصر تا بروم و ز چین تا بقیروان
تو شاکری ز خالق و خلق از تو شاکرند | تو شادمان بدولت و ملک از تو شادمان
اینک بطرف گلشن و بستان همی دوی | با بندگان سمندِ سعادت بزیر ران
ای ملهمی که وصف گر و بیان قدس | فیضی رسد بخاطر پاکت زمان زمان
داده فلک عنانِ ارادت بدست تو | یعنی که من کیم بمرادِ خودم رسان
خصمت کجاست در ته پای خودت فکن | یار تو کیست بر سر و چشم منش نشان

هم کامِ من بخدمت تو گشته منتظم
هم نام من بمدحت تو گشته جاودان

ایضاً

سپیده دم که صبا بوی بوستان گیرد | چمن ز لطف هوا نکته بر جنان گیرد
هوا ز نکهتِ گل در چمن تتق بندد | افق ز رنگ شفق رنگِ گلستان گیرد
هوای چنگ بشادان زند صلای صبوح | که پیر صومعه راه در مغان گیرد
شه سپهر چو زرین سپر کشد بر سر | بتیغ صبح دمید و افق جهان گیرد
برغم زاغ سیه شاهباز زرین بال | درین مقرنس زنگاری آشیان گیرد
بسبزه‌گاه چمن رو که خوش تماشاییست | چو لاله کاسهٔ زرین ارغوان گیرد

چو شهسوار فلک بنگرد بجام صبوح ز دور شیشهٔ خود مهر خاوران گیرد
صبا نگر که دمادم چو رند شاهد باز گهی لب گل و گه زلف ضیمران گیرد
ز اتحاد هیولی و اختلاف صور خرد ز هر گل نقش رخ بتان گیرد
من اندر آن که دم کیست این مبارک دم که وقت صبح درین تیره خاکدان گیرد
چه حالتست که گل در چمن نماید رو چه آتش است که در مرغ صبح خوان گیرد
چه پرتوست که نور چراغ صبح دهد چه شعله ست که در ماه و آسمان گیرد
ضمیر دل نگشایم بکس مرا آن به که روزگار غیورست و ناگهان گیرد
چو شمع هر که بافشای راز شد مشغول بسش زمانه چو مقراض در زبان گیرد
کجاست ساقی مه‌روی من که از سر مهر چو چشم مست خودش ساغر گران گیرد
پیاپی آورد از یار از پیش باده بشادی رخ آن ماه مهربان گیرد
نوای نغمهٔ تو را چو برکشد مطرب گهی عراق زند گاه اصفهان گیرد
چرا بصد غم و حسرت سپهر دایره شکل مرا چو نقطهٔ پرگار در میان گیرد
فرشتهٔ به حقیقت سروش عالم غیب که رو شنید که مرش نکته بر جنان گیرد
سکندری که مقیم حریم او چون خضر ز فیض خاک درش عمر جاودان گیرد
جمال چهرهٔ اسلام شیخ ابو اسحق که ملک در قدمش زیب بستان گیرد

سگی که بر فلک سروری عروج کند
نخست پایهٔ خود فرق فرقدان گیرد

چراغ دیدهٔ محمود آنکه دشمن را
ز برق تیغ چو آتش بدو دمان گیرد

باوج ماه رسد شرح خون ز تیغ کشد
به تیغ چرخ برد حمله چون کمان گیرد

عروس خاوری از شرع رای از شاه
بجای خود بود از راه قیروان گیرد

زیا عظیم وقارست که هر که بندهٔ تست
ز رفع قدر بکمربند توامان گیرد

رسد ز چرخ عطارد هزار تهنیت
چو فکرت صفت امر کن فکان گیرد

مدام در پی طفل ست در جود عادت
سماک رمح ازان روز و شب عنان گیرد

فلک چو جلوه کنان بنگرد سمند ترا
کمینه پایگهش اوج کهکشان گیرد

ملامتی چو کشیدی سعادت دهیت
که مشتری نسق کار خود ازان گیرد

ز امتحانات تو ایام اغرض آنست
که از صفای بیاضت دل نشان گیرد

وگرنه پایهٔ معصمت ازان بلندترست
که روزگار بران حرف امتحان گیرد

ز عمر برخورد آن کس که در همه صفتی
نخست بنگرد وانگه طریق آن گیرد

مذاق جانش ز تلخی غم شود ایمن
کسی که شکر تو ورد زبان گیرد

چو جای جنگ پسندی بجام یاز دو دست
چو وقت کار بود تیغ جانستان گیرد

ز لطف غیب [illegible]
که منزلت بمقام اندر آسمان گیرد

ALIGARH

شکر کمال حلاوت پس از ریاضت یافت
نخست در شکن تنگ از آن مکان گیرد
دران مقام که سیل حوادثش ز پیچ برآید
چنان بسد کامان از میان کران گیرد
چه غم بود به همه حال کوه ثابت را
که صد بلای چنان قلزمش جهان گیرد
اگرچه خصم تو گستاخ میرود حالی
تو شاد باش که گستاخیش عنان گیرد
که هر چه در حق این خاندان دولت کرد
جناش بزن و فرزند و خانمان گیرد
خیال شاهی اگر نیست در سر حافظ
چما به تیغ زبان عرصه زمان گیرد
زمان عمر تو پاینده باد کین دولت
عطیه ایست که در کار رهنی خاین گیرد

ایضاً

خیر مقدم مرحبا ای طایر میمون قدم
شادمان کردی مرا نازم ترا سر تا قدم
میکنم در هجر تو انجام آغاز نیاز
زانکه شرح آرزومندی نیاید در قلم
نامه الی ترکه هجران بدون عاشق محرز
ناله شبگیر در کار است داد صبحدم
صحبت عشاق به ناست کنند ابر تو
خوش نگه کن باده در جام سفال و مجلس جم
گر نشینی در حلقه پیچ لعب آنی بند یار
مهره نتوان برد آسان ای ملا فسونی دوم
گر حریم کعبه خواهی وان جمال بی نقاب
لاله و گل دان همه خار بیابان حرم
آن گذشت ای دل که خواری بایدت نصیب
یار باز آمد بحمد الله عزیز و محترم

ساقیا مژده که رندیهای حافظ کرد سود
نوک کلک خواجه بر منشور حافظ زد رقم
خواجهٔ توران شه عادل جلال ملک و دین
بدر آفاق علی عون الوری غوث الامم
صورت جاه و جلال مقصد فضل و کمال
منظر انوار رحمت مظهر حسن شیم
کان مردی و مروت معدن صدق و صفا
جوهر عدل و سیاست عنصر لطف و کرم
رافع اوضاع بدعت ناصر اعلام دین
ماحی آثار طغیان قاطع ظلم و ستم
آستانت موضع دولت ناکذشت و بس
دارد این قصر معلی نقش تاریخ قدم
بخت بیدارت چو می آمد بصحرای وجود
خفته بد گردون هنوز اندر شبستان عدم
قلب خواهان شکسته حال را برجای تو
هر کرا دل نشکند فیروز گردد لاجرم
ای
ان نمیداری که تنها میزنی بر قلب خصم
همت ارباب دل تست از ارباب کرم
شرح احوال تو لحق بالعجائب قمریست
بنده یارب که تواند کرد شکر این نعم
تا الم مهجور بود از خاک بوس درگهت
دُرد نوش درد بود هم با ندیمان ندم
با شما اخلاص بر کیفیت تقریظ نیست
عالم چهره دیده باشد سالها در جام جم

تا جهان باشد به نیکی در جهانت باد نام
این دعا بر انس و جان گشت از دل و جان فرض هم

ت م ت

ALIGARH

خاتمه

بدأنا الفاتحة بحمده   انتهینا الی النهایة بعونه

الحمد لله علی احسانه که دیوان فصاحت‌ایوان اکمل العرفاء المحققین و افضل الشعراء المدققین عارف حقائق فنون سخن‌پروری، واقف دقائق نظم‌گستری، شهباز بحر فصاحت و شناور اقلیم بلاغت، حضرت لسان الغیب خواجه شمس الدین محمد ملقب به حافظ شیرازی طاب الله ثراه و جعل الجنة مثواه بسعی و اهتمام خاکسار محمد رحمت الله رعد در شهر محرم الحرام سنه ۱۳۱۳ هجری نبوی مطابق ماه اکتوبر سنه ۱۸۹۵ عیسوی در بلدهٔ کانپور بمطبع نامی رحمت المطابع طبع پذیرفت و ان شاء الله العزیز بعد اشاعت این دیوان که متن محض است مترجم بیدا حاوی رموزات و اصطلاحات صوفیای کرام از حلیهٔ طبع آراسته شده نذر ناظرین خواهد شد.

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

٨٩١٥ ٥١٣١

CALL No. ٥١١ح ACC. NO. ٨٥٤٦

AUTHOR ٥١١ح ٨٩١٥٥١٣١

TITLE ١٣٢ن ٨٥٤٦

ديوان حافظ

Date	No.	Date	No.

MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over-due.